

شرح

# العقيدة الطحاوية

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

توضیح میں عقیدۃ الطحاوی کی پہلی سہ جلدیں شرح، عمل و ترجمہ  
اولیٰ لغات کے ساتھ ساتھ اہل سنت و الجماعت کے عقائد و  
قرآن و حدیث کے دہائی کے ساتھ مزین کیا گیا

بنا ب مولانا احسان اللہ شاق صاحب  
استاذ و معین مغل جامعۃ الرشید کراچی

کتابخانہ

تفصیل کے ساتھ ساتھ دیگر تفصیلات



قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس تحقیق و ترویج اسلام کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 library@mohaddis.com

شرح

# العَقِيدَةُ الطَّحَاوِيَّةُ

اُردو زبان میں عقیدۃ الطحاویہ کی پہلی بے نظیر شرح، مکمل ترجمہ، تشریح  
اور اصل لغات کے ساتھ ساتھ اہل سنت و اہل امامت کے عقائد کو  
قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ مزین کیا گیا

جناب مولانا مفتی احسان اللہ شاہ صاحب  
استاذ و معین مغلّی جامعۃ الرشید کراچی

[toobaan-elibrary.blogspot.com](http://toobaan-elibrary.blogspot.com)

دارالانشاعت  
لاہور، پاکستان  
2012/1442ھ

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
16	عرض مؤلف
19	دین اسلام میں عقائد کی اہمیت
22	اہل سنت کے فرائض اختلاف میں گروہ بندی نہ تھی
26	"العقیدۃ الخمدانیہ"
26	"عقیدہ" کا معنی و مفہوم
27	اسلامی عقائد
28	امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات
29	نام و نسب
29	پیدائش و وفات
29	تحصیل علم
30	سارے حدیث کیلئے سفر
31	شیوخ و اساتذہ
31	مخاندہ
32	علمی مرتبہ
32	امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا اعتراف
33	تصنیفات
34	چند فرقوں کا تعارف

صفحہ	عنوان
34	اہل السنۃ و الجماعۃ
35	نجس
35	یہود
37	نصارائی
38	روافض
39	خوارج
40	معتزلہ
42	مشبہ
42	جبھیہ
43	مرجیہ
43	جہریہ
43	قدریہ
44	کراسیہ
44	اہل تخاص
45	امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ کے حالات
47	امام اشعری کا اصل کارنامہ
48	عبادت و تقویٰ
48	سلک
48	تصنیفات
49	وفات

صفحہ	عنوان
57	شرک فی الذات
57	شرک فی الصفات
57	شرک فی العبادات
58	شرک فی الحکم
58	شرک فی العلم
58	شرک فی القدرت
59	شرک فی البصر والسمع
59	شرک فی الصفات
59	شرک کا انجام
60	اللہ تعالیٰ ہے مکمل ہے
60	اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے
62	اللہ تعالیٰ کا ارادہ
63	اللہ تعالیٰ پر موت اور نیند طاری نہیں ہوتی
64	اللہ تعالیٰ خالق و رازق ہے
66	اللہ تعالیٰ کا وجود لازمی ہے
68	اللہ تعالیٰ کی صفت احیاء و انحیاء ہے
68	صفات الجہیہ کے انہی ہونے کے دلائل
70	تقدیر کا مقرر ہونا
71	اللہ تعالیٰ کا علم غیر ہونا
72	تقدیر اور مشیت الہی کا بیان

صفحہ	عنوان
49	امام ابو منصور ماتریدی کا مختصر تعارف
49	آپ کی تاریخ ولادت
50	امام ماتریدی کے افکار کی اساس
51	امام ماتریدی کا فقہی اور ان کی کرامت
51	تصنیفات
52	وفات
53	خطبہ الکتاب
53	اہل عقیدہ آسمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ
54	امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ
54	امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
54	علم عقائد کی اصطلاحی تعریف
55	علم عقائد کا موضوع
55	علم عقائد کی فرض و حاکمیت
55	ایمان باللہ اور توحید
56	توحید کے تین مراتب
56	(۱) توحید الذات
56	(۲) توحید الصفات
56	(۳) توحید الافعال
56	شرک کا مفہوم
57	شرک کی اقسام

صفحہ	عنوان
99	اللہ تعالیٰ صفات و صفاتی کے مالک ہیں
99	جہات سے اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتیں
101	اسراء و معراج پر ایمان
102	معراج
102	معراج بیداری کی حالت میں جسم اطہر کے ساتھ ہوا
103	خوف کوثر پر ایمان
104	رسول اللہ ﷺ کی شفاعت
104	شفاعت کے اقسام
106	عہد "الست" پر ایمان
109	مسئلہ تقدیر پر ایمان
111	تقدیر کے مسئلہ میں گھبراہٹ خیر ناک ہے
112	اللہ تعالیٰ کے کسی کام پر اعتراض کرنا گمراہی ہے
112	علم غیب کا دعویٰ کفر ہے
114	روح محفوظ اور قلب پر ایمان
115	علم کی پانچ قسمیں
117	اللہ تعالیٰ کو ماننا نہ مکیون کا علم ہے
120	عرش و کرسی پر ایمان
125	اصول ایمان کا بیان
125	فرشتوں پر ایمان
126	انبیاء پر ایمان

صفحہ	عنوان
73	اللہ کا افضل اور عدل
76	رسول اللہ ﷺ پر ایمان
78	عتید کا قسم نبوت
81	آپ علیہ السلام کی بعثت عمومی ہے
82	قرآن پر ایمان
84	قرآن جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے نازل ہوا
85	قرآن کو بشر کا کلام کہنے والا کافر ہے
86	رب تعالیٰ کی اہل بخت کے ساتھ ہم کاری
87	اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کے بارے میں اہل السنۃ والجماعہ کا عقیدہ
89	مذہب اور مشرب کا موقف
89	اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مسئلہ
90	دنیا میں دیدار ممکن نہیں
91	محشر میں دیدار الہی
91	اہل جنت کو ضرور دیدار کا شرف حاصل ہوگا
91	اہل سنت کے دلائل
92	منکرین روایت کی دلیل کا جواب
93	شکوہ و شبہات سے اجتناب لازم ہے
95	مشتبہات کے درجے ہونا غلط ہے
95	عالم میں فساد کے تین اسباب
98	صفات باری تعالیٰ کی تاویل کے متعلق امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک

صفحہ	عنوان
127	آسمانی کتابوں پر ایمان
128	اہل قبلہ کے مسلمان ہونے کا مطلب
131	دین کے بارے میں جھگڑنے کی ممانعت
131	قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے
132	مرتب کبیرہ کافر نہیں
135	دنیا میں کسی کے بارے میں یقینی یا جہمی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگایا جائے گا
136	بے خوفی کا امیدی کفر ہے
136	ایمان سے خارج ہونا
137	ایمان کے بارے میں تفصیلات
137	ایمان کے لغوی معنی
138	ایمان کے اصطلاحی معنی
145	المذہب فی حقیقۃ الایمان
145	اہل سنت کے مابین ایمان کی تعریف میں اختلاف ذرا عقلی ہے
146	رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل جہت ہے
147	اصل ایمان میں کوئی شک و شبہ نہیں
147	دلی کا مقام
148	دلی کی تعریف
149	جن باتوں پر ایمان ضروری
150	اہل کفر و جہنم میں ہمیشہ یقین نہیں رہیں گے
151	گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ

صفحہ	عنوان
151	گناہ کبیرہ کی تعریف
152	صغیرہ گناہ کی تعریف
153	فاسق و فاجر کی اعتقاد میں نماز
154	بدعتی کی اعتقاد میں نماز کا حکم
155	شافعی اور اہل حدیث کی امامت
156	کسی مسلمان کا معنی یا جہمی ہونا
157	ناحق خون بہانا حرام ہے
158	اہل اسلامین کے خلاف بغاوت کرنا حرام ہے
158	حاکم بننے کی تین صورتیں
159	امام کی اطاعت کا حکم
161	اختلاف اور فرقہ واریت سے اجتناب کرنا
162	اہل اللہ سے محبت کرنا
163	قتل و ہمارت کے حکم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا
164	موزوں پر سک کا جائز ہونا
165	جج و جہاد فاسق کی قیادت میں ادا ہو سکتا ہے
166	کرنا کا تین پر ایمان
166	حک الملوٰت کی ذمہ داری
167	عذاب قبر کا عقیدہ درست ہے
169	روح انسانی کا بدن سے تعلق کے درجہ
170	قبر کی زندگی

صفحہ	عنوان
185	اول تقدیر مہرم
185	دوم تقدیر مصلح
186	تقدیر کے پانچ درجات اور مراتب ہیں
187	قضا و قدر کے اقسام
190	ایصال ثواب
191	جہور کے دلائل
192	ایصال ثواب کا طریقہ
193	ایصال ثواب پر اشکال و جواب
194	اللہ تعالیٰ محبوب الدعوات ہے
195	دعا شروع ہونے کی حکمتیں
195	دعا کی قبولیت پر دلائل
196	دعا قبول ہونے کا مطلب اور اس کی مختلف صورتیں
197	کاش دنیا میں کوئی دعا قبول نہ ہوتی
198	اللہ تعالیٰ کائنات کے مالک ہیں
199	اللہ تعالیٰ کے غضب اور رضا کا ذکر
200	صحابہ کرام سے محبت و عقیدت
201	صحابہ کرام کے فضائل کا بیان
202	مسئلہ خلافت
203	خلافت کا مفہوم
204	خلافت قائم کرنے کا طریقہ

صفحہ	عنوان
171	موت کے بعد وہ بارہ زندہ کئے جائے پر ایمان
173	جنت اور جہنم پانچ افعال موجود ہے
175	خیر و شر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وجود میں آتا ہے
176	قدرت ممکنہ دار تکلیف ہے
176	استطاعت کی دو قسمیں
177	قدرت ممکنہ
178	بندوں کے افعال مخلوق ہیں
178	جبر یہ کا عقیدہ
179	معتزلہ کا عقیدہ
179	اہل السنۃ والجماعہ کا عقیدہ
179	جبر یہ کے دلائل
180	جہور کی طرف سے جواب
181	معتزلہ (قدر یہ) کی دلیل
181	جہور کا جواب
182	جہور کے دلائل
182	طاقت سے زیادہ کا اللہ مختلف نہیں بناتے
183	ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
184	ماثر یہ یہی طرف سے جوابات
184	ہر کام مثبت الہی سے ہوتا ہے
185	تقدیر کی دو قسمیں



## مصنف کا مختصر تعارف

### ابتدائی تعارف:

استاذ محترم حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شاہ صاحب اہل اللہ علماء کیم شوال ۱۳۸۳ھ بمطابق 1963ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم فائزہ اور دیانت کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد الحاج مولانا شاہ صاحب رحمہ اللہ فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور کے پاس پڑھیں۔ 1977ء میں جامعہ فاروقیہ کراچی میں داخلہ لے کر قاعدہ تعلیم کا آغاز کیا، یہاں پر ایک ہی سال میں اعدادیہ اور درجہ اولیٰ کی تمام کتابیں پڑھیں، یہاں پر حضرت مولانا محمد یوسف القستانی صاحب زیدہ مجدد سے خصوصی تعلق رہا، درجہ ثانیہ کی کتابیں مدرسہ مدرسہ اعظم شاہی قائم آباد میں پڑھنے کے بعد 1980ء میں جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا، یہاں درجہ ثالثہ سے متوقف علیہ تک کی تمام کتابیں پڑھیں۔ اس دوران حضرت مفتی ولی حسن ٹوگی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن کامپلیاوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا ذاکر حبیب اللہ حقار شہید رحمہ اللہ اور مفتی عبدالسلام چانگانی دامت برکاتہم سے خصوصی تعلق رہا، اس دوران حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ سے خصوصی تعلق پیدا ہو گیا تھا، حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسلامی تعلق کے علاوہ تلمذ کا شرف بھی حاصل رہا، جس سے فائدہ میں خاص مناسبت پیدا ہوئی، پھر اپنے شیخ الہی کے مشورہ سے دورہ مدہ برٹش کے لئے جامعہ دارالعلوم کراچی میں داخلہ لیا اور 1986ء میں ممتاز نمبروں کے ساتھ سند فراغت حاصل کی، اس کے بعد جامعہ دارالعلوم کراچی ہی سے تخصص فی الفقہ کیا، اس دوران شیخ اللہ علیہ حضرت مولانا سبحان محمود صاحب رحمہ اللہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زیدہ مجدہم اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع ملتان صاحب زیدہ مجدہم سے خاص تعلق رہا، نیز تخصص کے ساتھ سرکاری بورڈ میں امتحان دے کر میٹرک بھی

صفحہ	عنوان
204	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت
204	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل
206	خلافت عمر رضی اللہ عنہ
207	خلافت عثمان رضی اللہ عنہ
208	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل
210	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت
210	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل
211	خلقا دار بعد کی مدت خلافت
213	عشرہ مبشرہ کا جنتی ہونا
214	صحابیہ کرام کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرنا
216	علماء و صلحاء کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرنا
217	کوئی ولی نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا
218	کرامات اولیاء
219	علامات قیامت پر ایمان
221	کاہن اور نجومیوں کے پاس جانا کفر ہے
223	فرقہ وادعت کی مذمت
224	دین اسلام ہی محمد اللہ مقبول ہے
225	دین اسلام معتدل دین ہے
229	ظاہری گناہ
236	باطنی گناہ

تخصّص فی اللغہ سے فراغت کے بعد دو سال تک جامعہ اشرفیہ حقانیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے، اس کے بعد 1990ء سے جامعہ ہادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی میں تدریس اور افتاء کے منصب پر فائز ہوئے۔ سال تک یہاں خدمات انجام دیتے رہے، اس دوران حضرت مفتی حبیب اللہ شیخ صاحب ذیہ محمد ہم کی نگرانی میں آٹھ سال تک افتاء کا کام سرانجام دیتے رہے، پھر پانچ سال تک دارالافتاء جامعہ ہادیہ کے مستقل ذمہ دار کی حیثیت سے فتویٰ کا کام کرتے رہے، ۱۴۳۲ھ بمطابق 2003ء سے تا حال، جامعہ الرشید احسن آباد کراچی میں ذہبیہ علی کی کتابوں کی تدریس کے ساتھ دارالافتاء سے بھی شلک ہیں، اس طرح اب تک تین ہزار سے زائد فتویٰ تحریر فرما چکے ہیں۔

### تعلیمات:

حضرت استاذ محترم تدریس و افتاء کے علاوہ ماشاء اللہ صاحب قلم بھی ہیں، سینکڑوں کی تعداد میں اسلامی مضامین کے علاوہ اب تک چھوٹی بڑی 30 کتابیں بھی تصنیف فرما چکے ہیں، جن میں چند ایک یہ ہیں:

- 1- زاویہ سافر
- 2- سبق آموز واقعات
- 3- خواتین کی نماز کے احکام
- 4- خواتین کے جدید مسائل
- 5- اسلام کے پانچ بنیادی ارکان
- 6- گناہان قرآن و حدیث کی روشنی میں
- 7- تصویر اور سی ڈی کے شرعی احکام
- 8- ڈانسی اور بالوں کے احکام
- 9- عطر و ایبکی تحویل
- 10- طہار و حرام کے احکام
- 11- حیات المسلمین کی تحویل
- 12- شرح العقیدہ و الخطاویہ
- 13- جدید معاملات کے شرعی احکام
- 14- تحویل تعلیم الدین

جامعہ ہادیہ میں قیام کے دوران ایک رسالہ نام "بچوں کی ابتدائی دینی تعلیمات" لکھ کر اپنے جی و سرشد حضرت فقیر احمد مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں جمعہ کے دن پیش کیا۔ اگلے جمعہ کو حضرت رحمہ اللہ نے خطہ العلماء میں تبصرہ فرمایا: "اگر انہوں نے ایک رسالہ مجھے دیا کچھ دن تک تو یہ رسالہ میرے سر ہالے رکھا رہا، میں سوچتا تھا کہ یہ تو بچوں کے لیے ہے اور میں بچے تو ہوں نہیں، اسے پڑھ کر کیا کروں گا، لیکن یوم المٹاؤ کے دن اسے اٹھا کر پڑھا تو ماشاء اللہ بہت خوب۔ یہ تو بڑوں کے لیے ہونا چاہیے تھا۔"

پھر حضرت نے اس کا کچھ حصہ اہل مجلس کو خود پڑا کر سنایا، اس کے بعد بہت سے محترم حضرات نے اسے اپنے اپنے درسوں کے مکاتب میں باقاعدہ و اعلیٰ نصاب کر لیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ استاذ محترم کی حیات دراز فرمائیں، مزید خدمات دینیہ کے لیے قبول فرمائیں، خصوصاً اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور امت کے لیے نافع بنائیں۔ آمین

بسمہ اللہ الرحمن الرحیم

استاذ جامعہ الرشید، احسن آباد، کراچی

## عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صباح اللہ ما عظم شأنہ بیدہ الملث وهو علی کل شیء قدير۔  
لا اله الا هو، ملک الحق، وهو بکل شیء علیم، حق لا یومر ابدا  
ابداء، یومر مدبر السموات والارض وهو العزیز العدار وصلى الله  
على خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین

الحمد للہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

(۱) توحید و رسالت کا اقرار

(۲) نماز قائم کرنا

(۳) زکوٰۃ ادا کرنا

(۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا

(۵) حج کرنا

اسلام کی پانچ بنیادی باتوں میں عقائد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے اور یہی مدام نجات ہے  
رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تو آپ علیہ السلام کی محبت کی برکت سے ایمان میں چھٹی کا  
پیدا ہونا چاہی مگر اس لئے ہر صحابی نے کچھ درجہ کے سوا دوسرے عقائد میں کسی قسم کا فضل یا  
تزلزل نہ تھا۔ صحابہ کرام کا زمانہ اس طرح سلامتی کے ساتھ گزر گیا، اس کے بعد تابعین کے  
دور میں منافقین، یہود و نصاریٰ و دیگر اقوام نے اسلامی عقائد میں رخنہ ڈالنے اور اسلام  
کے چند عقائد میں شک و شبہ پیدا کر کے اس کی بنیاد کو ہلنے کیلئے انتھک کوشش کی، اس کے  
سے یونانی فلسفیوں کے باطل خیالات اور قاسمہ ابابام کو سہا لپا دہ پینا کر مسلمانوں کے  
سامنے پیش کیا، جس سے شک و شبہات نے جنم لیا چونکہ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے

اور قیامت تک کیلئے اس کا وجود برقرار رہتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے حفاظت اسلام کا  
بندوبست فرمایا کہ بلا وجہ حکمیں میدان میں آئے اور انہوں نے قرآن وحدیث کے دلائل  
کی روشنی میں باطل خیالات وادام کی تردید کر کے اسلامی عقائد کو صاف اور صحیح کر کے  
امت کے سامنے پیش کر دیا تاکہ امت مسلمہ کیلئے ان عقائد کو اپنا آسان ہونا انہی جلیل  
القدر علماء میں سے علامہ طحاوی رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور  
امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ عقائد کو "الحقیقۃ العلمیۃ" کے نام سے جمع فرمایا۔ یہ مختصر  
سالیکہ در سالہ ہے جو سالہ سال سے پوری دنیا میں اسلامی درس گاہوں کی نعت اور باقاعدہ  
داخل نصاب ہے، اس کی دسویں شروعات کھیں گئیں ہیں بعض مدارس اور یونیورسٹیوں میں  
اس رسالہ کی شروعات بھی باقاعدہ داخل نصاب ہیں۔ اسلامی عقائد کی تعلیم کیلئے پاک و ہند  
کے دینی مدارس میں ایک عرصہ سے "شرح عقائد نسفی" داخل نصاب ہے۔ گذشتہ چند  
سالوں سے "الحقیقۃ العلمیۃ" کو بھی باقاعدہ داخل نصاب کر لیا گیا ہے۔ اس پر کھنسی کی  
شروعات میں بعض تو بہت طویل ہیں، مہندی طلب کیلئے اس سے مطلب اخذ کرنا دشوار ہے،  
اور بعض مطلق ہیں، جس کی بنا پر طلبہ کے ناقص فہم اصل حقیقت تک رسائی حاصل نہیں  
کر پاتے، نیز اس وجہ سے طلبہ عزیز انہوں کا شکار رہتے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ  
یہ تمام شروعات عربی زبان میں ہیں اور اس میں ہم کام کے بہت سے اصطلاحی الفاظ بھی  
استعمال کئے گئے ہیں۔ اس لیے بندہ کا خیال ہوا کہ اگر زبان میں عام فہم انداز میں اس کی  
ایک مختصر سا ن شرح لکھی جائے جس سے طلبہ عزیز آسانی کے ساتھ فائدہ حاصل کر سکیں  
اور علامہ طحاوی کا بیان کردہ عقائد کا مطلب اخذ کر کے اپنے عقائد کو پختہ اور مضبوط کر سکیں۔  
اسی طرح پڑھانے والے اس کا ذکر ام کے لیے بھی یہ شرح ان شاء اللہ معین و مددگار ثابت  
ہوگی۔ اس کے علاوہ دیگر علماء اور خطبہ دہ بھی اس سے استفادہ کر کے عوام اناس کی صحیح عقائد  
کی طرف رہنمائی کریں تو ان شاء اللہ عوام کے عقائد بھی درست ہو گئے اس میں ہمیں فخر و

علی علیہ السلام کی پوری وضاحت و قرآن و حدیث و فقہی عبارت کے ذریعہ بر تقدیر و کمال کیا گیا۔ مجھے پتی ملی کہ آپس کا عترت ہے، کمال کا دعویٰ ہرگز نہیں یہ جو کچھ سنت ہے وہ میرے شیخ و مرشد و مربی فقید العصر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے جنہوں نے مجھ سے سی میری علمی و فنی ہر طرح کی تربیت فرمائی۔ اس سب سے میں اپنی تعینات کو ختمی کی طرف منسوب کرتا ہوں، واللہ تعالیٰ میری تمام دینی کاوشوں کو حضرت والد رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے صدقہ جاریہ بنائے نیز میرے والدین اساتذہ کرام اور تمام معاذین کے حق میں قبول فرما کر بھلائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

دعاؤں کا طالب

احسان اللہ شاہ قاضی عطاء اللہ

خادم القرآن و تدریس

جست ارضیہ اسمن آباد کراچی

۶۱۴۳ / ۱ / ۸

علم: ان کے خاندان محمود صاحب پٹی، ایچ، ڈی لندن کی ایک تحریر کا حلقہ اسلام کے معجزہ پر جا بجا تحریر ہے اس کو طبع کرام کے استفادہ کیسے بطور مقدمہ کتاب کے شامل کر لیا گیا ہے۔

## دین اسلام میں عقائد کی اہمیت

دین اسلام میں عقائد و اعمال اور اخلاق و معاشرت کے اہم اور ضروریات پر مبنی ہیں۔ یہ دین کی اپنی مستقل بنیادوں پر قائم ہیں۔ علم و اخلاق میں تو آپس آپس و وحدت کی راہیں بھی کھلی ہیں لیکن عقائد میں کچھ بات صرف ایک ہی ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ دونوں طرف کے متوازی عقائد درست تسلیم کر کے چلیں۔ عقائد ایک گرجیں ہیں جو ایک ہی جگہ بنتی ہیں اور ایک ہی جگہ کھلتی ہیں۔ عقائد کے اختلاف کو اصول اختلاف کہا جاتا ہے اور اعمال کے اختلاف کو فروغ اختلاف کہتے ہیں۔

یہ بات اسلامی عقائد میں قطعی ہے کہ اللہ کے ہاں دین ایک ہی ہے اور وہ سلام ہے، یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرے سب دیاں بھی اپنی اپنی جگہ سچ ہوں اور وہ بھی اپنے نظریات پر چل کر آخرت میں نجات پائیں۔ نجات مخصوص ہے جو ایمان لائے بغیر کسی کی نہ ہو پاسے گی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن بھیجے تو انہیں اس کتاب یہود و نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے کہا۔ اُمراء اور اہل انہی، اپنی جگہ خود اقل نجات ہوتے تو انہیں، یمن اسلام کی دعوت دینے کی کیا ضرورت تھی۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ ﷺ بعث معاذ بنی ایس فقال انك تأتي قوما اهل الكتاب فادعهم الي شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فان هم صعدوا بدلت فاعلم ان الله حرص عليهم بحسن صلواته في اليوم والليلة.

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ۱/۱۵۵)

ترجمہ: "حضرت ﷺ نے حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں فرمایا: "تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو، انہیں اس بات کی دعوت دیں کہ وہ شہادت دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ یہ بات مان میں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان بات میں پانچ گنا ثواب فرمایا ہے۔"

امام غزالی نے اپنے عقیدہ و عقائد میں اسے یوں لکھا ہے۔

"وہیں عنہ فی الارض والسماء واحد وهو دین الاسلام قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عبد اللہ اللہ اللہ الاسلام۔"

یہ پانچویں صدی کی آوار آپ نے سنائی، اس وقت چری حجر و اسلامی میں کسی نے اس سے ذرا بھی اختلاف نہیں کیا، اب گلی صدی میں حافظ ابن کثیر (۳۶۹ھ) سے سنئے

"الاسلام دین واحد وکل دین سواہ باطل"

(المعلی: ۱/۱۰۱)

حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) نے اپنے دور میں اسے اہل غریب میں کیا

"من لم یقر باحد واحد من اللہ لا یقبل دینا سوی الاسلام فلیس

بمسلم۔" (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۷/۲۶۳)

ترجمہ: جس نے وہ سے اور زبان سے اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی دین، سوائے اسلام لائق قبول نہیں، وہ (باوجود اقرار و رسالت) مسلمان نہ مانا جائے گا۔

اس سے واضح ہو کہ نظریہ وحدت ادیان کے قائلین کو جو اپنے دعویٰ اسلام کے خود مسلم بن نہیں رہتے، انفرادی نجات کے لئے رسالت محمدی کا اقرار پر عمل ضروری ہے۔

اب مسلمانوں میں پہلے والے اختلاف پر بھی ایک نظر کریں۔

مسلمانوں میں عقائد کے اختلاف زیادہ یا کم یمن میں چوتھے اور پانچویں صدی میں

وجہ یہ ہے کہ اور داخل و خارج کی تحریکیں پسند و ناپسند کے ہیں۔ صحابیہ کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنہم میں سے کوئی بھی ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں گیا۔ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلتے والے تابعین نہ رہے، جو صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر نہ چلتے وہ تابعین نہیں کہنے چاہیے صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہم کے نقصان پر چھوڑ دے، اوس کو اہل بدعت کہا گیا ہے اسکا یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی لائن پر چلتے دوسرے اہل امت کا نام پانچ۔ اس زمانے میں کسی یہ دوسری نام تھے

۱۔ اہل سنت ۲۔ اہل بدعت

امام ابن کثیر (۱۱۰۰ھ) کا یہ جہاد احمد کا اس طرف سے پتہ دیتا ہے

"فی نظر الی اہل السنة فیوجد حدیثہم وینظر الی اہل البدعة ولا

یؤخذ حدیثہم۔" (صحیح مسلم: ۱/۱۱۱)

ترجمہ: سوال الیہ رسالت و روادع حدیث کو ایک ماہ سے اور ان کی حدیث نے لی جائے اور اہل بدعت دواویاں کو پھینکا جائے اور ان کی روایت کو رد و اہل بدعت نہ لی جائیں۔

معلوم ہوا کہ ان دنوں اصحاب اللہ حدیث اور روادع حدیث بطور فرقہ اہل سنت ہی کہلاتے تھے، اہل حدیث فقط ان کا ایک عمومی امتیاز تھا کہ یہ کسی فتنے کے شہور ہیں، بطور فرقہ یہ کسی گروہ کا نام نہ تھا، آج کا اہل حدیث فرقہ اس زمانہ میں موجود تھا۔ اہل سنت اور اہل بدعت ہی دو متقابل الفاظ ملتے تھے، ان دنوں اہل بدعت رہے وہ بدعت فی الواقعہ کے مجرم تھے آج کے اہل بدعت، بدعت فی اراہل سے پہچانے جاتے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ اس پہلے دور میں اہل بدعت مختلف مواقع میں سامنے آئے اور یہ سب مستقل فرقے بنے اور اہل امت سب ایک ہی رہے۔ ان میں کوئی فرقہ امتیاز بھی نہ تھے محض حد میں یہ سب ایک ہی رہے اور انہوں نے اپنا صف ایک ہی نام رکھا، یہ نام

اس مسئلہ پر اتفاق میں نہ آیا ایک ہی مضمون تھا۔ حضور اکرم ﷺ سے بھی فرقہ تابعی کی یہی پہچان بتائی تھی کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ رہیں گے کسی اور سے فرقہ کے ساتھ نہ رہیں گے۔ "ما بعدہ" صحابی "سے نہ کی پہچان بتائی تھی یعنی فرقہ "تابعی" ہی ہے جو میرے اور میرے سوا کسی کے نقل قدم پر ہے۔

### اہل سنت کے فرعی اختلاف میں گروہ بندی نہ تھی:

مذہب دستہ کہتے ہیں فرقے کو کہیں، مگر مذہب کا اختلاف کوئی فرقہ بندی نہ تھا۔ یہ سب ایک جنت مسلمان تھے اور چاروں ایک تھے۔ حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"وَمَعْلُومٌ أَنَّ أَهْلَ الْمَذَاهِبِ كَالْحَنَفِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَبَلِيَّةِ فِيهِمْ وَاحِدٌ وَكُلٌّ مِنْ أَطَاعِ أَمْرٍ وَنَهْيٍ مِمَّنْ حَسِبَ وَسَعَةً كَانَ مَوْلَا سَعِيدًا بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ."

(فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۷/۲۶۲)

ترجمہ: وہ یہ بات بھی طعن مانی جا چکی ہے کہ مذہب ربوے کو سب ایک ہی دین رکھتے ہیں (اس کا دین میں اختلاف نہیں ہے صرف بعض فرقوں میں اختلاف ہے) ان میں وہ جتنی ہوں، کئی، شافعی ہوں یا حنبلی، جو بھی تھا اور اس کے رسول کی اطاعت حسب وسعت کرے گا وہ (کئی ہو یا شافعی) باتفاق سنت رسول سے نیک جنت مومن بھی جائے گا۔

"مَنْ صَاحَ أَمْرًا وَسَوَّاهُ مِمَّنْ" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اگر آپ کے پیروں کی دراصل اقتدار رسول کے ہی جیرو ہیں، گو وہ روایات کی رو سے نہیں ان آئمہ مجتہدین کی پیروی کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرتے رہے ہیں۔ اس کا شرکی پیروی کرنا، ان لوگوں کو رسول کے مقابل مانا نہیں ہے، بلکہ "تم مجتہدین کی پیروی سے حضور اکرم ﷺ کی پیروی تک پہنچتا ہے۔ امام ابن تیمیہ کے پاس حدیث گرام بھی دراصل حضور

ﷺ کے ہی جیرو ہیں۔ (گو عہد جدید کے اہل حدیث نہیں حضور اکرم ﷺ کا جیرو نہیں مانتے، امام ابو حنیفہ کا جیرو کہتے ہیں)

حدیث کے معنی مراد سے نزدیک، امام ابو حنیفہ کا پیرو دیتے رہے، عقائد اسلام کا متکلمین نے پوری نیت سے پیرو دیا، یہ متکلمین محدثین کے خلاف نہ تھے۔ یہ حضرات متکلمین مسئلہ کا رد، انہیں کے ہتھیاروں سے کرتے تھے، ان کا اپنا موقف امام ابن تیمیہ کے قول کے مطابق قرآن و سنت کی صورت ہی ہوتا تھا۔ یہ لوگوں کو قرآن و سنت سے دور رکھنے والے لوگ نہ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دس کے مختلف میں متکلمین نے قرآن کا پیرو دیا ورنہ، انہ ان کی دس کے مختلف میں امامیہ و آثار کا پیرو دیا اور جس طرح خواہ حدیث پر مستقل سن میں لکھی گئیں، عقائد پر بھی مستقل سن میں لکھی گئیں، یہاں تک کہ عقیدہ و قیامت اسلام کا ایک مستقل موضوع بن گیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) نے عقائد سارے فرقہ میں آپ کی ورنہ کبھی، عملی فقہ ان کے نزدیک فقہ نہ رہی۔ آپ نے اپنی اس علمی دستاویز کا نام فقہ اکبر رکھا۔ عقائد ان کے پاس وقت کا بڑا موضوع تھا، اس کے لئے نہایت سنگار راہوں سے سزا دیا ہے امامیہ سنت کے باوجود یہ فقہ نہیں کئے تھے عراق میں سر لٹا کر ہوئے تھے۔

گو یہ اقوال کے دوران امامیہ میں سنی اس بڑے صورت حال کا اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں۔ "جس قدر زمین سنگار تھی اسی قدر وہاں اعتقادی و عملی اصلاح کے لئے ایک عملی مراکی ضرورت تھی، جس کے علم و عمل کی پہچانوں کی سر زمین کے ماحول کو سمیٹ لیں۔ میری ناقص رائے میں یہ اپنی شخصیت امام ابو حنیفہ سے مراد تھی تھے جن کی فقهی مودعا گلیوں نے اعتدال اور نجم کے ساتھ نفس و تشیع کو بھی اور طہارت میں: اہل ایمان"

"انھم ارحمہ واجعل الجنة الفردوس مایا۔"



اہل بدعت کی ان سہ کاریوں اور اقزام قریشیوں سے ان چار دیہاتیوں کی ایک بڑی تعداد چلا کر زردہ اور طرد پوری بنی کھڑوب رہی۔ پھر جب یہ سمانہ علاقوں میں بھی دینی تعلیم نے پھیلنے لگا تو یہاں بھی عقول میں بھی بہت سے لوگ ان اختلافات کو سمجھنے لگے اور اب وقت آ گیا ہے کہ مکمل کر عقائد اہل السنۃ کی تفصیل پیش کریں گے، ہر کس ہے کہ اہل السنۃ میں کفر کی کوئی جھوٹے اثرات کی دلچسپی میں جڑیں جڑیں سے ہرگز نہیں ہٹیں۔

(ماہود اور عقائد اہل سنت)

## ”العقیدۃ الطحاویۃ“

یعنی اہل السنۃ و الجماعۃ کے عقائد جن کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے مرتب فرمایا ہے۔ اس کتاب میں مذکور عقائد کی شرح کرنے سے پہلے چند بنیادی باتوں کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

## ”عقیدہ“ کا معنی و مفہوم

”عقیدہ“ عقیدہ عقوڈ سے ماخوذ ہے، جس کے لفظی معنی ہیں کسی چیز کو گہرا یا خوب مضبوطی کے ساتھ یا نہایت۔

دین کی اصطلاح میں ”عقیدہ“ سے مراد انسان کے وہ پختہ اور اہل نظریات ہیں جو اس کے دل کی گہرائیوں میں انتہائی مضبوطی اور جھنجکی کے ساتھ رہتے ہیں وہ لوگ ہیں اور اسے کسی صورت ان نظریات سے دستبردار نہ ہونے کی وجہ سے اس طرح کسی مضبوط و مستحکم گروہ کو کھینچ کر بنائی مشکل یا ناممکن ہے اسی طرح انسان کیلئے اپنے ان مضبوط و مستحکم خیالات و نظریات کو چھوڑ دینا یا ان سے دستبردار ہونا انتہائی مشکل یا ناممکن ہے، اور وہ اپنے ان خیالات و نظریات کو اپنے دین و ایمان کا حصہ تصور کرتا ہو، چنانچہ اسے اپنے مال و دولت اور

زمین کا نیہ اور غیر وہ دیکھ کر تم بتائی منافع حقوق سے دستبردار نہ رہو اور دین و دنیا کو ہر گز نہ چھوڑو اور نظریات سے دستبردار نہ رہو اسے ہرگز نہ کسی صورت منظور اور قابل قبول نہ ہو۔

## اسلامی عقائد

چنانچہ مسلمان کیسے جن باتوں کی تصدیق اور ان پر مکمل اور پختہ یقین و ایمان رکھا ضروری و لازمی ہے، یہ چھ بنیادی باتیں ہیں، جنہیں ”اصول ایمان“ یا ”ارکان ایمان“ کہا جاتا ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) اللہ پر ایمان (۲) ملائکہ (فرشتوں) پر ایمان

(۳) آسمانی کتابوں پر ایمان (۴) قیامت کے دن پر ایمان

(۵) رسولوں پر ایمان (۶) اللہ پر ایمان

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَلَكِن بَشَرٌ مِّثْلُ سَائِلَ الْيَوْمِ وَالْأَمْرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ

وَالنَّبِيِّ﴾

ترجمہ: ”اور حقیقت اچھا شخص وہ ہے جو اللہ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتاب پر، اور نبیوں پر ایمان رکھے والا ہو۔“

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ وَالْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ

صَلَاتًا كَبِيرًا﴾

ترجمہ: ”اور جو شخص اللہ سے اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ نہایت بڑی دور کی گمراہی میں چل پڑے۔“  
ان گذشتہ دونوں آیات میں چار ارکان ایمان میں سے پانچ کا ذکر ہے، جبکہ چھینے



## نام و نسب:

امام حماد ابو جعفر کنیت، الا زدی، الحجازی، المعمری، الحماوی نسبت ہے۔ شجرہ نسب یہ ہے ابو جعفر احمد بن محمد بن سلام الرازی الحجازی المعمری الطحاوی۔

امام موصوف کا تعلق چونکہ یمن کے مشہور قبیلہ ازدی شاخ حجر سے تھا اس لئے اس کی طرف منسوب ہو کر ازدی کہلاتے ہیں چونکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آباء و اجداد فتح اسلام کے بعد مصر آ کر آباد ہوئے تھے اس لئے مصر کی طرف بھی نسبت کی گئی ہے۔

طحاوی، طحا صمد مصر میں ایک گاؤں ہے جس کی طرف منسوب ہو کر طحاوی کہلاتے ہیں اگرچہ صاحب مجملہ اہل بلدان کی تحقیق یہ ہے کہ امام موصوف حما کے باشندے نہیں تھے، بلکہ اس کے قریب ہی ایک مختصر آبادی جو قریب یمن کے مکانات پر مشتمل تھی جس کو مخطوط کہتے ہیں اس کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وطن عزیز ہونے کا ثمر حاصل ہے مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مخطوطی نسبت کو پسند نہ فرمایا بلکہ اپنے وطن سے قرعہ آبادی حما کی طرف نسبت کی۔

## پیدائش و وفات:

سن پیدائش میں قدرے اختلاف ہے ۲۲۸ھ تا ۲۳۹ھ بتایا گیا ہے مگر مؤرخ بن خلیکان نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سی کو صحیح قرار دیا ہے کیونکہ خود امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سنی روایت منقول ہے ان وفات کے متعلق جبہوری رائے ۳۲۱ھ ہے۔ تاریخ ولادت "معصطی" (۲۲۹ھ) مدت عمر (۹۳) تاریخ وفات (۳۲۱) معصطی (۳۲۱) قبر مبارک مصر میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوزہ کے پہلے واقع ہے۔

## تحصیل علم:

امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ علم کی طلب میں مصر آئے اور وہاں اپنے ماموں ابراہیم حوزی رحمۃ اللہ علیہ جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ میں سے تھے ان سے پڑھتے رہے، اس لئے ابتداء میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ تھے مگر چند سالوں کے بعد جب امام

رکن (القدر پر ایمان) کا تذکرہ اس آیت میں ہے:

﴿إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ حَقِيقَةٌ بِقَدَرٍ﴾

ترجمہ: "ہر شے ایک (مقررہ) انداز پر پیدا کی گئی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَا يَحْصَانُ أَنْ تَوْصِيَ سَائِلُهُ وَمَلَاحِكُهُ وَكَبِيرُهُ وَرَسُولُهُ وَهَيَوْمَ الْآخِرِ

وَتَوْصِي بِالْقَدْرِ عِيَرُهُ وَشَرُّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى."

ترجمہ: "ایمان یہ ہے کہ تم ایمان قبول کرو اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ اچھی اور بری قدرتیں اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔" (یعنی ایمان اس مراد یہ ہے کہ مذکورہ باتوں کو درست اور برحق تسلیم کیا جائے اور ان کی کھلی تصدیق کی جائے)

(بخاری: ۵۰۰ بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، مسلم: ۸۰ بروایت عمر بن خطاب)

عقیدہ کے معنی اور طریقہ کو سمجھنے کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ کے حالات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ صاحب کتاب کے حالات سے کتاب کی قدر اور حیثیت کا انداز ہو سکے۔

## امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

میت نے جن میں تھیں کے مجموعوں کو صحاح ستہ کا درجہ دیا ہے ان کے ہم عصر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، جو علم و تحقیق میں مجددانہ شان رکھتے ہیں، حضرت مولانا نور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وہو امام مجتہد و محدث کبار اہل الاثر الحوزی" اس کا مطلب یہ ہے کہ شرح حدیث اور اس کے عملی و فروعی اور بحث و تحقیق کے لحاظ سے ان کو مجہد کہا گیا ہے، حقیقت میں ان کی کتابوں میں بحث و تحقیق کے بغیر روایات نقل کرتے چلتے آتے ہیں، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحث و تحقیق کی جدی راہ کو اپنا

۲۶۹ میں مصر واپس تشریف لائے۔

علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کے تراجم پر نظر ڈالے گا تو اسے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ ان کے شیوخ میں مصری، مغارہ، یمنی، بھری، کوئی، قجاری، شامی، و فراسانی مختلف سر ملک کے معزات نظر آئیں گے جن سے امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے شمار ۴۰ کا حکم حاصل کیا، مصر اور اس کے علاوہ دیگر شہروں کے شیوخ سے قصیل علم کیلئے یاد پائی کی، یہی نہیں بلکہ مصر میں ہر وارد ہونے والے محدث و عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کرتے، یہاں تک کہ وہ علوم جو مختلف اقصا میں کے پاس پراگندہ تھے، ان سب کو امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے سمیٹ لیا۔

### شیوخ و اساتذہ:

ان کے شیوخ کی تعداد بے شمار ہے ان کے ناموں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ انہوں نے اس دور کے ہر فرخند حدیث سے خوش چینی کی، جن میں امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کے شیوخ بھی ہیں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جن وفات ۲۵۶ھ سے اس وقت امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ ۷۷ سال کے تھے، اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۶۱ھ میں وفات پائی ہے جب کہ امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ ۳۷ سال کے تھے۔

امام مالک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے اور تلامذہ کے واسطے سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ ہیں، وہ ایسے مشائخ سے بھی روایت کرتے ہیں جن میں دیگر اصحاب صحاح شریک ہیں، ان کی تعداد ۳۶۶ ہیں تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو مقدمہ امامیہ ۱۰۱۰

### تلامذہ:

ان کے علمی کمالات نے ان کی ذات کو طالبان حدیث و فقہ کا منبع بنادیا تھا اس لئے تلامذہ کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے ان کی ایک مختصر فہرست پیش ہے  
احمد بن قاسم خثاب، ابو الحسن محمد بن احمد انجمی، ابوسفیان بن ابوبکر بن المظفر بن

بن عمر بن خلفی مصر کے قاضی بن ربیعہ توفیق کی صحبت میں بیٹھے اور ان سے طرح حاصل کیا، حتیٰ کہ ان کے علم و فضل سے متاثر ہو کر فقہ شافعی کے بجائے فقہ حنفی کے قیام ہو گئے۔ محمد بن احمد شرمی نے امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے ماموں کی بیوی نکاح کی، در کیوں، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو اختیار کیا، تو فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ماموں ہمیشہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے، پس اسی لئے میں بھی اس کی طرف متقل ہو گیا۔ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو با تفصیل نقل کیا ہے کہ امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ماموں مزی رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ کر خود امام ابو یوسف کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا، وہ فرماتے ہیں کہ ان کتابوں نے مجھے مذہب حنفی کا گرویدہ بنایا، جس طرح میرے ماموں حزی کی بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مائل کر دیا تھا، جیسا کہ مختصر مزی سے ظاہر ہے کہ بہت سے مساکین میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا ہے۔ چونکہ یہ خود امام حمادی کا اپنا بیان ہے اس لئے یہی صحیح و معتبر ہے۔ اس سلسلہ میں جو بہت سے واقعات لسان الامیون و غیرہ میں نقل کئے گئے ہیں وہ سب بے سند و خلاف روایت ہیں۔

### صحاب حدیث کیلئے سفر:

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امام حزی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ مصر کے دیگر محدثین کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر فقہ و حدیث کو حاصل کیا جس میں چند کے نام یہ ہیں یحییٰ بن اہل البیروتی ۲۶۳ھ جن کے متعلق ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے شاندار احادیث یہ ہیں "عالم الدیابر المصغر یہ الامام المحافظ المقری" اور ہارون بن سعید ابلی، محمد بن عبد اللہ بن عبد العظیم، بکر بن نصر، یحییٰ بن شریف، ان کے علاوہ ابن عیینہ اور ابن وہب کے تلامذہ اور اس طبقہ کے دیگر مشائخ سے استفادہ کیا، اپنے شہر کے شیوخ سے استفادہ کے بعد ۲۶۸ھ میں ملک شام کا رخ کیا جہاں ابو حازم قاضی دمشق سے ملاقات کی اور ان سے فقہ حاصل کی، اس کے بعد

طبری، امام ابن عساکر، زجاج، عبد الوہاب بن محمد جوہری، قاضی صغیر، محمد بن بکر ابن  
 مطروح اور ان کے علاوہ دیگر حضرات ہیں۔

**علمی مرتبہ:**

حلقہ حدیث کے ساتھ وہ فقہ و اجتہاد میں بہت بلند مقام رکھتے تھے، داخلی قاری رحمۃ  
 اللہ علیہ نے ان کو طبقہ ثانی کے مجتہدین میں شمار کیا ہے، فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ  
 مجتہدین ہیں جو ان مسائل میں اجتہاد کرتے ہیں جس میں صاحب مذہب سے کوئی روایت  
 منقول نہ ہو جیسے نصاب، ابو جعفر طحاوی، ابوالحسن کوفی، شمس الدین سہروردی،  
 فخر الدین قاضی خاں اور ان جیسے حضرات ہیں، یہ لوگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اصول  
 و فروع میں مخالفت نہیں کرتے البتہ حسب اصول و قواعد ان مسائل میں احکام کا استنباط  
 کرتے ہیں جس میں صاحب مذہب سے کوئی نسخ نہ ہو، مگر حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ  
 علیہ فرماتے ہیں کہ مختصر طحاوی دلائل کرتی ہے کہ امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ مجتہد متنب رہے،  
 محض امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد نہ تھے کیونکہ بہت سے مسائل میں ان کے مذہب  
 سے اختلاف کیا ہے، اس لئے سوانہ عبادا کی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ  
 اللہ تعالیٰ کے طبقے میں شمار کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ان کا مرتبہ ان دونوں سے کم نہیں تھا۔

**امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا اعتراف:**

امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ کے فضل و کمال، شہادت و ایانت کا اعتراف ہر دور کے محدثین  
 و مؤرخین نے کیا ہے، جیسے حنفیہ میں طبرانی، ابوبکر خلیب، حمیدی، ابن عساکر وغیرہ اور  
 متاخرین میں ابوالفتح حوی، حافظ ذہبی، علامہ صابن کثیر وغیرہ ہیں، واقعہ یہ ہے کہ امام حمادی  
 رحمۃ اللہ علیہ قرآن و حدیث سے استنباط و فقہ میں اپنے معاصرین و اماموں کے علاوہ میں نظیر  
 نہیں رکھتے، انہیں اعلم الناس بعد نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا ہے۔

علامہ ابن عساکر باقی فرماتے ہیں کہ

"كان الطحاوي من أعلم الناس بسير الكوفيين واختيارهم  
 وفضله مع مشاركتهم في جميع المسائل"  
 "امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کوفین کے سیر و اخبار و فقہ کے بڑے عالم تھے، یہی ساتھ ہی  
 دیگر مذاہب سے بھی واقف تھے۔"

ابن حنبل و مشہور نے ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے:

"نحو الجمعية الثقة الثابت برع في الحديث والعقده"  
 ابن تہرکی نے "اعداد اعلام" و "شیخ الاسلام" کا خطاب دیا، وہ فرماتے ہیں کہ امام  
 طحاوی رحمۃ اللہ علیہ توفیق و حدیث و اختلاف علماء و احکام و ملت و نحو وغیرہ علوم میں نظیر نہیں  
 رکھتے تھے اور انہوں نے ہجرتین کا بھی تصنیف کیا۔

علامہ ابن جوزی نے یہ شاندار الفاظ استعمال کئے ہیں "كان عین فہم فقیہاً و قلاً"

### تصنیفات:

امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ کی چید و چید اور مشہور تصانیف درج ذیل ہیں

(۱) معنی الآثار (۲) مشکل الآثار (۳) کتاب احکام قرآن، (۴) مختصر الطحاوی  
 (۵) مقتض کتاب المدلسین (۶) عقیدہ و حمدیہ (۷) سنن الشافعی (۸) شرح الجامع الصغیر  
 لہامام محمد (۹) شرح الجامع الکبیر لہامام محمد (۱۰) اخبار ابی حنیفہ و صحابہ (۱۱) کتاب التفسیر بین  
 حدیث و اخبار۔ (قصص الائمة شہین عظام اور ان کے علمی کارنامے موصوف علی الدین الہی)

امام سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام حمادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے عالم تھے فقہ  
 میں بے مثال تھے، انساب ۸/۲۲۸ م ذہبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ امام حمادی رحمۃ اللہ  
 صغر کے بڑے محدث اور اعراب تھے جو امام موصوف کی تصنیفات کا سطر لکھ کرے گا اس کو ان کی  
 علمی مقام کا اندازہ ہوگا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۵/۲۷)

## پندرہ فرقوں کا تعارف

یہاں پندرہ فرقوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، جن کا اس کتاب میں صریح یا اشارہ ذکر نہ آیا ہے کتاب عقیدۃ الخواریج کو ملاحظہ کیجئے کیلئے ان فرقوں کا تعارف ضروری ہے۔

**اہل السنۃ والجماعۃ:**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی وہ تمام فرقے دوڑتی ہوئے گئے ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہو گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنتی فرقہ کون سا ہو گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس میں میں اور میرے صحابہ ہوں گے۔

(ترمذی)

”قال رسول الله ﷺ تعترفني امتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار الا ملة واحدة قالوا من هي يا رسول الله ﷺ قال ما انا عليه واصحابي“ (رواه الترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل السنۃ والجماعۃ وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت اور میں پر کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریق پر مضبوطی سے قائم ہوں۔ جو تباہی اور اختلاف کے وقت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان پر کسی کے قول کو مقدم نہیں کرتے، جو تمام اسلامی عقائد کو ان کی صحیح اور اصلی شکل میں قبول کرتے ہیں اور کسی بھی عقیدے کے بارے میں غلو یا افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتے۔ خلفاء راشدین، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول مقبول ﷺ کا علی الترتیب چار نشین مانتے ہیں اور ان کے دور کو خلافت راشدہ تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ طرہ قرآن و سنت کے علاوہ امتداد امت کو جنت دینے ہیں آخر نبی بعد امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقلید کرتے

ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

(صحیح مسلم ۲/۷۷۱، جامع ترمذی ۲/۹۷۲، شرح فقہ اکبر ۲/۱۳۰، حجتہ مذہب ۱/۷۰۱، مقدمہ سنن ابن ماجہ کی شریعتی تفسیر حمید خان سہانی)

**مخوس:**

مخوس ایک خدا کی بجائے دو خدا مانتے ہیں۔ ایک خدا کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ خیر اور بھلائی کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اس کو جہنم دیتے ہیں۔ دوسرے خدا کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ برائی اور شر کو پیدا کرتا ہے، اس کا کام وہ برکن رکھتے ہیں۔ نجسیت کے عقیدے کے مطابق آٹ بڑی مقدس چیز ہے، اس کو پوجتے ہیں، ہر وقت اس کو گناہے رکھتے ہیں، ایک محلہ کے لئے بھی اس کو بچھنے نہیں دیتے۔ مخوس آگ کے ساتھ ساتھ سورج اور چاند کی بھی پرستش کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ مذہب بھی باطل اور شرک ہے کہ اس مذہب میں دو خدا مانے جاتے ہیں اور آٹ کو پوجا جاتا ہے۔

مسلمانوں کو ان کے ساتھ بہت سے معاملات میں اہل کتاب جیسے معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن ان کا ذہن کھانے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا۔ اسام بچھنے کے ساتھ ساتھ یہ مذہب شرم بوٹا جانا۔

(احکام القرآن، لخصہ ص ۱، ۲۳۳، الفصل فی النہی والاحوال، دارالحدیث ۱۹۸۱ء)

**مہموم:**

مہموم دو خداؤں سے پوجا کرتے ہیں، جس کا معنی ہے ”تو پوجا“ ”مہموم“ سے لیا گیا ہے، جو حضرت یسوع علیہ السلام کا بیٹا اور بی بی مریم میں سے تھا، وہ تخلصاً اس کا اطراف قائم تھا۔

خبرائے انیسویں کیا جاتا ہے۔

یہودی پریم خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، جو رات ان کی آسمانی کتاب

ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں انیس بنی اسرائیل کہا جاتا تھا۔ یہودی کتب سے یہاں سے انکا واس پار میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

یہودی مذہب کے بڑے شیعہ و غریب مذاہب ہیں۔ مثلاً یہودی اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق ہیں، یہودی اللہ کے سینے میں، دنیا میں اُن کی یہودی، ہوتے تو زمین کی ساری برکتیں خدائی ہاتھ میں سمونچ چھپا بیجا تا، پارٹیں روک لی جاتیں، یہودی غیہ یہود سے ایسے افضل ہیں جیسے انسان چاند سور سے افضل ہیں، یہودی پر حرم سے کہ وہ غیر یہودی پر زنی و مہربانی سے عشق سے، یہودی کے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ غیر یہودی کے ساتھ بھلائی کرے، دنیا کے سارے غریب یہودیوں کے لئے پیدا کیے گئے ہیں، یہ ان کا حق ہے لہذا ان کے لئے جیسے ممکن ہوا ان پر قبضہ کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ صرف یہودی کی عبادت قبول کرتا ہے، ان کے عقیدہ میں انبیاء کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہوتے بلکہ کذاب و کاذب کہلاتے ہیں۔

ادجال بن کے عقیدہ میں امام بدل ہے، اس کے آنے سے ساری دنیا میں ان کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے خاک نہیں ہیں، حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگاتے ہیں، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ہمارے میں ان کا گمان یہ ہے کہ ہم نے انہیں سوئی پر بڑا کر قتل کر دیا۔ قرآن کریم نے ان کے غلط نظریات کی بجا تردید کی ہے۔

حضرت عزرا علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ ان کے عقیدے میں اللہ تبارک و تعالیٰ زمین و آسمان کے لئے بعد تحفہ گئے اور ساتویں دن آرام کیا، دو سو ساتواں دن بھنگا کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے اور بھی بہت سارے ایسی باطل عقیدے ان کے مذہب کا حصہ ہیں۔ یہ اہل کتاب ہیں اور اپنے ان عقائد کی بناء پر کافر و مشرک ہیں۔ (الادیان و الفرق بحوالہ العقیقة الحقیقة: ۱۸۰)

## نصاری:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نبی کا نام نصرانہ، ماصرق یا نصوریہ تھا، یہی نبی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان لوگوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے یا عیسیٰ علیہ السلام کے دو کار اور حواری ہونے کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا جو بڑم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔

اس زمانہ میں انیس عیسائی، عیسائی نہیں کہنا چاہئے، اس لئے کہ عیسائی یا مسیح کا معنی ہے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے متبعین، جبکہ یہ ادوائی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین نہیں ہیں، کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیمات سے روگردانی کی اور انہیں بدل ڈالا۔ اسی لئے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں انہیں ان دونوں سے نہیں پکارا گیا بلکہ انہیں نصاریٰ، اہل الکتاب اور اہل انجیل کہا گیا ہے۔ انجب میں ہے کہ انہیں دوسری صدی عیسوی کے اوائل میں نصاریٰ کا لقب دیا گیا۔

یہ بڑم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، انجیل ان کی سماوی کتاب ہے۔ ان کے عقائد بھی کفر و شرک پر مبنی ہیں، مثلاً عقیدہ تثلیث کے قائل ہیں کہ الوہیت کے تین جزا اور عناصر ہیں، باپ، خود ذات باری تعالیٰ، بیٹا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ عیسیٰ کے سولی پر لٹکا جانے کے قائل ہیں۔ اس بات کے قائل ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جب شجر ممنوع سے دانہ کھایا تو وہ اور ان کی ذریت فنا کی مستحق ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کھایا اپنے گلہ اور اپنے اذلی بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو جس کا جسم بخاری عطا فرما کر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا، چنانچہ مریم علیہا السلام نے جب اس گلہ اذلی کو جتنا تو وہ ان کی من مانی، پھر عیسیٰ علیہا السلام نے بے گناہ ہونے کے باوجود سولی پر چڑھنا گوارا کر لیا، تاکہ وہ آدھریہ السلام کی خطا کا کفار و من بھیں۔

نصاری کے بہت سے گروہ ہیں مثلاً کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ وغیرہ مگر ان اصول عقائد

پر سب متفق ہیں، بعض فرماتے ہیں ان کا خلاف ہے۔

نصاری اہل کتاب ہیں اور اپنے عقیدہ تثلیث، الوہیت مسیح علیہ السلام اور انکار رسالت محمد ﷺ و دیگر شرک و کفر سے عقائد کے بنیاد پر کافر اور مشرک ہیں۔

جو شخص انہیں یہود کو گنہ گار نہ سمجھتا ہے، بلکہ کہتا ہے ان کے دوسرے میں جتنی گناہ تھے، وہ گناہوں کا کفار اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

جہاں تک عقل تواریک اور انجیل کا تعلق ہے، تو وہ بھی آسمانی کتابیں ہیں۔ تواریک حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری تھی، لیکن یہ دونوں آسمانی کتابیں اور تیسری کتاب پر جو حضرت داؤد علیہ السلام پر اتاری تھی تبدیل کر دی گئیں۔ آج تواریک اور انجیل کے نام سے جو کتابیں موجود ہیں یہ وہ آسمانی کتابیں نہیں ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئیں تھیں، بلکہ تحریف اور تبدیل شدہ ہیں۔ ان کی جو بات قرآن کریم اور احادیث معتبرہ کے مطابق ہو وہ قبول ہے، ورنہ مردود اور ان کی جس بات کے دوسرے میں قرآن و سنت خاموش ہوں، ہم اس کی تصدیق کریں گے نہ کہ نہ سب۔ (ادبیات و معارف ۳۰، ۳۱ بحوالہ العقیدۃ الحنفیہ ۱۴۱ء)

۱۶۲ الفصل فی التعلیل: ۱/ ۱۴ تا ۱۶۲ (۲۴۱)

روافض:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عبداللہ بن سبا یہودی شخص نے اسلام قبول کیا، اس کا مقصد، بن اسلام میں فتنہ پیدا کرنا اور اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا تھا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پیدا ہوئے، اس لیے فتنے میں پیش پیش تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں بھی حوث ہوا۔ اس شخص کے عقائد آخریات سے رافضی نے غم لیا۔ وہ رافضی کے بہت سے مردود ہیں، بعض شخص تحقیق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل سمجھتے ہیں اور کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں

کوئی گستاخی نہیں کرتے، بعض تو رائی ہیں کہ چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ باقی سب برا بھلا کہتے ہیں، بعض الوہیت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں، بعض تحریف قرآن کے قائل ہیں، بعض صفات باری تعالیٰ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں، بعض س بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر بھی بہت سی چیزیں واجب ہیں، بعض آخرت میں رویت باری تعالیٰ کے قائل نہیں ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ رافضی کے ہر گروہ کے عقائد دوسرے سے مختلف ہیں لہذا بحیثیت مجملی ان پر ایک حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ (رد المحتار: ۹/ ۲۳۷)

خوارج:

خوارج، خارج کی جمع۔ خارج لغت میں باہر نکلنے والے کو کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح میں ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو امام برحق والایب امامت کی بغاوت کر کے اس کی امامت سے باہر نکل جائے۔

یہ لفظ اس باب میں کاتب اور نام پر گئے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بغاوت کر کے ان کی شان میں بہت سی گستاخیاں کیں۔ مسند حکیم کے موقع پر یہ گروہ پیدا ہوئے، یہ تقریباً بارہ هزار لوگ تھے۔ ان کے مختلف نام تھے، مثلاً، ملکہ، حرور، یہ، نو اصحاب اور بادقہ وغیرہ۔ ان لوگوں کے ظاہری حالات بڑے اچھے تھے، لیکن ظاہر بہت اچھا تھا، باطن اتنا ہی برا تھا۔

مسند حکیم کے بعد یہ لوگ حرور، اہم مقام پر چلے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں سمجھائیں اور انہیں امیر کی اطاعت میں واپس لائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سمجھانے سے بہت سے لوگ ان سے الگ ہو گئے اور امیر کی اطاعت میں واپس آ گئے، لیکن ان کے بڑے اور ان کے موافقین اپنی ضد پڑا رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس تشریف لائے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو شہید

گردید، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہ ساتھ معرکہ ہوا، خاندانِ نبوی کی قیادت عبد اللہ بن وہب اور ذی النضر و حرقم بن زید وغیرہ کے ہاتھ میں تھی، اس جنگ کے نتیجے میں اکثر خارجی قتل ہو گئے۔

خروج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت جلالہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر اور کفلیٰ اہلِ انحرار دہیتے تھے۔ اس شخص کو بھی کافر کہتے تھے جو ان کا ہم مسلک ہونے کے وجود ان کے بارے میں شک نہ ہوتا، مخالفین کے بغیر اور عورتوں کے قتل کے قائل تھے۔ درجہ کے قائل نہیں تھے، اطفال ستر کین کے غلو فی انصار کے قائل تھے، اس بات کے بھی قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی نبی بنا دیتے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہو کہ یہ بعد میں کافر ہو جائے گا، اس بات کے بھی قائل تھے کہ نبی بعثت سے پہلے معاد اللہ کافر ہو سکتا ہے، خوارج مرکب کبیرہ کو کافر اور کفلیٰ اہلِ انحرار دہیتے تھے، اس پر وہ کفر انہیں سے استدلال کرتے تھے کہ وہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجید نہ کر کے مرکب کبیرہ سوا تھا، اس بناء پر اس کو کافر قرار دے دیا گیا، معلوم ہوا مرکب کبیرہ کافر ہوتا ہے، اسی بنا پر انہیں شخص ارتداد کبیرہ بنا دیا، یہ کافر نہیں ہوا بلکہ حکم خداوندی کے متناصب میں انکار و اعتبار اس کے کفر کا سبب ہے۔

### معتزلہ

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں یہ فرقہ معرضِ وجود میں آیا، اس فرقے کا بانی واصل بن عطاء الغزالی تھا اور اس کا سب سے پہلا پیروکار عمرو بن عبید تھا جو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد تھا۔ ان لوگوں کو اہلِ اہلبیت و الجماعت کے عقائد سے الگ ہو جانے کی بناء پر معتزلہ کہا جاتا ہے۔

معتزلہ کے مذہب کی بنیاد اصل پر ہے کہ ان لوگوں نے عقل کو نقل پر ترجیح دی ہے۔ عقل

کے مطابق قطعاً حیات میں تاوان کرتے ہیں اور حیات کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کو بندوں کے افعال پر قیاس کرتے ہیں، بندوں کے افعال کے حسن و قبح کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے افعال پر حسن و قبح کا تعین کاتے ہیں۔ عقل اور کسب میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ان کے مذہب کے پانچ اصول ہیں

- ۱- عدل ۲- توحید
- ۳- انقاد و اجب ۴- منزلتِ نبی و مرسلین
- ۵- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

۱ "عقیدہ عدل" کے اندر، حقیقت، انکار عقیدہ نقد پر منحصر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ شر کا خالق نہیں۔ "آر اللہ تعالیٰ کو شر کا مبدی تو شر پر ان کو اس کو مذہب اپنے علم ہو گا جو کہ خلاف عدل ہے جبکہ اللہ تعالیٰ عادل ہے، انعام نہیں۔

۲- ان کی "توحید" کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور قرآن کریم مخلوق ہیں، اگر انہیں غیر حقوق، میں تو تعدد و تماز، مانے جاتے جو توحید کے خلاف ہے۔

۳- "امیہ" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عذاب اللہ نے بنائے ہیں اور جو جو وعیدیں سنائی ہیں گناہ گاروں پر ان کو جاری کرنا، اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو معاف نہیں کر سکتا اور کسی گناہ گار کی توبہ قبول نہیں کر سکتا، اس پر لازم ہے کہ گناہ گار کو سزا دے جیسا کہ اس پر لازم ہے کہ نیک کو اجر و ثواب دے، ورنہ انقاد و وعید نہیں ہوگا۔

۴- "منزلتِ نبی و مرسلین" کا مطلب یہ ہے کہ معتزلہ ایمان اور کفر کے درمیان ایک تیسرا درجہ مانتے ہیں اور وہ مرکب کبیرہ کا درجہ ہے، ان کے نزدیک مرکب کبیرہ یعنی گناہ گار شخص ایمان سے نکل جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا، گویا نہ وہ مسلمان ہے اور نہ کافر۔

۵- "امر بالمعروف" کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ جن احکامات کے ہم مکلف ہیں، دوسروں کو ان کا حکم کریں اور لازمی طور پر ان کی پابندی کر دیاں۔ در "نہی عن

اسکر "یہ ہے کہ اگر کلام عظیم کو اس کی عینکوت کرے اس کے ساتھ حق لکھ جائے۔

مستزلہ کے یہ تمام اصول اور ان کی تشریحات محل وقوع میں پہنچی ہیں، ان کے خلاف واضح آیات و احادیث موجود ہیں، انصوح میں موجودگی میں عقل و قیاس کو مقدم کرنا سراسر منطقی اور گمراہی ہے۔ (الاصحاب ۱۸۷، ۱۸۸)

**مشہد:**

یہ دو فرق ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو حقوق کے ساتھ صفات میں تعبیر دیتا ہے۔ اس فرقے کا بانی وادارہ جہاڑی ہے۔ یہ مذہب مذہب انصاری کے برعکس ہے کہ وہ مخلوق یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کے ساتھ مانتے ہیں اور انہیں بھی الٰہ قرار دیتے ہیں، اور یہ خالق کو حقوق کے ساتھ مانتے ہیں۔ اس مذہب کے باطل اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ (شرح عقیدہ سدریہ: ۱/۹۶، ۹۷)

**مجموعہ:**

فہم بن صفوان ہرقدی کی طرف منسوب فرقے کا نام نہیں ہے۔ اس فرقے کے مجرب و فریب عقائد ہیں، یہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمام صفات کی نفی کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اللہ "وجود مطلق" کا نام ہے، پھر اس کے لئے ہم بھی مانتے ہیں۔ جنت اور جہنم کے نام ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک ایمان صرف "معرفت" کا نام ہے، "تفہیم" "تجلی" کا نام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسم کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کوئی فعل نہیں ہے، اگر کسی کی طرف کوئی فعل منسوب ہوتا ہے تو وہ بے اثر ہے۔

فہم بن صفوان، جہ بن مریم کا شاگرد تھا۔ جہ و غیرہ کا مذہب یہ بھی تھا کہ حضرت برانعم علیہ السلام نہیں اللہ نہیں ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام حکیم اللہ نہیں ہیں۔ خاند بن عبد اللہ القسری نے اسے شریعت میں عیدوں کی کئی باتوں کی موجودگی میں جہدی قربانی کی اور اسے ذبح کر، یا۔ مستزلہ نے بھی کچھ عقائد ان سے لئے ہیں۔

(عقیدۃ الطحاویۃ مع الشرح: ۵۲۲)

**مجموعہ:**

اگر جاہ کا معنی ہے، پیچھے کرنا۔ یہ فرقہ اعمال کی ضرورت کا قائل نہیں، یہ اعمال کی حیثیت کو بالکل پیچھے کر دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، تصدیق قلبی حاصل ہوتو بس کافی ہے۔ ان کا کہنا ہے جیسے کلمہ کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی مفید نہیں، ایسے ہی ایمان یعنی تصدیق کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ مضر نہیں، جس طرح ایک کا فر عمر بھر حسرت کرتے رہنے سے ایک لمحہ کے لئے بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جنت میں ہر حرام ہے اسی طرح گناہوں میں غرق ہونے والا مومن، ایک لمحہ کے لئے بھی جہنم میں نہیں جائے گا جہنم اس پر حرام ہے۔ یہ مذہب بھی باطل اور سراسر گمراہی ہے کیونکہ قرآن و حدیث میں جانبا مسئلوں کو اعمال صالحہ کرنے کا اور اعمال سیئہ سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔

(شرح عقیدۃ سدریہ: ۱/۸۹)

**جہر:**

یہ فرقہ بھی جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے۔ یہ فرقہ بندگان کی طرح مجبور محض مانتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ کو اپنے اعمال پر کوئی قدرت و اختیار نہیں بلکہ اس کا برحق محض اللہ تبارک و تعالیٰ کی تقدیر، علم، ارادے اور قدرت سے ہوتا ہے جس میں بندہ کا اپنا کوئی دخل نہیں۔

یہ مذہب صریحاً باطلان ہے، عقل و عقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے، اگر انسان کے پاس کوئی اختیار نہیں اور یہ مجبور محض ہے تو پھر اس کے لئے جہاڑ و زکیوں ہے۔

(عقیدۃ الطحاویۃ مع الشرح: ۵۲۴)

**قدویہ:**

یہ جہر کے برعکس نظریات کا حامل فرقہ ہے، یہ انسان کو قادر مطلق مانتا ہے اور تقدیر کا



نیک بدی جز از سر ہے۔

مگر ہے۔ احادیث میں قدر یہ کو اس امت کا نیکو کہا گیا ہے۔ جو اس دو خداؤں کے قائل ہیں اور یہ ہر ایک کو قادر مطلق کہہ کر بے شمار خداؤں کے قائل ہیں۔

یہ مذہب بھی باطل اور قرآن وحدیث کی صریح خصوص کے خلاف ہے۔ قرآن وحدیث درمقل ومشاہدہ سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ انسان نہ تو مجبور مطلق ہے اور نہ ہی قادر مطلق ہے بلکہ کاسب ہے وکسب کا اختیار اپنے اندر رکھتا ہے۔

(سنن ابی داؤد: ۶۶۴/۲، صغلا: ۱/۱۷۹، ۱۷۸)

کرامیہ:

یہ فرقہ محمد بن کرام کی طرف منسوب ہے۔ اس فرقے کا نام کرامیہ (الحکاف وشدعہ الرءاء) یا کرامیہ (بکسر الکاف مع تخفیف الرءاء) ہے۔ یہ شخص جستان کا رہنے والا تھا، صفات باری تعالیٰ کا منکر تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ایمان صرف اقرار باطن کا کام ہے۔ لیکن محققین کی رائے کے مطابق ان کا یہ مذہب دنیوی احکام کے اعتبار سے ہے، آخرت میں ایمان مستحکم ہونے کے لئے ان کے پاس بھی اہدایں ضروری ہیں۔ بہر حال، مجموعی اعتبار سے یہ بھی غلط اور گمراہ فرقہ ہے۔ ان کے مذہب میں مسافر پر نہ زفر فرض نہیں، مسافر کے لئے قصر صلوٰۃ کی بجائے دوسرا تہا لہذا کہہ کر لینا کافی ہے۔

اہل تناخ:

تناخ درحقیقت بعض قدیم اقوام اور ہندوؤں کا عقیدہ ہے جو پست ہندو مت کے منکر ہیں اور تناخ کے قائل ہیں۔

تناخ کے معنی ہیں روحوں کی تبدیلی اور ایک جسم سے دوسرے میں منتقل ہونا۔ اہل تناخ آخرت کے منکر ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ ہندو کو جتنے اور بڑے اعمال کی جزاء دینا دنیائی میں مل جاتی ہے، وہ اس طرح کہ نیک لوگوں کی روح اپنی ترجمہ میں منتقل ہو کر عزت پتی ہے اور برے لوگوں کی روح کمتر جسم میں منتقل ہو کر ذلیل و خوار ہوتی ہے، یہی

اہل تناخ کے بہت سے فرقے ہیں بعض فرقے مدعی اسلام بھی ہیں اس کا مقتدی احمد بن حنبل اور اس کا شاگرد احمد بن حنبل بن مائوس ہے ان کا ایک فرقہ دہریہ ہے جو دنیا کے مدبر خدا کے قائل ہے بعض فرقے راجوں کے دوسری اجناس میں انتقال کے بھی قائل ہیں کہ انسانی روح جانوروں میں بھی منتقل ہو جاتی ہے، بعض اس کے قائل نہیں ہیں وہ صرف جنس میں انتقال روح کے قائل ہیں۔ (مذہب اور فرق کے متعلق یہ مضمون مفتی طبر مسعودی کی کتاب عقائد اہل السنۃ والجماعۃ سے لیا گیا ہے)

## امام ابو الحسن اشعری کے حالات

ولادت: ۲۶۰ھ، وفات: ۳۲۴ھ

ابو الحسن علی نام والد کا نام اسمعیل تھا مشہور صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں تھے اور اشعر ملک یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے ۲۶۰ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ نے ان کے والد اسمعیل کی وفات کے بعد مذہب معتزل کے نظریہ راہ اور معتزلہ کے عقائد ابو علی جہانی سے نکاح کر لیا تھا اس طرح شیخ ابو الحسن نے ابو علی جہانی کی آغوش میں تربیت پائی امام اشعری معتزلہ کے ساتھ پرواختہ اور رئیس معتزلہ ابو علی جہانی کے شاگرد تھے۔ ان کی تصدیق و جفاقت طلاق سنی اور جوہر طبع کا یہ عالم تھا کہ شاگردوں کے زمانہ میں اپنے استاد کی طرف سے مناظرہ کیا کرتے تھے اور بہت جلد ان کے مستند اور دست راست بن گئے۔ ابو علی جہانی اچھے درس و معارف تھے مگر مباحثہ پر زیادہ قدرت نہ رکھتے تھے۔ ابو الحسن اشعری ابتدا میں ہی فصیح و بلیغ ذہین و ذکی نہاں آہ اور حاضر جواب تھے۔ مناظرہ کے وقت جہانی انہیں کو کہتا تھا جہاں سے امام اشعری بہت جلد اپنی جماعت کے سرکار و اہل اور صدوقین بن گئے۔ "فیسن کسلب الشیعی لایس

عساکر المسلمین ۱۱۷ " گویا یہ سبست و الجماعت پر معتزلہ کی نظر میں ایک سیف کا طعن تھے ظاہری قرآن و قیاسات صاف بتا رہے تھے کہ یہ اپنے عربی اور امتداد کے چاشن ہوں گے بلکہ ان سے مذہب اعتزال کی حمایت میں دو قدم آگے ہو گئے۔ پاسپال مل گئے کہہ کو منم غاویں سے۔ قدرت کے انتظامات عجیب ہیں آدمی کیا سوچتا ہے اور کیا ہوتا ہے۔ عظیم و قدیر ذات نے معتزلہ کی تلواریں کھینچ کر خود معتزلہ کی گردن پر رکھ دی ہے۔ مذہب اعتزال سے مذہب اہل السنۃ کی طرف تاریخ ان غلکان کا ۳۳۷ میں لوگوں میں عرصہ سے طرفین کے دلائل کا موازنہ کرتا رہا لیکن کسی خاص جانب رجحان نہ معلوم ہوتا تھا میں نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی کہ مجھے راجح پر گامزن کر دے چنانچہ ہدایت مجھے دربارِ خداوندی سے حمایت ہوئی اسے میں نے اپنی کتابوں میں دو بیت کر دیا یہاں سبقتِ عقائد کے لبادہ کو میں نے برباد کر دیا جیسے یہ پاس اتارتا ہوں یہ کہہ کر اپنا پتہ ہوا جب اتار دیا اور اپنی کتابوں کو جو محدثین و فقہاء کے طرز پر لکھی تھیں لوگوں کے حوالے کر دیا۔ "طبقات الخلفاء" مولفہ تاج الدین عبدالوہاب سبکی میں ہے کہ یہ ایک فیسی انتظام تھا کہ جس نے ساری زندگی مذہب اعتزال کی تائید و نصرت میں گزاری تھی اور اس کیلئے مسند اعتزال کی امامت تیار تھی قدرت نے سنت کی حفاظت و حمایت کیلئے اسی کو منتخب فرمایا اور تاریخ عالم میں اس کے نظائر بہت ہیں۔ امام ابو الحسن اشعری نے اپنی "کتاب الاذان" کے مقدمہ میں اپنے عقائد و مسلک کی تفصیلات بیان کر دی ہیں اور معتزلہ پر جو ان کے اعتراضات ہیں اس کی تفصیل بھی اس میں موجود ہے۔ مں شاء غلطی الخ

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مجھ سے سوال کرے کہ تم معتزلہ قدر یہ جمیع مرجعہ فوارج و شیعہ کی تردید کرتے ہو تو بتاؤ کہ تمہارا اپنا مذہب و مسلک کیا ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ ہم کتاب و سنت کی پیروی کرتے ہیں اور ان اقوال و آثار پر سختی کے ساتھ قائم ہیں اور اس سے تمسک کرتے ہیں جو سببتا یقین اور ائمہ حدیث سے متقول ہیں ہم امام

امام کی جہاد کروادہ پر گامزن ہیں اور ان کے مخالفین کے اقوال سے احتراز کرتے ہیں جب تکفر و ضلالت کا چرچا ہو تو آپ کی ہدایت حق میں جہاد نے حق کو واضح فرما دیا مسند میں کی بدعات کا استیصال کیا جو لوگ شک و شبہات میں مبتلا تھے ان کے شکوک کو ازالہ فرمایا خداوند کریم انہیں خوش و خرم و شادان رکھے اور سب امام مگر ہم پر ایمان و محبت برسائے۔ "کتاب الاذان عن اصول الدیانہ"

### امام اشعری کا اصل کارنامہ:

"کتاب الاذان عن اصول الدیانہ" امام اشعری کی عمر میں سے عہد کی ابتدا لیکن کتب میں سے ہے۔ اس میں امام اشعری نے اپنے مسلک و عقیدہ کی جو وضاحت کی ہے اس کا مضمون ابھی گزر چکا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کتاب سنت پر عامل تھے۔ اہل سنت و الجماعت اور عقیدہ سلف کے موافق تھے اسی کی تائید کرتے تھے۔ لیکن درحقیقت یہ ان کا خصوصی کارنامہ نہیں۔ یہ تو محدثین و احباب انہماک و سعی رہے تھے۔ ان کا اصلی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے محدثین و معتزلہ کے درمیان ایک معتدل طریقہ اختیار کیا جبکہ معتزلہ عقل کی غیر محدود طاقت و درخشاں روئی کے قائل تھے۔ خداوند قدس کی ذات و صفات جو بیرون قیاس ہیں اس کی حقیقت تک رسائی عقل انسانی اور حدود امکانی سے بالاتر تھی۔ مگر معتزلہ ان امور کی سمجھی کو بھی ناخن عقل و تدبیر عن تفتیش فصول و بحث قیاس آرائی سے سمجھنا چاہتے تھے اور عقل ہی کو ان امور میں معیار بنا چاہتے تھے تو دوسری طرف بعض پر جوش اور جہاد تامل و تدبیر کی نصرت اور عقائد اسلامیہ کی حفاظت کیلئے عقل کی تفتیح کو ضروری سمجھتے تھے اور ان کلامی و اعتقادی مباحث سے جو بہت شائے اہل زمانہ شروع ہو گئے تھے اس سے اجتناب و احتیاط اور سکوت کو واجب خیال کرتے تھے۔ ایسے وقت میں امام اشعری کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ مذہب نے مذہب میں ثبوت استمال کیا۔ معتزلہ کی کوشش سے انہیں کے دماغ کو پاش پاش کر دیا۔ انہوں نے معتزلہ اور فلسفہ زدہ علماء سے انہیں کی زبان







حاصل ہو۔

(۶) علم بمقتدر معہ علی الثبات العقائد الدینیہ بالبرود المحقق

عنہا، دفع الشبهة عنها۔ (الطوابع لمبصاوی : ۴)

علم عقائد کی روشنی حریف یہ کہ علم عقائد کو دو قسم ہے جسکے ذریعہ جہت و ہدایت  
کے ذریعہ اپنی عقائد ثابت کرنے کا اور اس سے شبہات کو دور کرنے کا حلقہ حاصل ہو۔

### علم عقائد کا موضوع

علم عقائد کا موضوع وہ امور ہیں جن کا ضرور آقا و پیغمبر، کتب اور استدلال و افتکار رکھنا  
ضروری ہے۔

### علم عقائد کی فرض و غایت

"مفویۃ یسقی بالمدین عن طریق الثبات العقائد الدینیہ ماہر اھس

القطعیۃ، ورد الشبهة عنها۔"

وہی عقائد کو قطعی دلیل سے ثابت کر کے اور اس سے شبہات کو دور کر کے دین کے  
دور سے میں یقین کی پہنچ حاصل کرنا اس علم کی غایت ہے۔ اس طرح دین کے اس اور  
نبی و کھلمین کے شبہات سے اور ان کی تبلیغات سے محفوظ رکھنا۔

### ایمان باللہ اور توحید

قولہ، یعول ہی توحید اللہ معتقدین بتوفیق اللہ۔

تحدید: ۱۔ "بہ اللہ و حد لا شریک بہ"

ترجمہ: توفیق الہی کے ساتھ توحید باری تعالیٰ سے متعلق ہم اس اعتقاد کا اعلان  
کرتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

تحریر: پہلی چیز جس سے تحدید وہی بتداء ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر  
ایمان لانا ہے اور ان کے ناموں کو تمام مذاہم ان کا قبول کرنا ہے ایمان باللہ کے دوسرے ہیں

اور ایمان سے اس کی مستطاف فرمائیے اس۔ ۵۰ ہے جو کسی یہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
"قرنی و درقہ۔" کی اس بن، مک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بن، حد اس اہدی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ، مرہن شکل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی، وفات ۱۵۰ھ

### امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ

امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم کے وہن ہیں جنہوں نے امام اعظم کے اصول  
کے وقت اس کی مستطاف کر کے دین کے اطراف میں پھیلنے کے ۸۰ سال کی عمر میں ۱۸۲ھ میں  
وفات پائی۔

### امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ امام ابو یوسف کے شاگرد، فاضل ہیں، جو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھی بھی  
ہیں اور شاگرد بھی جنہوں نے فقہ حنفی کو باقاعدہ کتابی شکل دی، ان کی تصنیف کردہ مشہور چھ  
کتب ہیں فقہ حنفی کی ظاہر الروایت ہیں۔

(۱) المبسوط (۲) الروادات (۳) السیر الصغیر

(۴) السیر الکبیر (۵) الجامع الصغیر (۶) الجامع الکبیر

تاریخ یہ نقش سنہ ۱۳۰ھ ہے اور ۵۸ سال کی عمر میں ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔

"قولہ و ما یعقود من اصول الدین"

اصول دین سے مراد علم عقائد ہیں۔ یہ علم عقائد کیا ہیں علمائے نے علم عقائد کی  
تعدد و تفریق کی ہیں۔ چنانچہ یہاں ذکر کرتے ہیں۔

### علم عقائد کی اصطلاحی تعریف

(۱) علم بلذکر بہ التوحید، و بعلم ذات اللہ صبحانہ و صفاتہ۔

(حیاء، معلوم ۱۵۰-۱۵۱)

علم عقائد وہ علم ہے جس سے توحید باری تعالیٰ، بزر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم

(۱) اس بات پر ایمان نہ آنا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(۲) دوران کی ذات نہ تھی نہ ہونا تھا اور احکام میں کوئی شریک نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿لَا شَرِئْتُ لَهُ وِیْدَافِ اَمَرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمَصْلُوبِ﴾

(سورۃ اٰحٰم ۱۶۳)

ترجمہ: "جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں۔"

## توحید کے تین مراتب

ہم نے توحید کے تین مراتب بیان کئے۔

### (۱) توحید الذات:

جس طرح ذات مقدسہ کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے۔ اس طرح توحید ذات کی حقیقت کا ادراک بھی ناممکن ہے۔

### (۲) توحید الصفات:

ہر صفت میں اللہ تعالیٰ یکتا ہے۔

### (۳) توحید الاعمال:

ہر فعل کے بارے میں یہ کمال یقین کرنا کہ یہ چیز خود بخود بخشنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔

(خلاصۃ المعراجانی علی شرح العقائد الحلالی ۱/۲۵۲)

## شرک کا مفہوم

شرک کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اسما و افعال اور احکام میں کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دینا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں قیامت

کے روز مشرکین کا اعتراف کشف فرمایا ہے

﴿قَالَتْ اِنَّ كُنَّا لَمَعِیْ عٰیِلٰی مِیْٓ ۝ اِذْ سُوِّیْکَ رَبُّ الْعٰمِیْنَ ۝﴾

ترجمہ: خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے جبکہ تمہیں (خدا کے) رب اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہراتے تھے۔

امور مذکورہ میں سے کسی میں بھی فی اللہ کو اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دینا شرک ہے۔

(معارف نمبر ۱ - مجلس محمد شعیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

## شرک کی اقسام

### شرک فی الذات:

شرک فی الذات کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی فعلی میں کسی کو شریک کرنا، جیسے یہ کہ تمہیں خدا مانتے ہیں، ذات پرست وہ خدا مانتے ہیں، ہندو اور بتوں کو پوجتے والے بہت سارے خدا مانتے ہیں، یہ سب شرک فی الذات سے۔

### شرک فی الصفات:

شرک فی الصفات کا معنی یہ ہے کہ فی اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی الوہیت اور فعلی میں تو شریک ٹھہرایا جائے، والہ تعالیٰ کو صفات خاصہ جو صرف ہی کہیںے ثابت ہیں، ان میں اور اس کو شریک نہ پائے۔ اس شرک کی چند موافق مذہبوں میں بکری پاتی ہیں

### شرک فی العبادات:

جو کام اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی تقسیم و بڑائی کی خاطر اپنے بندوں کے لئے جاری فرمائے ہیں، ان کاموں کو عبادت کہا جاتا ہے مثلاً نماز پڑھنا، رکوٹ کرنا، عید کرنا، اس کے گھر کا حلقہ کرنا، روزہ رکھنا وغیرہ۔ جو ایسے کاموں میں غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے، وہ شرک فی عبادت کا مرتکب ہے مثلاً غیر اللہ کو عید کرنا، رکوٹ کرنا، عیدوں کے لئے نہری طرح قیام کرنا یا کسی قبر کو عید کرنا یا کسی نبیؑ کی عید کا منکرنا وغیرہ۔

دعا کسی کے پاس کی جاتی رہا، کسی کے پاس کی منت مانا کسی نے جو حق کا بیت اللہ کی طرف  
 خلاف کیا کسی۔ اللہ کی طرف جانیں مانگے، لیکن اللہ کی طرف چاروں مہرہ سے شک  
 فی اوقات ہے۔

### شرک فی الحکم:

حکم یعنی حکم، یہ وہی دین اللہ کا جو حق کی ہے۔ کسی چیز کا حلال ہونا یا حرام  
 اللہ کا حق دین کے حوالہ پر مقرر کی وجہ سے ہے۔ وہی شخص اللہ کی اس  
 صفت میں غیر اللہ کو شریک کرے تو وہ شرک فی الحکم کا مرتکب ہے، مثلاً کسی چیز یا حق کی منع  
 اور وجہ ان کو مقرر کرنا یا حق کا مقرر کرنا جو حکم کا حق اللہ کی طرف فرض اور  
 سب سے کچھ نہیں، یہ جو حکم اللہ کی طرف سے حکم کی طرف سے منع و شرک فی الحکم ہے۔

### شرک فی العلم:

علم فی اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، علم فیہ ان علم کہتے ہیں جو کسی اور انسانی جو  
 علم بجز ان کے علم سے، علم فیہ نہیں ہوتا۔ جس شخص اللہ تعالیٰ نے علم فیہ اللہ کو شریک  
 کرے وہ شرک فی العلم کا مرتکب ہے، مثلاً یہ کہے کہ فلاں نبی یا فلاں آدمی علم نہیں جانتے  
 تھے یا نہیں جانتے کے بارے میں کہہ دے، یا وہ اپنی زندگی میں دوسرے کے بعد  
 اس کے تمام بات سے باخبر ہیں یا نہیں دیکھ کر دیکھ کر تو مہیجی وہ کہتا ہے، یہ شرک فی  
 العلم ہے۔

### شرک فی القدرت:

اللہ تعالیٰ کے لئے صفت قدرت ثابت ہے کہ وہ ذات قادر مطلق ہے، کوئی چیز اس کی  
 قدرت سے بڑھ نہیں، وہ چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت کسی دوسرے کے لئے  
 ثابت نہ کرنا شرک فی القدرت کہلاتا ہے، مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ جو حق میٹا یا بنی، اسے کچھ نہیں  
 اور اس وجہ سے بننے کا کام "حق" اس وقت رکھتا ہے، یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی نبی یا حق پرست نہیں

جس کا سرور میں پہنچ کر سکتے ہیں یا مقدمہ میں کامیاب کر سکتے ہیں یا رازی دے سکتے  
 ہیں یا رازی میں خرقہ پیدا کر سکتے ہیں یا رازی موت بن کے قبضہ میں لے کر کسی کو  
 بالکل بے اختیار کر سکتے ہیں، یہ سب شرک فی القدرت ہے۔

### شرک فی السمع والہر:

سمع کا معنی سنانا اور ہر کا معنی دیکھنا، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں خاص قسم کا  
 دیکھنا ثابت ہے، جس کی تحصیل کو حسیہ کہتے ہیں، یہ رازی ہے۔ ایسا سنانا اور دیکھنا مخلوق  
 میں سے کسی کیسے ثابت نہیں۔ کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں نبی یا فلاں آدمی تمام باتوں کو  
 دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں، ایسا یا سنانا کے کاموں کو جو جگہ سے دیکھتے ہیں، شرک فی  
 السمع والہر ہے۔

### شرک فی الصفات:

ہر جگہ خاصہ خاصہ اور ہر جگہ موجود صرف اللہ جل جلالہ کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ کے  
 سوا کسی نبی یا کسی دلی کے لئے یہ صفت مانا بھی شرک فی الصفات ہے۔ اسی طرح اللہ جل جلالہ  
 تعالیٰ کی دیگر صفات حق کا بیان کو حسیہ کے باب میں آگے، ان میں سے کسی ایک صفت  
 میں غیر اللہ کو شریک کرنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔

کفر و شرک ایسا بدترین جرم ہے کہ کافر و شرک کی اگر حالت آخر میں موت آجائے تو  
 ان کی کبھی معافی نہیں ہوگی اور نہ ہی ان کی بخشش ہوگی، یہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔  
 دنیا کے بارے میں کافر و شرک کی دعا قبول ہو سکتی ہے، لیکن آخرت کے بارے میں  
 کسی کافر و شرک کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔

### شرک کا انجام

جس انسان کا حق شرک پر ہو وہ اللہ کی رحمت سے ہمیشہ جہنم میں ہے گا۔  
 فصولہ تعالیٰ ﴿اللہ لا یعصم ان یشرک بہ و یعصم ما دونه﴾



من بعبادہ ﴿ (النساء: ۱۱۶)

ترجمہ: "خدا اس من و کونچیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو پی ہے بخش دے گا۔"

قوله تعالى ﴿ من يشرك بالله فقد حرم الله عبه الجنة وماؤه

البار وما للظالمين من أنصار ﴾ (المائدة: ۷۲)

ترجمہ: "جو شخص خدا کے ساتھ شریک کرے گا، خدا اس پر بہشت کو حرام کر دے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

**اللہ تعالیٰ بے مثل ہے**

مقیدہ: ۲ "ولا شيء مثله۔"

ترجمہ: "کائنات کی کوئی بھی چیز اس کی مثل نہیں۔"

تقریب: ذات، صفات، اسماء، افعال اور احکام میں کائنات کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں۔ جو ان میں مخلوقات کے خصائص میں سے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کیلئے بہت نہیں کیا جاسکتا نہ ہی مخلوق کے کسی وصف کو اللہ تعالیٰ کے کسی وصف کے مثل قرار دیا جاسکتا ہے۔

قوله تعالى ﴿ ليس كمثله شيء وهو السميع البصير ﴾

(الشورى: ۱۱)

ترجمہ: "اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنا دینا دیکھتا ہے۔"

**اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے**

مقیدہ: ۳ "ولا شيء يعجزه۔"

ترجمہ: "اور نہ ہی کوئی چیز اسے عاجز کر سکتی ہے۔"

تقریب: اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی وجہ سے کائنات کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو اپنے ارادہ سے روک نہیں سکتی۔

قوله تعالى: ﴿ وما كان الله يعجزه شيء، هي السموات ولا شيء

الارض إنه كان عليهما قدراً ﴾ (الفاطر: ۴۴)

ترجمہ: "اور خدا ایسا نہیں کرتا آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے وہ علم والا قدرت والا ہے۔"

مقیدہ: ۴ "ولا إله غيره۔"

ترجمہ: "اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

تقریب: یہ وہ کہ ہے جسکی طرف تمام رسولوں نے دعوت دی، جسکے قرار سے انسان غلت کفر سے نکل کر نور ایمانی میں داخل ہوتا ہے۔

قوله تعالى ﴿ وإلهكم إله واحد لا إله إلا هو الرحمن الرحيم ﴾

(البقرة: ۱۶۳)

ترجمہ: "اور (کو) تمہارا معبود خدا ہے واحد ہے اس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

مقیدہ: ۵ "قدیم بلا ابتداء دائم بلا انتهاء۔"

ترجمہ: "وہ قدیم ہے جسکی کوئی ابتدا نہیں۔ وہ دائم ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔"

تقریب: اللہ تعالیٰ کے وجود کی ابتدا ہے نہ انتہا ہے، کیونکہ جس چیز کے وجود کی ابتدا اور انتہا ہو وہ حادث اور مخلوق ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ قدیم اور خالق ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے وجود کی ابتدا اور انتہا نہیں ہو سکتی۔

قوله تعالى: ﴿ هو الأول والآخر ﴾ (الحديد: ۳)

ترجمہ: "وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا ہے۔"

قوله عليه سلام "اللهم أنت الأول فليس قبلك شيء وأنت

الآخر فليس بعدك شيء۔" (مسلم: ۲۷۱۳)

ترجمہ: "اور جو چاہتا ہے عزم ہے۔"

محققین اہل سنت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی دو قسمیں ہیں

(۱) ارادہ کوئیہ (۲) ارادہ کریمہ

ارادہ کریمہ کا معنی محبت اور رضا، ارادہ کوئیہ کا معنی اللہ تعالیٰ کی وہ مشیت جو قوم کو جرات کو شال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ دونوں قسموں کو شال ہے۔

حقیقہ: ۸ "لا تہلفہ الا وھام ولا تلتزمہ الا فھام"

ترجمہ: "خیالات اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ عقل اس کا ادراک کر سکتی ہے۔"  
تفہیم: یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے ذریعہ پہنچتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا يَحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾ (غلہ: ۱۱۰)

ترجمہ: "اور وہ (اپنے) علم کیساتھ خدا (کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے۔"

حقیقہ: ۹ "وَلَا يَشْبِہُہُ الْاِنَام"

ترجمہ: "خلوق کے ساتھ اس کی کوئی مشابہت نہیں۔"

تفہیم: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے کسی وصف کے ساتھ مشابہ نہیں اور مخلوق میں سے کوئی اپنے وصف میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہ نہیں جس پر ایک دوسرے کو قیاس کیا جاسکے یا ایک کو دوسرے کے مشابہ قرار دیا جاسکے، یہ مشابہ پروردگار تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوری: ۱۱)

ترجمہ: "اور اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ وسخا یکسا ہے۔"

اللہ تعالیٰ پر موت اور نیک طاری نہیں ہوتی

حقیقہ: ۱۰ "حی لا یموت قیام لا یمام"

ترجمہ: "پس حیاتِ اسلام نے فرمایا اے اللہ آپ ہی اوس ہیں آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں آپ ہی آخر ہیں آپ کے بعد کوئی چیز نہیں۔"

حقیقہ: ۶ "لا یسی ولا یمد"

ترجمہ: "وہ نہ زندہ ہوگی نہ شمع ہوگی۔"

تفہیم: یہ وہ حقیقت عقیدہ نبیہ کی تائید اور اسی کا اقرار ہے اسی طرح خدا اور جبرہ اظہار شکار یہ ہیں، خدا کا معنی خود زائل ہونا اور جبرہ کا معنی غیر کے ہلاک کرنے سے زائل ہونا۔

قولہ تعالیٰ: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْہَہُ﴾

ترجمہ: "اس کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔"

(القصص: ۸۸)

اللہ تعالیٰ کا ارادہ

حقیقہ: ۷ "وَلَا یُکُونُ الْاَمْرُ بِہِ"

ترجمہ: "اس جہاں میں وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔"

تفہیم: اس میں قدر یہ اور منزل ہر درجہ قدر یہ تو قدر کے منکر ہیں جبکہ معتزلہ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قوم کو لوگوں سے ایمان کا ارادہ فرمایا لیکن کافروں نے کفر کا ارادہ کیا۔ ان کا یہ قول مردود ہے کیونکہ قرآن وحدیث کی تصریح اس کے خلاف ہے۔

قولہ تعالیٰ: ﴿فَعَالَمٌ جَاہِرٌ بِہِ﴾ (البروج: ۱۶)

ترجمہ: "جو چاہتا ہے کہ بتا دے"

قولہ تعالیٰ: ﴿یَفْعَلُ مَا یُشَاءُ﴾ (الحج: ۱۸)

ترجمہ: "جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔"

قولہ تعالیٰ: ﴿وَبِحُکْمِہِ مَا یُرِیدُ﴾ (المائدہ: ۱۰)

ترجمہ: "دو زندہ ہے، موت نہیں" اے وہ کافہ ہے اے خیر نہیں آتی۔"

**تخریج:** اللہ تعالیٰ کی حیثیت اپنی ہے کبھی موت کے ذریعہ شتم نہ ہوگی جیسے وہ ہمیشہ ہیں کبھی عدم عاری نہ ہوگی۔ وہ ذات کائنات کے مدبر ہے اس ذات پر مینہ اور آگ کی غفلت طاری نہیں ہوتی، علم کا قیام اس کے قبضہ قدرت میں ہے، وہ خود قائم ہیں دوسروں کو قائم کرانے والے ہیں۔

قوله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَلَا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ (البقرة: ۲۵۵)

ترجمہ: "خدا (وہ عبود برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہے والا اسے نسا دگھا آتی ہے نہ نیند۔"

قوله عليه السلام: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبُحُ لَهُ إِنْ يَنَامَ"

(رواہ مسلم وابن ماجہ)

### اللہ تعالیٰ خالق و رازق ہے

فقیدہ: ۱۱ "خالق بالاحیاء، ورازق بالاموات"

ترجمہ: "وہ سب کائنات کا خالق ہے۔ حالانکہ اسے اس کی کوئی حاجت نہیں وہ سب کا رازق ہے اس میں کوئی مشقت نہیں۔"

**تخریج:** اللہ تعالیٰ کل کائنات کا خالق اور موجد ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا محتاج نہیں تھا مگر اس کو مخلوق کو پیدا کرنے کی اس طرح کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مثلاً ایک چنگ بنانے والا اپنے چنگ کا محتاج اور ضرورت مند ہے کہ اس پر بیٹھ کر آرام کرے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو روزی پہنچاتے ہیں۔ اس روزی رسائی میں اللہ تعالیٰ کو نہ کوئی مشقت ہے۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ اس پر کسی سے کوئی عوض لیتا ہے۔

قوله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾

(الذاریات: ۵۸)

ترجمہ: "خدا ہی تو رزق دینے والا (زر آور) اور (مضبوط ہے۔"

قوله تعالى: ﴿وَاللَّهُ غَنِيٌّ وَأَنْتُمْ فَقِيرٌ﴾ (محمد: ۳۸)

ترجمہ: "اور خدا بے نیاز ہے اور تم محتاج۔"

حدیث قدسی ہے جسکو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے میرے بندو اگر تمہارے تمام اولین اور آخرین انسان اور جنات سب متلی پر بیٹھ گارن جائیں اس سے میری بادشاہت و حاکمیت میں ذرہ برابر اضافہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو اگر تمہارے تمام اولین و آخرین انسان و جنات و فاسق و فاجرین چائیں اس سے میری عظمت و بڑائی میں ذرہ برابر کمی نہیں آئے گی، اگر تمام اولین و آخرین انسان اور جنات ایک جگہ کھڑے ہو کر اپنی اپنی مرادیں مانگیں اور میں ہر ایک کو ان کی مرادیں پوری کر دوں، اس سے میرے خزانہ میں اتنی کمی نہیں آئے گی جتنی میرے سمندر میں سوئی ڈالنے سے اس کے ناکے میں پانی آتا ہے۔ (مسلم)

فقیدہ: ۱۲ "معبود بلا معاضد، باعث بلا مشقة"

ترجمہ: "وہ سب کو بلا کسی خوف و خطر کے موت دینے والا ہے اور سب کو بلا کسی مشقت کے (قیامت کے روز) دوبارہ زندہ کرنے والا ہے۔"

**تخریج:** اللہ تمام مخلوق پر موت طاری فرماتے ہیں۔ اس بارے میں کسی فرد یا قوت سے خوف زدہ نہیں ہوتے نیز قیامت کے روز سب کو دوبارہ زندہ و فرما دیں گے۔ دوبارہ زندہ فرمانے میں کسی قسم کی کوئی مشقت اور تکلیف نہ ہوگی بلکہ دوبارہ زندہ کرنا جیسا مرتبہ یہ کرنے کی طرح آسان ہے۔

قوله تعالى: ﴿وَلَا يَعْصِيهِنَّ﴾ (الشمس: ۱۵)

ترجمہ: "اور اس کو ان کے بدلے کچھ بھی نہیں۔"

**عقیدہ: ۱۴** "ہمس مد جس المدی الخلق مسد سہ" الخلق "ولا

محدثہ عربیہ مستفاد سہ" شاری

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے حقوق کو پیدا کرنے کے بعد اپنے لئے خالق کا نام وضع نہیں کیا اور نہ ہی برہ (حقوق) کو معرض وجود میں لاکر "باری" کا نام اختیار کیا۔"

**تشریح:** یہ اس سے قبل دئے عقیدہ ۱۳ کی مزید وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے ہی صفت خالقیت اور باریت کے ساتھ متصف ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے مد کے ساتھ متصف ہونے پر اس میں نقص ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کو نقص سے منزہ سمجھنا ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ حقوق کو پیدا کرنے کے بعد صفت خلق کے ساتھ متصف ہے تو حقوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی متصف تھے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ حقوق کو پیدا کرنے کے ساتھ صفت خلق حقوق کے ساتھ متعلق ہوا، یہی حال صفت باری کا بھی ہے۔

غلام کام یہ ہے کہ جب آسمان زمین اور دیگر حقوق وجود میں نہیں آئی تھی، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ صفت خلق کے ساتھ متصف تھے اب وجود میں آنے کے بعد بھی تا بد متصف ہے اور متصف ہی رہا۔

**عقیدہ: ۱۵** "ہ معسی الرسوبیۃ ولا مسروبہ" ومعسی الخلق

لا مخلوق لہ

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ انیسر کسی مرئوب (پائے والے) کے بھی "رب" ہے، وہ کسی چیز کو پیدا کرنے کے بغیر بھی "خالق" ہے۔"

**تشریح:** یہ بھی پہلی صفت کی مزید وضاحت ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ حقوق کو پیدا کرنے سے پہلے سے صفت خالقیت کے ساتھ متصف ہے۔ اسی طرح مرئوب کے پائے جانے سے پہلے سے ہی صفت "ربوبیت" کے ساتھ متصف ہے۔

قولہ تعالیٰ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لِّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ (یس ۳۶)

ترجمہ: "بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کی وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان) کو پھر ایسے ہی پیدا کر دے کیونکہ نہیں اور وہ تو بڑا پیدا کر دے والا اور علم والا ہے۔"

**اللہ تعالیٰ کا وجود ازلی اور ابدی ہے**

**عقیدہ: ۱۶** "مارول بصعائتہ قدیم سابق خلقہ" ہم بردد بکوہم

شعب لم یسبک قبہم من صعائتہ و کما کان بصعائتہ اولیا کذلک

لا یزال علیہا ابدیا

ترجمہ: "وہ حقوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمیشہ سے اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قدیم ہے، حقوق کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کسی وصف میں اضافہ نہیں ہوا، وہ جس صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور اسی طرح ہمیشہ تمام صفات کے ساتھ متصف رہیں گے۔"

**تشریح:** اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے تمام صفات کمال کے ساتھ متصف ہیں اللہ تعالیٰ تمام ذاتی اور فعلی صفات کے ساتھ قدیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا حادث کے متعلق ہونے سے غرض صفت کا حادث ہونا لازم نہیں آتا۔ اس لئے صفت اور چیز اور متعلق اور چیز جیسا کہ حقوق کو اور حقوق کی ضرورت کو پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت میں اس طرح اضافہ نہیں ہوا، کہ پہلے وہ صفت نہیں تھی بعد میں حقوق کو ایجاد کرنے سے وہ صفت پیدا ہوئی ہو یا اضافہ ہوا ہوا یا نہیں ہوا، جیسے وہ صفات ازلی ہیں اس طرح ابدی بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ان صفات سے متصف ہونا بھی ازل سے ابد تک کیلئے ہے لہذا ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں کہ حقوق کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ لظاں وصف کے ساتھ متصف ہوا ہے۔ یہ معجز اور عجیبہ وغیرہ پردہ ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں غور و فکر کہ اللہ تعالیٰ صفت کلام وغیرہ کے ساتھ بعد میں متصف ہوا۔ ان کے عقیدہ کا بخطان ظاہر ہے۔

قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا إِلَهَكُمْ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ  
مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (البقرة: ٢١)

ترجمہ: ”وگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو، جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا  
کیا کہ تم (اس کے عذاب سے) بچو۔“

### اللہ تعالیٰ کی صفت احیاء و انگی ہے

فقہیہ: ۱۶ ”کَمَا سَمِعَ الْمَوْتُ بَعْدَ مَحْيَاهُ، اسحق ہد،

”اسم قبل احیائہ، کذلک اسحق اسم لعائق قبل امثالیہم“

ترجمہ: ”جیسے وہ مردوں کو زندہ کرنے کے بعد مٹی (زندہ کرنے والا) کہلاتا ہے۔ بیحد  
وہ زندہ کرے سے پہلے بھی اس نام کا مستحق ہے۔ اسی طرح وہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے  
اس خالق کے نام کا استحقاق رکھتا ہے۔“

**تحریر:** یہ بھی مثال سابق کی طرح ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ برزخ میں اور قیامت  
کے روز مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے بعد بھی کہلاتا ہے اسی طرح اس وقت کے آنے سے  
پہلے ہی اللہ تعالیٰ ہی (زندہ کرنے والا) کہلانے کا مستحق ہے۔ اسی طرح مخلوق کو پیدا  
کرنے سے پہلے ہی سے اللہ خالق ہے۔

قوله تعالى: ﴿إِنْ دَبَّتْ لِحْمَىٰ لِحْمَىٰ وَهُوَ عَسَىٰ كُلُّ شَيْءٍ،

غدير﴾ (الروم: ۵۰)

ترجمہ: ”بے شک وہ مردوں کو زندہ کرے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“  
اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے لئے صفت احیاء و کویات کیا گیا حالانکہ اس وقت قیامت کے  
روز ہوگا تو معصوم ہوا، حیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ کیسے ہی ہونے کی صفت ثابت ہے۔

### صفات الہیہ کے آری ہونے کے دلائل

فقہیہ: ۱۷ ”وَدَلَّتْ بِإِثْبَاتِ عِلْسِ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٍ، وَكُلِّ شَيْءٍ إِلَهِ

فَسُرَّوْكَ، لَمْ يَرِ عَيْنَهُ سِوَهُ، وَاصْحَاحُ شَيْءٍ سَمِ كَسَلَهُ شَيْءٌ  
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَصِيرُ“

ترجمہ: ”اس لئے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز اس کی محتاج ہے ہر کام اس کیسے  
آسان ہے، وہ کسی شے کی محتاج نہیں اس کی کوئی مشا نہیں دہنٹے وہ اور کچھنے کا ہے۔“

**تحریر:** یہ نکل میں جو اللہ تعالیٰ کیسے صفات زلی ثابت کئے اس کی دلیل ہے۔

”دلالت“ اذلی صفات کے ثبوت کی طرف اشارہ ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور  
کائنات کی ہر چیز اپنے وجود اور بقا میں اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی مثل

مشا نہیں ہے۔ تو وہ ذات ازل میں خلق اور احیاء پر کیسے قادر نہ ہوگا۔ ازل میں ہی ہر چیز  
کو وجود بخشا اس ذات پر مسان کیسے نہ ہوگا۔ اگر یہ صفت اذلی نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ ازل میں  
ان صفات کے محتاج ہو گئے۔ ممکنات میں اس کی بہت ساری مثالیں ہونگی حالانکہ اللہ تعالیٰ

فنی ہے۔ احتیاج سے محروم ہے۔ معزل نہ اس آیت کے مضموم کو بدل دیا۔ ﴿وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہیں ان پر تو  
قادر ہے۔ نفس انسانی افعال مباد پر ان کے نظریہ کے مطابق قادر نہیں کہ معزل اللہ تعالیٰ  
سے کمال قدرت کی صفت کی نفی کرتے ہیں، جبکہ لفظ اللہ تعالیٰ کیسے قدرت  
کامل ثابت کرتے ہیں۔ ﴿وَسَمِ كَسَلَهُ شَيْءٌ﴾ ”مشہ پر دہے۔“ ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ

الْعَصِيرُ﴾ ”مطلہ پر دہے۔“

مع دہر کی اثبات سے تشبیہ لازم نہیں آتی کیونکہ مخلوق کی صفات مخلوق کی شان کے

مطابق اور خالق کی صفت خالق کی شان مطلق ہے۔

فقہیہ: ۱۸ ”حَلَّى الْحَلَقِ، عَلِمَهُ“

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنے علم سے پیدا کیا۔“

**تحریر:** یہاں خلق یعنی وجود، انشاء ہے۔ انشاء یعنی فی المعروق، حکم نامہ کو

العامہ" (رواہ مسلم)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے ہزار سال قبل مخلوق کی تقدیر لکھ دی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا مرض پانی پر ہی تھا۔"

حقیقہ: ۲۰ "وَضَرَبَ لَهُمُ آحَالَا"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کیسے (یعنی آخری وقت) مقرر کر دیا۔"

تشریح: آجال، اہل کی جمع ہے۔ اہل کہتے ہیں کسی شے کی عمر کی مدت کو، یعنی حقوق میں سے ہر چیز کا ہوگی اور ان کی خدائی کا ایک وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ اس میں تقدیر کا خیر نہیں ہو سکتا جیسے یہ دو مقررہ وقت چائے جانا یا خیر نور انکا ہو جاتی ہے۔

قولہ تعالیٰ ﴿لِكُلِّ اٰجَلٍ كِتَابٌ﴾ (طہرہ: ۳۸)

ترجمہ: "ہر (عالم، نظام، کتاب) میں مرقوم ہے۔"

وقولہ تعالیٰ: ﴿وَاٰجِلٌ مَّسْمُومٌ هُمَ اَنْتُمْ لِعَمَلِكُمْ﴾

(الانعام: ۲)

ترجمہ: "اور ایک مدت اس کے پاس مقرر ہے پھر بھی تم شکرت نہ کرو۔"

اللہ تعالیٰ کا عظیم و مجید ہونا

حقیقہ: ۲۱ "وَلَمْ يَجْعَلْ عَيْبُهُ شَيْءً قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَهُمْ وَعَمَّ مَاهُمُ"

عالموں قبل ان نہ خلقتھم۔"

ترجمہ: "مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ پر کوئی چیز خرابی نہیں تھی اور وہ گویا کو پیدا کرنے سے پہلے جانتا تھا کہ لوگ اپنی زندگی میں کیا کچھ عمل کریں گے۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ جس طرح مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد ان کے ہر عمل سے واقف ہیں اسی طرح ان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی سے اللہ کو علم تھا کہ یہ دنیا میں آنے کے بعد کس قسم کے عمل کریں گے۔ کون کیا اور کب کیا عمل کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے یہ افرامہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے تمام امور کی ضروریات سے واقف ہیں، ان کے بارے میں تحقیق مدت حیات، انجام تمام چیزوں کا اللہ تعالیٰ کو مکمل علم تحقیق سے پہلے سے حاصل ہے۔

قولہ تعالیٰ ﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ غَلِيبٌ ظَافِرٌ﴾

(الحج: ۱۷)

ترجمہ: "بھلا جس نے یہ کیا وہ ہے خیر ہے؟ وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور (ہر چیز سے) آگاہ ہے۔"

تقدیر کا مقرر ہونا

حقیقہ: ۱۹ "وَقَدَرُ لَهُمُ اَقْدَارًا"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں مقرر و محین کر دیں۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا کہ ہر ایک کیسے قدر میں متعین فرمادیں، مدت، رزق، عزت، ذلت، فنا، و زوال اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر ایک کیلئے ایک امتداد اور مقدار متعین ہے۔

قولہ تعالیٰ ﴿اَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مَّعْنَهُ يَقْدَرُ﴾ (الحجر: ۴۹)

ترجمہ: "نہ نے ہر چیز امتداد کے ساتھ پیدا کی ہے۔"

قولہ تعالیٰ: ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كَتَبَ اِلٰہِا﴾

مُؤَلَّاهَا﴾ (ال عمران: ۸۵)

ترجمہ: "اور کسی نفس میں طاقت نہیں کہ خدا کے علم کے بغیر جائے (اس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے۔"

قولہ علیہ السلام: "قَدَرَ اللّٰہُ مَقَادِرَ الْعَالِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ"

السُّلُوٰتِ وَالْاَرَضِ بِحَسْبِ الْعِلْمِ سَفَاةٍ وَكَثَابَةِ عَرَشِهِ عَلٰی

قوله تعالى: ﴿هو الذي خلقكم منكم كافر و منكم مؤمن والّٰه  
بما تعملون بصير﴾ (التائب: ٧٠)

ترجمہ: ”وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا بھڑکائی تم میں کافر ہے کوئی مؤمن اور جو  
کچھ تم کرتے ہو خدا اسے دیکھتا ہے۔“

حقیقہ: ۲۲ ”و امرهم بطاعة و بھاہم عن معصية“

ترجمہ: ”اللہ نے بندوں کو اپنی طاعت کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے منع فرمایا۔“

تقریر: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو سب کا رہیہ پیش فرمایا۔ بلکہ ان کو احکام کا مکلف بنایا  
کچھ عبادت کا حکم فرمایا۔ بعض کاموں سے منع فرمایا۔ ان دونوں قسم کے امور کو جاننے کیسے  
شریت کا نام ضروری ہے۔

قوله تعالى: ﴿وما عصىٰ الجن والانس الا ليهيئو﴾

(الفرہات: ۵۶)

ترجمہ: ”اور ہم نے بنایا جنوں و انسانوں کو کہ وہ میری عبادت کریں۔“

**تقدیر اور مشیت الہی کا بیان**

حقیقہ: ۲۳ ”و کل شیء بحری تقدیرہ و مشیتہ و مشیتہ بعد

لامشیتہ لبعثاد، الا ماشاء لہم، فامشاء ہم کما، و ما ہم بشاء لم

یکس۔“

ترجمہ: ”کائنات کی ہر چیز اس کی تقدیر اور مشیت کے مطابق بنتی ہے۔ اس جہاں  
میں اسی کی مشیت نافذ اصل ہے۔ بندوں کی کوئی مشیت نہیں مگر جو ان کے لئے اللہ نے  
چاہا۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔“

تقریر: اللہ تعالیٰ جب کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ کائنات میں خوشی، غمی، نفع  
و نقصان، مصیبت و راحت، عزت و ذلت، فقر و غنا، موت و حیات، جو کچھ بھی حالات ظہور

پا رہا کرتے ہیں، سب اللہ تعالیٰ نے وہ مشیت کے تحت ہوتے ہیں۔ کسی میں بندہ اپنی  
مشیت کا دخل نہیں، جو اللہ چاہتا ہے اسی ہوتا ہے جسکو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ کافر کا کفر، فاسق  
کا فسق، تقدیر الہی کے مطابق ہے اسی کی مشیت اور وہ کس طاقت ہے۔ تو کافر کا کفر، فاسق  
تو ہے مگر اس کے ساتھ خواہ الہی وادبہ نہیں۔

قوله تعالى: ﴿و لا یرضیٰ لعبادہ الکفر﴾ (الرمر: ۷)

ترجمہ: ”اور وہ اپنے بندوں کیسے نافرمانی پسند نہیں کرتا۔“

قوله تعالى: ﴿و ما تشاؤون الا ان یشاء اللہ رب العلمین﴾

(النکیر: ۲۹)

ترجمہ: ”اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو خدا رب العالمین چاہے۔“

**اللہ کا فضل اور عدل**

حقیقہ: ۲۴ ”یہدی مس بشاء و بعصم و یعانی فصلا و یصل مس

بشاء و یعدل و یصل عدلا۔“

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کی بنیاد پر جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کی  
چاہتا ہے ضلالت فرماتا ہے۔ اور اہدایت دیتا ہے اور ہدایت نہ دیتا ہے۔ اور اس کی بنیاد پر جسے چاہتا ہے  
محروم رہا اور اس کی ناکامی میں مبتلا کر دیتا ہے۔“

تقریر: جب اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق اور مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کوئی چیز، جب اور  
بازم نہیں، اور دنیا میں جو چیز وجود میں آتی ہے اللہ تعالیٰ کے ارادہ و مشیت سے آتی ہے۔  
البتہ بندوں کو سب کی قدرت الہی ہے اور سب کی ہدایت و تکلیف ہے۔ سب کی ہدایت دے۔  
گناہوں سے حفاظت فرمے۔ ہدایت کی زندگی عطا فرمے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے  
اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہو، مگر اگر کس معاملہ میں گرتی رہے اس دے یہ سب  
اس کے عدل کا تقاضا ہے، چونکہ صبح بہتری قوت دینا ہے اللہ کے خدا لازم نہیں، اس لئے ہی

معاذ اللہ تعالیٰ کی طرف غلطی نسبت کرنا حرام ہوگا۔

قولہ ۲۰: "ما ضلوا معیاداً"

قولہ بعدی: "وہم ضلوا" کس جس حدیث کا (الحمدہ ۱۳)

ترجمہ: "اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے۔"

فقیدہ: ۲۵: "و کہیم یسئلون فی مشیتہ میں فصلہ وعدہ۔"

ترجمہ: "تم لوگ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت اس کے فضل و کرم اور عدل و انصاف کے، عین زندگی کے مختلف مسائل سے دوچار رہتے ہیں۔"

تفسیر: نفس کا معنی بطور اعتقاد دینا، نہ کہ معنی مساوات و برابری جس میں نہ کی ہو نہ یہ ذاتی تو بندہ جو مصائب و غیرہ آتے ہیں یہ بدل ہے اور نعمت کا فیضان جس کسی شکل میں ہو یہ اللہ کا فضل ہے۔

فقیدہ: ۲۶: "ہو معقل عی الاصلاح والاقتصاد۔"

ترجمہ: "اللہ ہر سال اور ہر شے سے بہتر تر ہے۔"

تفسیر: اللہ اوج ہے خدا کی۔ یعنی معارف و مقال۔ اللہ اوج ہے نہ کی یعنی شل شریک، یعنی اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی خدا ہے جو اس سے معارف و مقال نہ کرے اور نہ کوئی اس کا شل اور شریک سے بلکہ تجلہ اللہ تعالیٰ جو پہنچتا ہے وہی ہوتا ہے جو نہ ہے نہیں ہوتا۔

قولہ تعالیٰ: ﴿فَلَا تَحْضُرُوْهُ اِلَٰهًا وَّلَا تَعْبُدُوْهُ اِلَٰهًا وَّلَا تَعْبُدُوْا اِلَٰهًا سِوَہٗٓۤ اِلَٰہِہٖۤ عَلَیْہِ سَلَامٌ﴾ (الشعرہ ۲۲)

ترجمہ: "ہاں کسی کو خدا کا ہر نہ بناؤ اور تم پر نہ ہو۔"

وقولہ بعدی: ﴿وَلَوْ کَانَ ہٰکِیۡہٗٓ اَحَادًا﴾ (احزاب ۲۱)

ترجمہ: "ور کوئی اس کا ہر نہیں۔"

اس عقیدہ میں معتزلہ پروردے۔ اہل سنت و الجماعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کا کاسب ہے خالق نہیں۔ خالق اللہ تعالیٰ خود ہے بلکہ معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ خود اپنے افعال کا

سید احمد حسنی

خالق ہے، لیکن بندہ کو خالق افعال ہونے میں دوسری باتیں ہیں

(۱) بندہ بھی خالق اللہ بھی خالق تو اس سے بندہ و اللہ کے درمیان صفت خلق میں شرکت لازم آتی ہے حالانکہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔

(۲) جب بندہ اپنے افعال کا خالق ہوگا۔ تو بندہ کچھ کرے گا اور اللہ کا ارادہ کچھ اور ہوگا۔ مثلاً بندہ کھڑے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کا رد کرے گا جیسے کہ معتزلہ کا خیال ہے مگر اللہ کا ارادہ پورا نہیں ہوا اور بندہ کا ارادہ پورا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کا ہر اللہ کا معارض اور مخالف ہوگا حالانکہ نہ کوئی اللہ کا معارض ہے اور نہ شل اور شریک ہے اسی کو امام غلامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

فقیدہ: ۲۷: "لا رد لقصائہ، ولا معنی حکمہ، ولا عاب

لازمہ۔"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کو کوئی مانع نہیں سکا اس کے حکم کو کوئی ہٹا نہیں سکا، اور اس کے فیصلوں پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔"

تفسیر: اس کی قدرت کے سامنے سب ہر جز، کوئی طاقت اس کے فیصلہ کو نہیں ٹھکتی، اور کوئی طاقت اس کے حکم کو نہیں ٹھکتی بلکہ ہر چیز وقت مقررہ پر اس کے فیصلہ کے مطابق ہوگی اور کوئی طاقت اس کے فیصلہ پر غالب نہیں آ سکتی، غلامی کا کام یہ ہے کہ اس کا حکم اور فیصلہ اس کے ہر ایک کے فیصلہ پر غالب آتا ہے اس کے فیصلہ پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

قولہ تعالیٰ: ﴿مَا يَتَّبِعُ اِلَٰہُ مِنْ رَّحْمَۃٍ وَّلَا مَعْسُۃٍ ۚ مَا وَّجَدَہٗٓ اِلَٰہٌ مِّمَّنْ یَّسْتَعِیۡذُ بِہٖۤ مِنْہٗ﴾ (الطہر ۲۰)

ترجمہ: "خدا جو اپنی رحمت (کا روزہ) انھوں دے تو کوئی اس کو بندہ کرنے والا نہیں

اور جو بندہ کرے تو کوئی اس کو کھڑے والا نہیں۔"



هو به تعالى ﴿وَالله يَحْكُمُ لَا مَعْصِيَةَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ (الرعد: ۴۱)

ترجمہ: "اور خدا حکم کرتا ہے اور کوئی اس کے حکم کا رد کرنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔"

عقیدہ: ۲۸ "اما ہدیت کہہ، وانما اب کلام عدہ۔"

ترجمہ: "اسم تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا یقین کامل ہے کہ ہر چیز منہ بننے والی ہے۔"

تحریر: ایک مسلمان کا حق یہ ہے کہ جب اس کے سامنے اللہ کا حقد والا کی روشنی میں آجائیں تو وہ ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دے لہذا عقائد کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں کہ سب کچھ تقدیر خداوندی اور اس کی مشیت اور ارادہ کے ماتحت ہے تو مسلمان پر واجب ہے کہ ان تمام باتوں پر ایمان لائے۔ یہ ہم علوی رحمہ اللہ نے آخر میں اسی کا اقرار کیا بہمان مذکور تمام عقائد کو تسلیم کرتے ہیں اور ان پر ہمارا کامل ایمان اور یقین ہے۔

قوله تعالى: ﴿قُلْ كُلٌّ مِنْ عِندِ اللَّهِ﴾ (النساء: ۷۸)

ترجمہ: "کہہ دو کہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔"

رسول اللہ ﷺ پر ایمان

عقیدہ: ۲۹ "وان محمدًا (ﷺ) عبدہ المصطفىٰ ونبیہ

الحسبی، ورسولہ المرسلنی"

ترجمہ: "اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اس کے منتخب نبی اور پیغمبر ہیں۔"

تحریر: اصطلاحاً اجتہاد ارتداد سب قریب معنی الفاظ میں ان سب الفاظ کو جمع کر کے معنی اس بات کی طرف اشارہ کرتا چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا نبوت

در رسالت کے لئے انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ نبوت در سائر کائنات اپنے اقتدار سے حاصل نہیں کر سکتا یہ انسان کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ یہ محض عین حق و عدلی ہے جس کو اللہ تعالیٰ منتخب فرمائے وہی منتخب ہو جاتا ہے۔

قوله تعالى: ﴿عَبْدَهُ﴾

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے مخلوق میں صفت کمال، عہدیت میں کمال پیدا ہوتا ہے جس قدر عہدیت کامل ہوگی۔ اسی قدر اس کا دائرہ بلند ہوگا۔ چنانچہ مالک کی قرطب میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ صفت عہدیت کو ذکر فرمایا۔

هو به تعالى ﴿فَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ حَيْثُ وَلدَ سَلْهُ بَلْ عَادَ

مَكْرُومٍ﴾ (الانباء: ۲۶)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ ﷺ کو اسراء و معریت سے مشرف فرمایا۔ اس میں بھی آپ علیہ السلام کو صفت عہدیت کے ساتھ ذکر فرمایا۔"

قول رسول امرتہم آپ جبہ السلام اللہ تعالیٰ کے منتخب رسول ہیں۔ آپ علیہ السلام کی رسالت کی شہادت خود اللہ تعالیٰ دیتی ہے۔

قوله تعالى: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَرَكَّبَهُمْ وَعَلَّمَهُم الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَمَيِّ ضَالِّينَ﴾

(آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: "خدا نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس کو پاک کرتے اور خدا کی کتاب اور دینی سکھاتے ہیں اور پیغمبر کو تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔"

اور تمام معجزات سے بھی آپ کی رسالت کی تصدیق ہوتی ہے آپ کے کثرت معجزات

میں سے سب سے بڑا زندہ چارچہ قرآن کریم ہے۔ جو زمانہ نزول سے لیکر تاقیامت انبی تمام تر کمالات اور خوبیوں کے ساتھ کھارہی ہوئے پر اور جس ذات پر اتارا گیا اس کے رسول پر حق ہوئے پر گواہی دے رہا ہے۔

### عقیدہ ختم نبوت

عقیدہ: ۳۰ "وہ حاتم الانبیاء، و امام الاتقیاء و سید المرسلین۔

و حبیب رب العالمین "

ترجمہ: "آپ علیہ اسلام خاتم الانبیاء، امام الاتقیاء اور سید المرسلین اور پروردگار عالم کے محبوب ہیں۔"

**تحریر:** نبی کریم ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا جو ضروری بات دین میں ہے اس کا انکار کفر ہے لہذا ختم نبوت کا انکار کرنے والا کافر ہوگا۔ ختم نبوت قرآن کریم سے بھی ثابت ہے

قوله تعالیٰ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (الأحزاب: ۴۰)

ترجمہ: "محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں کے خاتم ہیں۔"

قوله عليه السلام: "أنا سيكوب من أمتي ثلاثون كذاون كلهم

يزعم أنه سي، وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي۔"

(إسرحه مسلم عن ثوبان رضي الله تعالى عنه)

ترجمہ: "مترجم میرے بعد امت میں کسی بھی نبی پیدا ہوئے گی یہاں تک کہ ہر ایک نبوت کا دعویدار ہوگا تا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

وقوله عليه السلام: مثني ومثل الانبياء، كمثل قصر احسن بناؤه

وترك موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بانه . الا

موضع تلك اللبنة لا يصبو . سواها فكيف انما سددت موضع

تلك اللبنة . و عظمي بي الشهد . و حتم الرمس

(إسرحه في الصحيحين)

ترجمہ: "میرے اور ذخیرہ انبیاء کی مثال۔ گو یا ایک مکان ہے، جس کو جو بصورت طریقہ پر بنایا گیا البتہ ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی، مکان کا نظارہ کرنے والے، نظارہ کرتے ہیں، اور مکان کے حسن پر تعجب کرتے ہیں۔ مگر اس اینٹ کی جگہ پر اس مکان میں اس کے علاوہ کوئی اور چپ نہیں۔ میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا اور میرے ذریعہ مکان کی تعمیر مکمل کی گئی ہے اور رسالت و نبوت کے سلسلہ کو ختم کیا گیا۔"

قوله عدم الانبياء: آپ علیہ السلام تمام متقین کے امام ہیں یعنی امت میں سے جو حق بننا چاہے اس پر آپ علیہ السلام کا اتباع لازم، اتباع سنت کے بغیر کوئی حق نہیں بن سکتا ہے آپ علیہ السلام کی بعثت اسی لئے ہوئی کہ بدگمان خدا آپ کی الٰہی اور کریں۔

قوله تعالى: ﴿فَلْيَنْتَبِهُوا لِلَّذِي عَمِلُوا فِي الْأَرْضِ وَاللَّذِي فِي بَنَانِهِمْ﴾

ترجمہ: "(اے پیغمبر لوگوں سے) آگے دیکھ کر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری خبر دی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا۔"

قوله عليه السلام: "إن يؤمن أحدكم حتى يكون هواه ثعلبا

حفت به . " (رواه البخاري)

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا ہے، جب تک اس کی خواہشات میری لالائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔"

قوله سيد المرسلين: جب آپ خاتم النبیین ہیں اور امام الاتقیاء ہیں تو اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ آپ ہی سید المرسلین ہیں۔

قوله عليه السلام: "أنا سيد ولد آدم يوم القيامة والول من بشق

ترجمہ: "میں قیامت کے وقت مومنوں کو دیکھ کر ہنس کر رہوں گا اور سب سے پہلے قبر سے اٹھنے والوں میں سے پہلے سزا دینے والے اور وہ پیدائش کے وقت جس کی سزا سنائی گئی ہوگی۔"

نوٹ: جب کہ ہمیں آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کے علاوہ غلیل بھی ہیں، جس طرح کہ ابراہیم علیہ السلام غلیل اللہ ہیں۔ آپ علیہ السلام کو صرف حبیب اللہ کہا اور نہیں اللہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہی سمجھنا پڑتا ہے۔

فَوَهِ عَلَيْهِ السَّلَام "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَبِیْبًا کَمَا تَحَدَّثُ اَبْرَہِیْمَ عَلَیْلًا" (رواہ مسلم و ابویہ و ابی داؤد)

غلیل کا معنی جسکی محبت روح اور دل کی گہرائی میں جڑت ہوئی ہو۔ یہ محبت کا اعلیٰ مقام ہے آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مقام حاصل ہے۔

عقیدہ: ۳۶ "فَکُلُّ دَعْوٰی السُّوْءِ بَعْدَہِیْ وَہُوَ یٰ"

ترجمہ: "آپ علیہ السلام کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور فحاشی پر مبنی ہے۔"

تشریح: "فی" ضد ہے رشد، ہدایت کی۔ "ہوئی" بمعنی غفلتی خواہش۔ یعنی جب رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا قرآن وحدیث سے صریح خصوصاً سے ثابت ہو گیا۔ اب اس سے حد قیامت تک جو بھی کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ دعویٰ باطل ہوگا۔ دعویٰ کراہی اس کے جھوٹے ہونے کی علامت ہے۔

فَوَہِ تَعَالٰی : ﴿ وَ مَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافًہٖ سُلٰسِیْنَ مَشْرِیْہٖ ﴾

(الباقی ۲۸)

ترجمہ: "(اے محمد) ہم نے تم کو لوگوں کے لئے خوشخبری نہ دے والا اور ڈرانے والا بنا دیا"

## آپ ﷺ کی بشت عوی ہے

عقیدہ: ۳۲ "وہو المبعوث الی عامۃ النہس و کافہ النوری بالنعس"

وایضاً: ویا سورۃ النساء

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ تمام جنات، انسان اور چرند و پستان کی طرف حق وحدانت، رشد و ہدایت اور نورانی کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے ہیں۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام جنات کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ ان کو قرآن کریم پہنچا کر تم میں اور ان کو کتاب و سنت کے احکام سکھا سکے اور ان کے عقائد کو باطل خیالات و بدعات سے پاک کرے ان کے اخلاق کو پاکیزہ بنائے۔ ان کے لباس میں اخلاص پیدا کرے۔

فَوَہِ تَعَالٰی ﴿ وَ مَا مَعَشَرَ نَحْسٍ وَاِلٰسِ اَبَہٗ یَانِکَہٗ رَسَلِ مَسْکَمَہٗ ﴾

(الاعلام: ۱۳۰)

ترجمہ: "اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کی تمہارے پاس تم ہی میں سے ظہیر نہیں آتے ہیں۔"

وَفَوَہِ تَعَالٰی ﴿ وَ مَا رَسَمْتُ لَکَ کَافَہٗ سُلٰسِیْنَ مَشْرِیْہٖ ﴾

(الباقی ۲۸)

ترجمہ: "اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری نہ دے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔"

اور آپ کو دین حق دیکھانے کے لئے بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اور قیامت تک اب دین اسلامی دین حق رہے۔

فَوَہِ تَعَالٰی : ﴿ لَا یَسْمَعُ لَی رَجُلٍ مِّنْ ہٰذِہِ الْاُمَمِ یَہُودِیْ وَلَا

مصرانی ثم لا يؤمن بي الا دخل النار" (رواہ مسلم)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس امت کا جو فرد بھی میری ہمت کی خبر سن لے گا ہے وہ یہودی ہو یا نصرانی پھر مجھ پر ایمان نہ لائے وہ آگ میں داخل ہوگا۔"

دین اسلام واضح و روشن دین ہے۔ اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط نہ کچی ہے نہ کسی قسم کی وجہیگی یا پائل صراط مستقیم ہے جو اس دین پر چلنے کا راہ کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہاں تک پہنچا۔

قوله تعالى: ﴿هو الذي أرسل رسولنا بنبيئين ودين الحق﴾

(الفتح: ۲۸)

ترجمہ: "وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی کتاب اور دین حق دیکر بھیجا۔"

### قرآن پامان

فقید: ۳۳ "وان القرآن كلام الله، مه بدا ملاكبه قولاً، و امر له عيسى رسولوه وحياء وصفه المؤمنون على ذلك حقاً، و امسوا انه كلام الله بالحقيقة، ليس بمخلوق ككلام البرية، فمن سمعه فمرع به كلام البشر فقد كفر، وقد دمه الله و عاه و اوعده بسفر حيث قال تعالى: ﴿صا صلبه سقر﴾ (المعشر: ۲۶) فلما وعد الله بسفر لس فل ﴿ان هذا الاقرب البشر﴾ (المعشر: ۲۵) علماً و ايقناً انه قول خالق البشر، و لا يشبه قول البشر"

ترجمہ: "بلاشبہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اس کی ذات سے بغیر کسی کیفیت کے یہ کلام ظہور ہوا اور اس کو اپنے رسول ﷺ پر وحی کی صورت میں نازل فرمایا مؤمنین نے حق سمجھے ہوئے اس کلام کی تصدیق کی اور انہوں نے اس بات کا یقین کیا کہ یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ مخلوق کے کلام کی طرح نہیں ہے، جس نے اسے نہ اور کہا کہ یہ کسی انسان کا کلام ہے

تو اس نے فکر کا رتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ سے ایسے انسان کی خدمت کی ہے اور سکا عیب بیان کیا ہے، اور اسے جہنم کے عذاب سے ڈرایا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "مترقباً سے واصل جہنم کروں گا۔" (المعشر: ۲۶) اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے "یہ تو انسان کا کلام ہے" (المعشر: ۲۵) کہنے والے کو جہنم میں ڈالنے کی وعید نہ دی ہے، اس نے ہم نے اس حقیقت کو جان لیا اور یقین کو یہ کہ یہ حق بشر کا قول ہے اور یہ انسان کے کلام سے مشابہ نہیں ہے۔"

تقریباً: باری تعالیٰ کی جہاں دیگر صفات ہیں ان میں سے ایک صفت کلام ہے تو اللہ تعالیٰ عظیم ہے، مگر اس کا کلام ہمارے کلام کی طرح نہیں ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مثال ہے ایسے اس کی جملہ صفات ہے مثال ہیں، تو قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، جس پر ایمان لانا فرض ہے، اس کا انکار کفر ہے بلکہ اس کے کسی ایک حرف کا انکار بھی کفر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم ہے، مگر اس کے کلمہ فرماتے کی کیا کیفیت ہے؟ اس کا یہ طریقہ ہے اس سے ہم ناواقف ہیں، ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ کلام الہی ہے۔ یہ مخلوق کے کلام کی طرح نہیں ہے۔

یعنی جس طرح ہم نہ اور زبان سے کلمہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے کلمہ اس کیفیت سے مختلف ہے، اس کو کلام ظاہری دھما اللہ بیان فرماتے ہیں کہ "ہذا صلا کلبیہ" کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ سے صادر ہوا ہے بلا کیفیت کے "فسو" لفظ سے متحرک پر ہے جو بول کہتے ہیں کہ "قرآن" کا تہذیب و متناہب اللہ نہیں ہے، بلکہ قرآن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف متحرک ہے جیسے "سب نہ" اور "سہ نہ" نیران سے یہ بھی حقوق ہے کہ قرآن بطور تکمیل حضرت جبرائیل کے قلم پر وارد ہوا پھر انہوں نے اس کو اپنی زبان سے تمثیل کیا "سہ" سے پہلے تو یہ کہہ لیا کہ دوسرے قول کے تہذیب کر دی گئی تاکہ کو برأت نہ ہو اس کو کجا نہ ہو محمول کرے گی، جیسے فرما رہی ہوں ہے ﴿و کلم اللہ موسیٰ نکلیتاً﴾ اس سے



ولایسہ کلام البشر

قرآن فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہے۔ اس جیسے کلام کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قرآن کا زہن اعلیٰ مقام پر ہے۔ لہذا نزول قرآن کے زمانہ سے آج تک سری دنیا اس کی مثل لانے سے عاجز ہے۔ لہذا اس کو کسی طرح کا انسانی کلام کے مشابہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔

قوله تعالى: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُلْقِيَ الْكِتَابَ فِي الْفُجَاءِ﴾ (النساء)

ترجمہ: ”اور خدا سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے۔“

قوله تعالى: ﴿وَنُفِثَ كَلِمَاتُ رَبِّكَ صَفَاحًا وَعَدْلًا﴾

(الانعام: ۱۱۵)

ترجمہ: ”اور تبارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔“

**رب تعالیٰ کا اہل جنت کے ساتھ ہم کلامی**

قوله ﷻ: ”بِإِذْنِ اللَّهِ هِيَ فِي عِصْمِهِمْ أَوْ سَطْحِ لُهُمْ مَوْجِعًا“

انصاف و ہم آواز شرب محل جلالہ، قد اشرف عیہم میں موفہم،

فَعَالِ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ يَا هُنَّ حُجَّةٌ، وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى سَلَامٌ قَوْلًا

مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ، هَلَّا يَشْفِقُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا هُمْ فِيهِ مِنَ النِّعَمِ،

مَا ذَا مَوْجِعًا يَنْظُرُونَ فِيهِ حَتَّى يَحْتَسِبَ عَلَيْهِمْ وَيَقِي بِرُكْنِهِ وَبُورِهِ۔“

(رواہ ابن ماجہ وغیرہ)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دور اس کے اہل جنت اپنی نعمتوں اور راحت و سرور میں کتنے بے گنت، اچانک ایک نور خاہر ہوگا وہ نظر انداز کر اس طرف دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر نگر کر فرمائیں گے کہ آپ کی جانب سے، اور کہیں گے، ”اسلام عسک یا اہل جنت“ یہی تفسیر ہے اس ارشاد باری کی ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ﴾ رب کریم کی

طرف سے سلام پیش ہوگا۔ اہل جنت دیر الچی میں اس طرح خود ہو گئے کہ اپنی تمام بہت نعمتوں کو بھول جائیں گے، یہاں تک حجاب کا پردہ دور ہوا ہر حاکم ہو جائے گا اس ویداری برکت اور نور پائی رہ جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا عبادت ہو، اور اللہ تعالیٰ کا یہ کلام انسانی کلام کے ساتھ کسی طرح مشابہت نہیں رکھتا ہے۔

**اللہ تعالیٰ کے مفتوح کلام کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ:**

مفتوح کلام کے متعلق عربی یا اقوال منقول ہیں ہم طوالت سے بچنے ہوئے صرف اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

”انہ تعالیٰ، لم یزل متکلم ادا شاء، ومتی شاء، وکیف شاء، وهو

بشکلہ مصوت یسمع، وان یسوع انکلام قدیم، و بسم یسک

الصوت المصنوع قدیم، وهذا هو المأثور عن الیمة الحدیث“

کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے شکر میں، جب چاہے، کیسے چاہے، جس طرح چاہے، وہ کلمہ

فرماتے ہیں ثانی دینے والی آواز کے ساتھ، اور اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے، اگرچہ یہ متعین

آواز قدیم نہیں ہو۔

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی

ذات کے ساتھ قائم ہے یا پر امام دی و حر اللہ تعالیٰ کا قول دلالت کر رہا ہے

”انہ تعالیٰ لم یزل متکلم ادا شاء، وکیف شاء، وان یسوع کلامہ

قدیم۔“

”نعم، لا کسر“ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں یہی

ارشاد فرمایا

”وقرآن فی المصاحف، مکتوب، وی القلوب محفوظ، وعلی



## مشرقیں دیدار الہی

مشرقیں رویت باری تعالیٰ ہوگی، اس پر بھی سب کا اتفاق ہے البتہ یہ شرف کسی کو حاصل ہوگا، اس بارے میں تین اقوال ہیں

- (۱) فظا اہل ایمان
- (۲) تمام اہل مشرق مؤمنین اور کفار سب دیدار کریں گے اس کے بعد سے کفار رویت حاصل نہ ہوگی۔
- (۳) مؤمنین کے ساتھ منافقین کو بھی رویت حاصل ہوگی کفار کو نہیں۔

## اہل جنت کو ضرور دیدار کا شرف حاصل ہوگا

تمام اہل ملت اس بات پر متفق ہیں کہ جنت میں مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوگا۔ البتہ جمیع معزز و خوار، اور امیہ اس کے معکر ہیں یہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے جنت میں دیدار الہی کا انکار کرتے ہیں، اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جب کسی کو دیکھا جاتا ہے تو رویت کیلئے کچھ شرائط ہیں (۱) دیکھنے والے میں دیکھنے کی قوت ہو (۲) جس کو دیکھا جائے وہ روشنی میں ہو (۳) سامنے کی جہت میں ہو (۴) مخصوص مسافت پر ہونے پر زیادہ دور ہونے پر زیادہ قریب بلکہ مناسب فاصلہ پر ہو، چونکہ اللہ تعالیٰ جہت سے منزہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی رویت ممکن ہو سکتی، لیکن اہل حق یہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ رویت ہوگی اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے خود ہی کہ رویت ہوگی، مؤمنین جنت میں رویت باری تعالیٰ کا شرف ضرور حاصل کریں گے تو ایک مسلمان کافر یا یہی ہے کہ فورا چوں چہ کے بغیر اس بات کو مانے یہ یقین کر لے پختہ ایمان لانے باقی اس رویت کی کیفیت یہ ہوگی اس کو ظہر الہی کا حوالہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہوگی۔

## اہل ملت کے دلائل

قولہ تعالیٰ: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس ۲۶)

ہے جہاں نصوں نے ارادہ کیا، ہم اپنی ارادہ کی وجہ سے مانیں گے اور اپنی خواہش سے تو ہم کر کے اس میں دخل نہیں، یہ گے اس لئے کہ اس سال کا دین ہی صورت میں محفوظ رہ سکتا ہے جب وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پرہیزگاروں اور مشیختہات کے علم ہلکے راہنیں پر چھوڑے۔

## دنیا میں دیدار الہی ممکن نہیں

**تحریر:** تمام ملت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیا میں رہے ہوئے کوئی اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکتا، یعنی اس دنیا کی انگوٹھوں میں وہ قوت ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ معراج کی رت رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں، اس میں صحابہ کرام و تابعین کا اختلاف ہے، ایک جماعت روایت کے کاکل ہے تو دوسری جماعت عدم روایت کے کاکل ہے۔

وحسبک القاصی عباسی فی کتابہ "الشفاع" اختلاف الصحابة  
رعى الله تعالى عبده ومن بعده في رؤيه الله وانكار عائشة  
رعى الله عبد لا يكون الله في ربه نفس ربه ونيها فالت  
مسروفي حبس ساجد، هل في محمد، ربه؟ فالت لقد وقع  
شعري مصافحت، ومن حدثت - محمد رأى ربه بعد كذب  
(أخرجه البخاري: ۴۸۵۵) ثم قال وقد جمعا قول عائشة  
ورعى الله عبدا، وهو المشهور عن ابن مسعود، موسى هريه  
واعتشبه عبده، وقال بانكار هذا وامتناع رؤيته في الدنيا، جماعة  
من المسحدين وعباده، وبتكلمين وعن ابن عباس رعى الله  
عبده، ربه في ربه عبده (أخرجه البخاري: ۴۷۱۶) وروى عطاء  
عبده، ربه بقلبه نوح. (مذهب شرح عقيدة الطحاوي به)



سبحانہ اللہ  
ترجمہ: جن لوگوں سے نیکو کاری کی اس نیکی بھاری سے اور (حزبِ حق) اور بھی۔  
رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی تحسیر میں یہی فرمایا کہ: "جنتی" سے مراد جنت ہے۔  
"زیادۃ" سے مراد آپ کریم کا یہ ارہ ہے۔

"رَوَى عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ أَحْسَنُوا الْحَسَنَى وَرَبَادَةً فِيهِ (يُؤْتِي ۖ ٢٦) قَالَ ۖ دَحْوَ  
هَلِ الْحَقُّ الْحَقُّ وَأَهْلُ الْبَارِ الْبَارِ، مَادَى سَادَ أَهْلُ الْحَقِّ، إِنَّ لَكُمْ  
عِنْدَ اللَّهِ مَرْعَدًا وَبَرِيدًا، يَنْحَرُ كَمَوْهٍ يَقُولُونَ مَا هُوَ؟ أَلَمْ يَنْقُلْ  
مَوَارِيسًا، وَيَبْعَثُ وَجُوهًا وَيُدْخِلُهُمْ الْحَقَّ، وَيُخْرِجُهُمْ الْبَارِ؟  
فَيَكْتَفِي الْحَقَّابِ بِطُورِهِ، أَيْهَ مَا أُعْطَاهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ  
النَّظَرِ إِلَيْهِ وَهُوَ الرِّيَادَةُ."

(مسلم ۸۹۱ باب الثواب رؤیة المؤمنین فی الآخرہ رحمہم سعادمہ و معانی)  
صہیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی سخاوت  
فرمائی، جو حسو الحسنی و ریادہ، پھر رشتہ دار کو کہ جب اہل جنت جنت  
میں داخل ہوتے اور جہنمی جہنم میں، تو ایک نماز کرنے والا تار کا گے کا کہ اسے اہل جنت  
تہوار سے لئے اللہ کا ایک وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرما تاچہ بتا ہے تو جنتی نہیں گے وہ  
کون سا وعدہ ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بیکس کا پلڑا بھاری نہیں فرمایا کیا ہمارے  
چروں پر روشنی نہیں بخشی، کیا ہمیں جہنم سے بچا کر جنت میں داخل نہیں فرمائے؟ اتنے میں اللہ  
تعالیٰ عجب نادر و بٹاویں گے۔ جنتی اللہ تعالیٰ کا دیا رفر، نہیں گے، نہ تک جنتی نہیں ان کو  
ملی ہوگی دیا رانی کی نعمت سب سے اعلیٰ ہوگی "زیادہ" سے یہی دیا ر مراد ہے۔

**مکرمین رویت کی دلیل کا جواب**

مکرمین اس آیت سے استدلال کرتے ہیں

قوله تعالى: ﴿لَا تُلْزِمُوهُمَا الْإِيمَانُ﴾ (الأنعام ۱۰۳)

وہ یہ کہنے لگی: آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کو کیسے جنتی میں ہے بل سنت کی طرف سے  
اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اس آیت سے طیف طریقہ پر رویت دہری ثابت ہو رہی ہے وہ  
اسلئے نہ رویت دہری تو ہوگی البتہ انھیں اللہ تعالیٰ کا حال نہیں کر پائیں گی، اللہ عزوجل کا  
حقانی وعدہ رویت نہیں بلکہ مراد ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ آیت کا مطلب ہے کہ دین میں رہتے ہوئے انھیں اللہ  
تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی، انھوں میں رویت ہی نہیں ہے، جہاں آخرت کا تعلق ہے اللہ  
تعالیٰ خود دیکھنے کی قوت پر ابھرا دیا میں جس سے وہ دیکھ سکتے، قرآن وحدیث کی  
صراطِ نصوص کی موجودگی میں رویت کا انکار نہ ضرورت چاہئے۔ تاہم جگہ قول رسول اللہ  
ﷺ بلا شک و شبہ نا فرض ہے اس کی کیفیت کیا ہوگی؟ وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے بندوں کو  
اس کا علم نہیں دیا گیا۔

**حجید:**

البتہ یہ خیال رہے کہ رویت کا مفید و پختہ کرنے ہوئے پایا جان کرتے ہوئے عیش و حیاں  
میں بھی یہ تصور نہ لے کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرف ہوں گے، کیونکہ پہلے جان ہو چکا ہے کہ  
اللہ تعالیٰ کسی کے مشابہ نہیں ہے نہ کوئی اللہ کا مشابہ ہے، بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی  
شان کے مطابق اللہ کا دیا ر ہوگا۔

**ٹھوک و شبہات سے اجتناب لازم ہے**

حقیقۃً: ۳۶ "وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ بِالسَّلَامِ وَلَا عَمَىٰ صِهْرٍ مُّسْتَسِيمٍ  
وَالِاسْتِلَامَ فَسْرًا عِلْمَ مَحَاطَرِ عَمَلِهِ، وَنَمَ يَقَعُ بِالْمُسْتَسِيمِ  
مَهْمَةً، حَاجِبَةً مَرَامَهُ عَنِ خَالِصِ التَّوَحُّدِ، وَصَافِي الْمَعْرِفَةِ  
وَصَحِيحِ الْإِيمَانِ، فَهَذَا يَدْبُرُ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ وَالتَّصَدِيقِ

والتكديس والافسار والاسكار. مومو سائناها شاكالا  
مومامهيدقا ولاجا حله مكذبا. ٤٠



کیفیت کا ہمیں علم نہیں اس لیے اس علم کو اللہ تعالیٰ کا جو رکھتا ہے۔

والله اعلم بالصواب

یعنی جو شخص ان دو باتوں سے اجتناب نہ کرے وہ گمراہ ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے صفات کی نقلی کرتا تاویل کے ذریعہ یا تاویل، ثابت شدہ صفات کی نقلی طرح ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو کسی وصف میں مخلوق کے ساتھ تشبیہ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح ہے، یہ بھی غلط ہے۔

صفات باری تعالیٰ کی تاویل سے متعلق امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک جو درحقیقت تمام صحابہ کرام، تابعین صحیح تابعین، ائمہ دین یعنی جمہور سلف و خلف کا مسلک ہے، وہ یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ جو قرآن و حدیث سے ہیں ان میں کوئی تاویل بھی نہیں کریں مگر تاویل کے نام پر انکار بھی نہیں کریں گے۔ جیسے قدریہ اور مصلحہ کرتے ہیں۔

كما قال الامام رحمه الله تعالى "في فقه الاكبر" "وه بدووجه ونفس، فمما ذكره الله تعالى في القرآن من ذكر الوجه، واليد، والسنن، فهو له صفات، بلا كيف ولا يقال ان يده، قدرته او سمعته، لان فيه ابطال الصفة، وهو قول اهل القدر، و لا عبرة، سكت يده صفة بلا كيف، ونفسه ووصاء صفات من صفة بلا كيف.

(الفقه الاكبر مع شرحه لملا علي قاري ۳۶ مطبوعه مصر)  
امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے "فقد اكبر" میں فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کیسے "یہ"

"فقد اكبر" اور ان کے ذکر کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے صفات ہیں، اس کی کیفیت کا ہمیں علم نہیں مانتی "یہ" کی تاویل کرنا کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفت اور قدرت ہے جیسے معتزلہ اور قدریہ کہتے ہیں، یہ تاویل بالکل خطا ہے۔ کیونکہ اس سے ان صفات کا ابطال لڑ رہا ہے، اس کے ہم یہ کہیں گے، یہ تمام اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اس کی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اسی طرح، غصب اور رضاء بھی اللہ تعالیٰ کے ان صفات میں سے ہیں جن کی کیفیت کا ہمیں علم نہیں۔

### اللہ تعالیٰ صفات واحدانیہ کے مالک ہیں

قوله بضم وصف بصفات الواحدانية

اس سے اوپر کی بات کی وضاحت مقصود ہے کہ بظاہر یہ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روایت تو ہوگی مگر مخلوق کی روایت کی شکل نہیں، لہذا اگر روایت کا انکار کرے تو غلط اور روایت، ان ترتیب کا طریقہ اختیار کریں گے تو غلط و آخر ایسا کیوں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا ہے اس کی صفات بھی یکتا ہیں، ذات و صفات دونوں میں ہی واحدانی ہے، نہ ان کی کوئی شکل ہے نہ میں جو نقل و حمل و انداز و احوال و احوال و احوال

### جہات مت اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتیں

عقیدہ ۳۸: تعالیٰ الله عز وجل لا يحاط به بالصفات، ولا الاركان والاعضاء والادوات، لا تحويه الجهات الست كسائر المخلوقات۔

ترجمہ: اللہ عزوجل اصل حدود و قیود و اعضاء و ادوات سے بالاتر ہے، نہ نہی، عام اشیاء میں جہات مت اس پر حاوی ہیں۔

تحریر: قول تعالیٰ عن اللہ و ادوات مخلوقات کو جہات مت غیر سے ہوئے ہوتے ہیں فرق تحت و خلف، قدم، یمن، شمال، یمن اللہ تعالیٰ کو جہات مت نہ ہی نہیں ہو سکتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے ہر لحاظ سے ممتاز اور جدا ہیں دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود جہات

مرحوم عبداللہ  
کے خالق ہیں، اور جہات مخلوق میں مخلوق خالق کا احاطہ کر سکتی ہیں۔

قوله العبادات الخ غایت سے مراد نہایت ہیں جو کہ جسم کے لازم میں سے ہیں یعنی خطر مرگ و موت کے، اور عبادت، کے خالق کو بچانا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کی کوئی ایسی تعریف نہیں ہو سکتی جو اللہ تعالیٰ کی حدود بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات کو صحیح کر دے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بچکانہ صفات کے ذریعہ ہوگی۔

قوله الارکان الخ اللہ تعالیٰ ارکان سے منسوب ہے کیونکہ کن تو صیغہ کا جز ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اعداد و صبر، اللہ کی ذات تجزی کو قبول ہی نہیں کرتی۔

قوله الاعضاء الخ اللہ تعالیٰ اعضا اور جوارح سے بھی پاک ہے، کیونکہ یہ ترتیب کو مستلزم ہے اور مستلزم حد و انتہا ہے۔ جبکہ اللہ پاک کی ذات ازلی اور ابدی ہے۔

قوله الاوقات الخ یعنی جس طرح انسان سمجھنے کیلئے آنکھوں کا کھانا ہے، بچانے کیلئے ہاتھ کا کھانا ہے سو پتے نیلے دل و دماغ کا کھانا ہے اللہ تعالیٰ کو جس طرح کے آلات و اسباب کی ضرورت تھی، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی اہمیت و ارمائے کی بھرپور اللہ تعالیٰ کسی چیز کا کھانا نہیں۔

قوله تعالى و له عسی و سمع و بصر و (محمد ۳۸)  
ترجمہ اللہ تعالیٰ نے عسی اور سمع و بصر۔

باقی اللہ تعالیٰ کے شمس، عباد کا تہذیب و تمدن میں آئے۔

كفوفه بعداني و له عسی و سمع و بصر و (ص ۱۰)  
ترجمہ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

و كقولہ تعالى ﴿فمن وجه الله﴾ (البقرة: ۱۱۵)

و كقولہ تعالى ﴿فمن تعلم مني ما تعلم مني﴾ (البقرة: ۱۱۵)

ترجمہ: جو بات میرے دل میں سے تو اسے جانتا ہے اور جو میرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا۔

قوله ﴿ان قلوب بني ادم بين اصبعين من اصابع الرحمن﴾  
كذلك واحد بصرفه كعب يشاء۔ (رواه امام احمد، ومسلم)

ان کا ہم اقرار کرتے ہیں، مگر اس کا کام اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات کے طور پر تسلیم کرتے ہیں، ان کی کیفیات کا کام اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ہمیں نہیں۔

معصوم، ممد اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ کے ذریعہ منزل پر درخشا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جسم اور اعضا و جوارح ثابت کرتے ہیں تو معصوم ممد اللہ تعالیٰ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں لوازم بشریت میں سے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہیں بشری صفات سے منزہ ہیں۔

### اسراء و معراج پر ایمان

عقیدہ ۳۹ بوالمرح حق، وقد سري نحيي و عرج بشخصه  
في الجنة في سماء له حيث شاء من العلى، و كبره الله  
بما شاء، و لوحى اليه ما لوحي، و ما كذب البؤاد ما راى، فصلى الله  
على مني الاخرة والاولى۔

ترجمہ معراج برحق ہے، نبی کریم ﷺ کو رات کے وقت میر کرائی گئی ہے، اور نبی کریم ﷺ کے عالم میں سمان کی طرف آپ کے حیدر اطہر کو اٹھایا گیا، پھر بندہ یوں پر اللہ تعالیٰ نے جہاں تک چاہا ہے چاہا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مشاء کے مطابق آپ کو عزت بخشی، اور آپ پر بندہ کی جانب دینی کی جو کوئی کی۔ اللہ تعالیٰ کی رسول اللہ ﷺ پر رحمت نازل فرمائے دنیا و آخرت میں۔

## معراج

**تشریح:** معراج بروز نفل اور عروج سے ماخوذ ہے، یعنی وہ جسکے ذریعہ اوپر چڑھا جائے وہ بزرگی کے قائم مقام ہے، لیکن جس کی اس کیفیت کا علم نہیں ہے، اس لئے اتنی بات پر ایمان لانا فرض ہے کہ ایک آدم جس کے درویش آپ کو اوپر لے جایا گیا، آگے اس کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کریں۔

یہاں مفتی صدیقی مراد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بیداری کی حالت میں جسم اور روح کے ساتھ آسمانوں پر سے جایا گیا، اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا بازو اکرام فرمایا اور جواکام چاہے چڑھ دی آپ کو خطہ فرمایا جو کچھ ناظر پہنچنے لگے اپنی نگاہوں سے دیکھا دل نے اس کو نہیں چھوڑا، اسراء و معراج کے وہ قد کی نگاہ جب جائز نہیں کھنڈیہ کفر و کراہی ہے، اس کے اسراء و معراج کے بارے میں جو کچھ ثابت ہے، سب پر کامل ایمان مانتے ہیں، اور سب باتوں کی تکمیل تصدیق کرتے ہیں۔

## معراج بیداری کی حالت میں جسم اطہر کے ساتھ ہوئی

قوله تعالى ﴿سبحان الذي اسرى عبده ليلا من المسجد الحرام

الى المسجد الاقصى﴾ (سورة اسراء ۱)

ترجمہ: وہ (امت) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا۔

یہ امت اس بات کی وضع دلیل ہے کہ معراج جسمانی طور پر ہوا، کیونکہ جب جسم اور روح کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے یا پیسے آپ علیہ السلام کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ اس کی کیا عکس ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ اعلم، بقا ہر اس کی عکس ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عروج کی تصدیق کیلئے میرا ہوا، جب آپ علیہ السلام نے قریش کو معراج کے واقعہ کی خبر دی تو قریش نے آپ سے بیت المقدس کے اوصاف پوچھے

آپ علیہ السلام نے اس کے سامنے بیت المقدس کا چاند نقش پیش کیا، نیز قریش کا جو کافہ ملک شام سے وہاں پہنچتا تھا اس کے متعلق خبر دی، اس سے آپ علیہ السلام کی تصدیق سنی گریز و راستہ کدھرم سے معراج ہوتا تو یہ کشت حاصل نہ ہوتی تھی۔ اسراء و معراج کا واقعہ قرآن کریم کے علاوہ بہت سی صحیح احادیث میں اس کا تفصیل ذکر ہے مثلاً ۵۲۶۵، بخاری ۵۴۸، و دیگر، لہذا اسراء کا معجزہ قرآن کریم کے نص قطعی کے منکر ہونے کی حدیث کا نثر ہے، جس معراج کا منکر مبتدع وہ گمراہ ہے مسلمانوں پر ارم ہے دونوں کے حق اور کج ہونے پر پختہ ایمان لائیں۔

## حوش کوثر پر ایمان

عقیدہ ۱۰: والحوصلہ الذی اکرمہ اللہ تعالیٰ بہ عبداً لامتناہ حق۔

ترجمہ: وہ حوش برحق ہے جس کے آواز چہرہ مت کی میری کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت بخشی۔

**تشریح:** اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر جو ہے بہ انوار و کرامت فرمائے ہیں ان میں سے ایک حوش کوثر بھی ہے۔ حوش کوثر کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

قوله تعالى ﴿إنا انزلنا عليك الكتاب فصل ليلتك والضحى﴾

(مکثور ۱۰۲)

ترجمہ: (اس محمد ﷺ) ہم نے آپ کو کوثر دیا، فرمائی ہے تو ہے پر اور نگاہ کیلئے نور چاھا کریں اور قرآنی کیا کریں۔

واقعیت کوثر بیت میں ایک نیر ہے، حوش کوثر میر کی ایک شمشیر ہے، چکا پانی بودھ سے زیادہ سفید، ریم سے زیادہ غضبناک، امید سے زیادہ متحہ، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے، وہ بہت وسیع و عریض حوش ہوگا۔ اس کی ہر جانب ایک وہ کی مسرت ہوگی۔

قوله ﴿إنا ندر حوصی کما بین الی صحاء من الیہ﴾ ۱۰۰



معاذ اللہ! فرقہ فساد میں اس قسم کے غمخیز ہیں۔

عقوبہ ؟ یہ کہ جہاد جہاد ہی میں ہے ۔ یہ جہاد  
 ”جہاد“ اصطلاحاً اسلام اور ادا دہم کے جہادوں کے لئے مخصوص ہے ۔

عقيدته ٤٣. وقد علم الله تعالى فيما لم يرل عدد من يدخل الجنة وعدد من يدخل النار، بحكمة واحدة، فالله يرى ذات العدد ولا يقفص منه.

کشف به عالمی و واحد، مبدءی از من صبور و به شریحه  
و اشهدهم علی انفسهم انست برکم قالوا ای شهادت - مع  
یوم اقامه ا کتا عن هذا قالوا (انرا ف ۹۷۲)

ترجمہ اور چھپ تھا رہے پورا کارنامہ کے نئی تہذیب سے نئی چھٹیوں سے نئی دنیا کی دنیا کی نئی  
 ان سے خواران سے ملتا ہے میں اقرار کریں (یعنی ان سے چھپا)۔ (یاسین) چھپا رہا وہ کارنامہ  
 نہیں ہوں وہ کہتے ہیں کہ ہم وہاں ہیں (کہہ رہا ہے وہ کارنامہ ہے) (یہ قرآن سے  
 کر رہا تھا) کہ قیامت کے دن (نہیں ہیں) نہ کہہ سکتا کہ وہاں ہے نہ کہہ سکتا کہ وہاں ہے نہ کہہ سکتا کہ وہاں ہے۔

و فرقة "ب" ستة أعضاء من ضمنهم ٢٥ شخص بوجه عرقلة،  
فأخرج من صلبه كل فرقة ذراها فشرها بين يديه ثم كلمهم  
قائلاً: قال الحب ربكم قائم أشي شهداء"

ترجمہ: میں نے رسولِ فرماؤں کو اللہ تعالیٰ نے عہد کے دن تمہارے مقام پر

وقوله ﴿...﴾ ما من نفس مغفوة إلا كتب الله مكانها من الجنة والسائر، والأقد كُتبت شقية أو سعيدة، فقال رجل يا رسول الله أفلان تمكث على كتاباء ويدع العمل ؟ فقال من كان من أهل السعادة فيصير إلى عمل أهل السعادة. ومن كان من أهل الشقاء فيصير إلى عمل أهل الشقاء. الحديث (معنى عنه)



ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی انسان دنیا میں کسی خاص شے کے متعلق دنیا میں سے پیسے کی لکھ دیا کرتی ہے یا جنسی۔ اسی طرح وہ جنت میں یا جہنم جنت ایک شخص نے سوال کیا رسول کیا ہم تقدیر پر اقتدار کے عمل نہ چھوڑیں تو آپ صلیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو اس حدوت میں سے ہوگا اس کو عذاب سزا دے گا۔ نے اہل کی توفیق ہوئی اور جو اس شقاوت میں سے ہوگا۔ مقترب شقاوت دے گا اہل اس کے لئے سزا دے گا نہیں گئے۔ (بخاری و مسلم)

عقیدہ ۱۴: "وَكُلُّتِ الْاَعْمَالُ فِيمَا عَمِ سَهْمُ اَنْ يَفْعَلُوهُ وَكُلُّ مِهْرٍ لِمَا حَقَّقَ لَهُ وَالْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ، وَالْمَسْجِدُ مِنْ سَعْدِ بَقْعَاءِ اللّٰهِ وَالشُّعْلَى مِنْ شَقَى بَقْعَاءِ اللّٰهِ۔"

ترجمہ کسی حرم لوگوں سے وہ اہل بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں جو ان کو مستقل میں مراجم دے رہے ہیں، ہر دنی کو کسی کام کی توفیق دیتی ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا۔ غلام کا دارخاند پر ہے، ایک جنت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ایک جنت ہو اور بد بخت وہ ہے جو جنت دانی سے بد بخت ہو۔

**تحریر:** جتنی ہر انسان نے پیدا ہونے کے بعد سے موت تک کون سے اعمال انجام دیا ہے یہ پیسے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے پیدا ہونے کے بعد ہر ایک کو اس فعل کی توفیق ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تقدیر میں لکھ دیا گو یا کہ اس انسان کو انہی اعمال کیلئے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ اعمال اس کے لئے آسان کر رکھے اعمال کا دارخاند پر ہے جنت گزشتہ عمر میں جتنی اعمال کرے خداوند جتنی عمل پر ہو تو وہ اہل جنت میں سے ہے اور اگر جنسی اعمال پر جائز ہو تو وہ بھی ہے۔

شقاوت و عداوت اللہ تعالیٰ کے تقدیر کے مطابق جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کیا نہ پیدا ہونے کے بعد اس قسم کے اعمال مراجم دے گا۔

قولہ بعدی: "وَمَا يَنْتَظِرُ اَنْ يَفْعَلُوهُ" (رواہ مسلم)  
ترجمہ جس روز وہ آپ کا تو کوئی شخص خدا کے علم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا جہن میں سے کچھ بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔

وفان ﷺ: "اعملوا فكل ميسر لما خلق له" (رواہ مسلم)  
ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمل کرتے ہو ہر ایک کو اسی عمل کی توفیق ہوئی جسے لئے وہ پیدا کیا گیا۔

### مسئلہ تقدیر پر ایمان

عقیدہ ۱۵: "وَأَصْلُ الْقَدْرِ سِرُّ اللَّهِ تَعَالَى فِي حِفْظِهِ، لَمْ يَطْمَعِ عَيْنٌ دَالَتْ مَلَكَ مَقْرَبٍ وَلَا سِيَ مَرَسِلٍ، وَالتَّعَقُّقُ وَالنَّظَرُ فِي دَنَاءِ تَرْبِيعَةِ الْخِطَلَانِ، وَاسْلَمَ الْحَرَمَانِ، وَفَرَجَةُ الطُّغْيَانِ، فَالْحَدِيدُ كُلُّ أَحَدٍ، مِنْ دَنَاءِ نَفَرٍ وَفِكَارٍ وَوَسْوَءِ فَاةٍ، لَمْ تَعْلَمْ صَوِي عَمِ الْقُدْرُ عَنِ اسْمِهِ، وَنَهَا هُمْ عَنْ مَرَامِهِ كَمَا قَالَ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِنْ شَيْءٍ﴾ (النساء: ۶۴) فَمَنْ سَأَلَ فَعَلَّ؟ فَقَدْ رَدَّ حَكْمَ الْكِتَابِ، وَمَنْ رَدَّ حَكْمَ الْكِتَابِ كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ۔"

ترجمہ تقدیر کی حقیقت یہ ہے کہ یہ حقوق میں اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے، اس سے نہ تو کوئی مقرب فرشتہ آگاہ ہے نہ نبی مرسل، تقدیر میں غور و فکر کرنا ناکامی، غرور اور سرکشی کا ذریعہ بنتا ہے، نیز مسئلہ تقدیر میں غور کرنے سے نظر فکر اور وسوسہ ہر اعتبار سے عمل اجتناب کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تقدیر کا علم انہی مخلوق سے سمیٹ رکھا ہے اس کے پیچھے چلنے سے منع کر دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوئی تعالیٰ ہے جو کام وہ اللہ تعالیٰ کرے اس سے ہر

پرک نہیں کی جا سکتی اور لوگوں سے باز پرک ہوئی (الغیاء ۲۳) اور جس نے یہ سوال کیا کہ تھوڑی سی نیے کام کیاں کیا؟ تو اس نے کتاب اللہ کے حکم کو رد کر دیا وہ زمرہ کفار میں شامل ہو گیا۔

**تشریح:** قابل میں مسئلہ تقدیر پر غفلت ہو رہی تھی اسی کو مصنف نے بڑے دشمن اہلکار میں بیان فرمایا ہے کہ تقدیر پر اللہ کا ایک راز ہے جس پر نہ کوئی اقرب فرشتہ غلط ہے اور نہ کوئی نبی اور رسول اس سے واقف ہے جب راز مخبر اور اس میں گھسے غلطی کا ہے اور اس راز کی بجائے جو انتیج انسان کے اس میں نہیں ہے البتہ وہ اس کے چکر میں جھٹکتے حیران و گھٹیاں تک نہ پہنچ سکتے ہیں مقصد کا کامیابی تک رسائی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ نے یہ خلق کو اس کا علم دیا اور نہ اس میں جستجو کی اجازت دی بلکہ اس نے جو کچھ کیا وہی جانتا ہے اور کیوں کیا اس کی حکمت و مصمت وہی جانتا ہے دوسرے کو اس سے باز پرس کا حقیقی نہیں بلکہ وہی سب سے باز پرس کرے گا۔ لہذا جس نے راز اور اعتراض حکم خداوندی پر یہ کہا کہ یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا تو اس نے کتاب کے حکم کو رد کر دیا اور جو کتاب کے حکم کو رد کرے وہ کافر ہے جو حضرات راسخ فی علم ہیں ان کا کام تسلیم و رضا ہے اور نہ مانا ہے اور اولیٰ و فاضل کی بیروی ہے اور جس چیز کی جستجو سے منع کر دیا ہے اس سے باز رہنا ہے اس نے اس کے علم و حکم کے ہیں ایک وہ ہے جو مخلوق کو دیکھا اور دور وہ ہے جو مخلوق کو نہیں دیکھا بلکہ اس کو صیغہ راز میں رکھ گیا تھا تو علم موجود انکا اور کفر ہے اور علم مفقود اور کفر بھی کفر ہے ایمان کے پختہ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ علم موجود کو قبول کرے اور تسلیم و انقیاد اختیار کرے اور علم مفقود کی طلب کو چھوڑ دے اور پنی جہت سے اور خالق حقیقی کے علم اور حکم کی مطیع رہ سکے اسی سے ایمان بالقدرہ حاصل یہ ہے کہ ہر وہ معاملہ جو دنیا میں انسان کے ساتھ پیش آیا یا آسکے ہے خیر شر، مصیبت، راحت، خوشی، غمی، موت، حیات، تکفرو ایمان، فقر و غنا، ہدایت و گمراہی یا عام حیرت میں جو کچھ پیش آئے گا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر علم اور ارادہ سے ہی ہوتا ہے۔

تقدیر کے مسئلہ میں گھسا خطرناک ہے

جب تقدیر کی حرکت کسی کو معلوم نہیں اور یہ معلوم ہو سکتی ہے تو آپ اس کو معلوم کرنے کے لیے رہتا ایمان لیجئے انتہائی خطرناک ہے، گراویں و سوراخے تو ہیں وہاں کو دور کرنے کی فکر اور کوشش کر کے دال کو خطاب کر کے کہے

دور باش افکار، دور باش اغیار۔  
رج رہا ہے ماہِ خوبیں کیلئے درباروں  
رسول اللہ ﷺ نے دفع ہوا اس کیلئے یہ بھی تعمیر فرمائی ہے

"اللهم لا يات بالحسنات الا انت ولا يدفع السيئات الا انت."

ایمان پر اعتقاد نہ ہونا یہ یمن کی ہلاکت ہے، اور یمن کی ہلاکت کی طرح یہ

## اللہ تعالیٰ کے کسی کام پر اعتراض کرنا گمراہی ہے

فوقہ خمس سنہ۔ ہم جس قدر حکم کتاب جمع

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کائنات میں جو کچھ امور پیش آتے ہیں کبھی مردی کبھی مری کسی کے ہاں ولادت کی خوشی کسی کے ہاں موت کی غمی کسی کے نئے سال ولادت کی فراوانی کسی کے ہاں بیوک بیس بیا بیاں وغیرہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار سے ہو رہا ہے اب کسی بندہ کو حق نہیں کہ یہ اعتراض کرے وہ دل دل کو کیوں موت دے گی کچھ عمر اور زندہ رہتا تو دنیا کو کتنا فائدہ ہوتا اس وقت وراثت کی ضرورت پیش آتی ابھی تو کھیتی کئے کا وقت ہے اس وقت تو جو پ کی ضرورت تھی وغیرہ لہذا کسی قسم کا اعتراض انسان کو وراثہ اسلام سے نکال کر کفر کے زمرہ میں داخل کر دیتا ہے اس لئے اس قسم کی باتوں سے ہر مسلمان کو بچنا لازم ہے۔ نہ دن کے ایک پتھر کے نندل میں جیسے خیالات جمائے۔

قولہ تعالیٰ ﴿مَنْ يَشَاءِ اللَّهُ يَهْدِهِ وَمَنْ يَشَاءِ يَجْعَلْهُ عَاقِبَةً

مستقبہ﴾ (الاعراف ۳۹)

ترجمہ جس کو خدا چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھے راستے پر چلا دے۔

قولہ تعالیٰ ﴿فَمَنْ يَرِدْهُمُ اللَّهُ يَهْدِهِ يَخْرُجْ مِنْهُمْ صِرَاطٌ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يَرِدْهُمُ اللَّهُ يَجْعَلْ صِرَاطَهُمْ صِغَارًا كَانُوا يَصْعَدُونَ فِي السَّمَاءِ﴾

(الاحزاب ۱۲۵)

ترجمہ جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سیدھا راستہ کام کیلئے کھول دیتا ہے اور جسے لے چاہتا ہے گمراہ کر دے اس کا سیدھا راستہ بند کر دیتا ہے۔

## علم فیہ کا دعویٰ گمراہی ہے

عقیدہ ۶: "ہذا حجة ما يحتاج اليه من هو مورد قلبه من اولياء

اللہ تعالیٰ، وہی درجہ الراضی فی العلم، لان العلم عباد، علم فی الحلق موجود و عدم فی الحلق مفقود، فانکار العلم الموجود کفر، والدعاء العلم المقفود کفر، ولا یثبت الايمان الا بقول العلم الموجود، و نکر العلم المقفود

ترجمہ میں یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کو ان اولیاء اللہ نے کلاماً اور اعتقاداً قبول کیا جن کے دل نورانی سے منور تھے۔ یہ مقدم باتیں فی العلم کا فیہ ہوتا ہے علم و طرح کا ہے ایک علم حلقوں میں موجود ہے اور دوسرے حلقوں میں پایہ ہے موجود علم کا انکار اور مقفود علم کا دعویٰ کفر ہے موجود علم کے قول کرنے اور مقفود علم کے نکر کرنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

تخریج قول خدا ارج اس سے شاربہ، بمنز میں اللہ شریعت کی طرف جس کو اعتقاد اور ملامتیں کرنا واجب ہے۔ "علم المقفود" سے مراد تقدیر کا وہ علم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے چھپی رکھا اس کو حاصل کرنے کے ارپے ہونے سے روک دیا۔

"علم الموجود" سے مراد شریعت کے اصول و دروایہ کا علم ہے جس کو حاصل کرنے اور اس سے امتثال ہونے کا حکم ہوا۔

شریعت کے کسی علم کا انکار کفر ہے، نیز علم فیہ کا دعویٰ بھی کفر ہے۔

قولہ تعالیٰ ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَنْفَعُ غُلْفِي عِيبًا﴾ (الأنعام ۲۷، ۲۶)

ترجمہ (وی) غیب (کی بات) جاننے والا ہے اور کسی پر چنے غیب کو کھلے ہر شے کرتا، اس میں غیب کو کھلے نہ فرمائے۔

وقوله تعالیٰ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِصْمُ السَّاعَةِ وَبَرُّ الْعَيْثِ وَبِعِصْمِ

مِنَ الْإِحْصَامِ وَمَا تَلَوْنِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ عِلْمًا، وَمَا تَلَوْنِي نَفْسٌ

بِأَيِّ لَرَضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (لقمان ۳۴)

ترجمہ ہے شک خدا کی قیامت کا علم ہے اور وہی چیز ہر سانس اور وہی (حاملہ کے) پید کی چیزوں کو چاہتا ہے اور کوئی شخص نہیں چاہتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا اور کوئی شخص نہیں چاہتا کہ کس جگہ اسے موت آئے گی۔ ہے شک خدا جاننے والا اور خبردار ہے۔

اگر ہم تقدیر الہی کی حکمت سے واقف نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کس الامریں بھی اس میں کوئی حکمت نہ ہو مثلاً سانپ، بچھو، چوہ اور دیگر مرموزی حشرات الارض جو بظاہر مضرب ہونے کے علاوہ اس میں کوئی بات نظر نہیں آتی اب اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی تخلیق کسی حکمت سے خالی ہو، ضرور کوئی عقلی حکمت ہے جو ہمارے سم میں نہیں دیا اس حکمت کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں نہیں دیا گیا۔

### لوبح محفوظہ اور قلم پر ایمان

عقیدہ ۴۷: ولس بالروح والفهم وبجميع ما فيه قدرهم۔  
اجتمع الحس كهم على شيء كنه الله تعالى فيه انه كائن،  
يحولوه غير كائن۔ ہم بقدر وہا غیبہ۔ ولو اجتمعوا كلهم على  
شيء سم يمكنه الله تعالى فيه، يحضروه كائنا۔ ہم بقدر وہا علیہ۔  
حرف القسم بما هو كائن في يوم القيامة، وما أحاطا العدد لم يكن  
بضميه وما ضاهيه لم يكن ليحطه۔

ترجمہ: سم و قلم اور ان تمام چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو اس میں لکھ دی گئی ہیں،  
اگر تمام مخلوق نہ کر اس کا پورا نہ کرے گی کوشش کرے جس کا کام کا ہوتا اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا  
ہے وہ ہر صورت ہو کر رہے گا۔ اگر تمام مخلوق اس کا پورا نہ کرے گی جس کا کام کا ہوتا  
اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے تو وہ ہرگز کارور نہیں ہو گے۔ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے  
لکھ دیا گیا ہے اور مقدر کیا ہے ضرور نہیں سکتا۔ بندہ سے ملنے والی چیز اسے پیش نہیں آ سکتی اور  
چیز آئے والی چیز ملنے کی نہیں۔

ترجمہ: یہاں "قلم" سے مراد وہی ہے جس پر مخلوق کی تقدیر لکھی گئی ہے، اور "قلم"  
سے مراد وہ قلم ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمایا اور اس سے لوح مذکور میں تقدیر لکھی، تو  
لوں قلم اور قلم نے تقدیر کے جو فیصلے لکھے ہیں ان سے ایمان لانا لازم ہے۔

وہ دعویٰ کا باوجود ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(سورہ ۲۲)

ترجمہ: یہ قلم عظیم الشان ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

وہ نہ کہ جس میں ول صاحب اللہ القلم فقال یہ کتب۔ وہ ہارون

مسیح کتب۔ وہ کتب مفید ہر کمال شیء حتی تقوم

ساعة۔ (رواہ جواد عن عباد بن عباس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس  
سے فرمایا کچھ چھاپا۔ اب کیا لکھوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت تک ہر چیز کی تقدیر  
لکھ دو۔

وہوہ قلم۔ "نہ کتب مصف۔ ہر شخص کے دل میں جو

امیارات۔ اور جس شخص کے ساتھ وہ کتب عرشہ علی

اسماء۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ آسمان زمین کی تخلیق سے پہلے ہزار ہا سال پہلے  
مخلوق کی تقدیر لکھ دی گئی۔

### قلم کی پانچ قسمیں:

(۱) وہ قلم جسکو پیرائے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اكتب" یہ قلموں میں سب  
سے افضل ہے جس قلم کی مدد سے تمام باتوں کی تحریر کیا ہے۔

وہوہ دعویٰ کا باوجود ہے کہ وہ مبطور ہے۔

(۲) وہ قسم جس سے انبیاء و مرسلوں کی طرف بھیجی جائے، وہی کوئی چاہے۔  
 (۳) وہ قسم جس سے کسی آدمی کو نقد پر بھیجی جاتی ہے۔ ان کے افعال، رزق، مدت عمر،  
 عیادت و شکایت جیسے امور میں اس کا ذکر ہو جاتا ہے۔

(۴) "قلمہ مملک" جب پڑھنے والے کے پیٹ میں لٹتا ہے اور اس میں روئے چوکی  
 جاتی ہے تو اس کے مصنف کو چار دس روپے دی جاتی ہیں

- ۱- رزق ۲ موت کا وقت  
 ۳- زندگی کے اعمال ۴- سعید بے ہوشی

(۵) "قلمہ الکرام الکائنات" جب بندہ مدبور کو فتح جاتا ہے۔ تو "کراما  
 کائنات" کو اس کے ماتھے پر سے ادا لے کر ہر محل ملتا ہے۔

قوسہ تعالیٰ، غفر واد عیبکم محافظین کراما کائنات  
 مانعہ من۔ چ قولہ علو اجتماع المعلق کلہم علی شئ الخ

یہ پانچ عبارت کی مزید تفسیر ہے کہ ہر چیز کو تقدیر کا محفوظ میں بھی کوئی بے باک  
 اور محفوظ کسی کام کے ہونے کے متعلق نسا اور ہوا اور پسلی کا نکات مل کر اس کو روک کر چاہیں  
 تو نہیں روک سکتے اور نہ کسی چیز کے متعلق نہ ہونے کا ٹکڑا ہوا چہرہ کی حالت میں اس کو جوڑ  
 دینا چاہئے تو جو نہیں کر سکتے۔ یہ سب میں حافظہ قلمی کا قیود سے وہاں ہے۔

قوسہ تعالیٰ، ما یصح اللہ الناس من رحمة فلا یسلک لہا وما  
 یسلک فلا یسل لہ من بعدہ ﴿ (الفاطر: ۶)

ترجمہ خدا جو اپنی رحمت کا دروازہ کھولے گا تو کوئی اس کو بند کرے گا نہیں اور جو بند  
 کر دے تو کوئی اسے کھولے گا نہیں۔

وقولہ ﷻ عیسا علیہ السلام عیسیٰ رضی اللہ عنہما احفظ اللہ  
 بحفظک احفظ اللہ تجد تعاهدک وایا سالت فاستقل اللہ وودا

اعب و سب سائے و عیب و لامہ و جھب عیب  
 سعید لشیء عام یسعول لا یسئل و کتبہ نہ مل و جمعہ  
 عیبی نہ یسروک شیء یسروک لاسی و کتبہ عیبک رعب  
 الاقدام و حب الصنف (روہ برمدی)

دوسرا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا تم اللہ (سے)  
 دین کی حفاظت کرو اور تیار رہی حفاظت کر کے گا۔ تم اللہ کے احکام کی پابندی کرو اللہ تعالیٰ  
 کو اپنے سامنے پاؤں نہ رکھو کسی چیز کا سواں نہ کرنا ہو تو محض اللہ تعالیٰ سے سواں نہ کرو جب  
 مدد طلب کرو تو محض اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور اس بات کا یقین رکھو کہ اگر چہ  
 امت میں کچھ نہیں کوئی نہ مدد پہنچا پا جائے اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے وہ نہ مدد نہیں پہنچا سکتے اور اگر  
 چاہے گا نکات فکر حسین کوئی نقصان پہنچا نہ پا جائے تو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر تا جو اللہ تعالیٰ کو  
 منظور ہو اب تقدیر کا قلم تقدیر لکھنے سے فارغ ہو گیا ہے اور محمد تقدیر شک ہو چکا ہے۔ یعنی  
 اب ابھیں تہذیبی سخن نہیں (ترمذی)

قولہ ما اعطاء العباد الخ

یہ پہلی بات کی مزید وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی پر کوئی مصیبت مانا چاہے تو کوئی  
 اس کو نال نہیں کر سکتا اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کسی مصیبت سے بچا چاہے تو کوئی طاقت و حق نہیں  
 کر سکتا محض مشورہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھتا ہے۔

قولہ تعالیٰ ﴿ ما أنصاب من مصیبة إلا یأذن لہ ﴾ (احسان: ۱۱)  
 ترجمہ کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر خدا کے علم سے۔

**اللہ تعالیٰ کو ما کان ما یکن کا علم ہے**

عقیدہ ۲۸: وعلی العباد ان یعلم ان اللہ قد سبق علمہ فی کل  
 کائن من خلقہ فقدر ذلک تقدیرا محکم مبرا لیس فیہ ناقص

والاعقاب والامریل والاعبر۔

والا ناقص والارائد من خلقه فی سماءہ وارضہ وحدث من عقد  
الایمان، وأصول المعرفۃ، والاعتراف بتوحید اللہ تعالیٰ  
ورسولہ، کما قال تعالیٰ فی کتابہ ﴿وہو حدیث کبرئیل﴾ ففردہ  
نقدیہم ﴿العرفان ۳۰﴾ وقال تعالیٰ ﴿وکان أمر اللہ صرا  
مقدوراً﴾ (آخر باب ۳۸) ہوہل لس صراہہ تعالیٰ فی  
قدر حصیما وأحضر بطر فیہ قلیا قلیما، عد انس بوہمہ فی  
فحص الغیب صرا کتبما وعاد بما قال فیہ اھا کا ایما۔

ترجمہ بندہ کیلئے لازم ہے کہ اس حقیقت کو اچھی طرح جان لے کہ جو کچھ کائنات  
میں ہو رہا ہے وہ پیسے سے اللہ تعالیٰ کے ہم میں ہے۔ اس کے متعلق محکم اور نہ بدلے والا  
فیصلہ کیا ہو ہے، آسمان و زمین کی مخلوقات میں سے اس فیصلے کو نہ کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ ہی  
کوئی اس کے فیصلوں کو رد کر سکتا ہے، اور نہ ان فیصلوں کو کوئی رائل کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کو  
بدل سکتا ہے۔ نہ ان میں کوئی کی کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ان میں اضافے کی استطاعت رکھتا  
ہے۔ ان حقائق کو تسلیم کرنا ایمان کی پہلی، معرفت کی بنیاد، توحید، ہادی تعالیٰ اور اس کی  
رہنمائی کا اعتراف ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا: "اور خدا کا حکم  
مقرر ہو چکا تھا۔" (الفرقان ۲) "اور خدا کا حکم مقدور ہو چکا تھا۔" (الاحزاب ۳۸) لہذا اس  
انسان کے لئے ہدایت ہے جو اللہ رب العالی کے مسکن میں ٹھکرا لوٹا اور بارگاہ کے ساتھ  
نقد کے مسائل میں غور و خوض کرنے لگا۔ وہ اپنے دہم کی بنیاد پر غیب کی بحث و تحقیق میں  
پیچھے دوڑنے والا نہ بنے خداوندی کو تلاش کرنے کا اس طرح اور تقدیر کے مسکن کو پہنچ کرنے  
میں فخر اور پرواز اور گنہگار ٹھہرا۔

قرآن: قولہ و علی العبد الذی

یہ اوپر کی عبارت کی حریف و متضاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے کائنات کے 'مساکین  
و مایکون' کا علم ہے، اور حقوق کو یہ کہنے سے پیچھے ہی اس کی تقدیر لکھ دی ہے۔

قولہ تعالیٰ: ﴿والاعلم من خلق و هو اللطیف الخبیر﴾

(نہضت ۱۴)

ترجمہ بخلا جس نے پیدا کیا وہ ہے خیر ہے؟ وہ تو پیشہ و باتوں کا جائے دل اور (چہ چیز  
سے) آگاہ ہے۔

قولہ: دالک من عقد الایمان الخ۔

ذکر سے ایمان باللہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان اسی وقت مکمل ہوگا جب وہ تقدیر کو  
تسلیم کرے اور اس بات کو تسلیم کرے کہ تخلیق کائنات سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو کائنات کی تمام  
چیزوں کا علم ہے۔ اسی طرح، توحید اور اقرار پروریت مکمل نہیں ہو سکتی مگر اللہ تعالیٰ کی تمام  
صفات پر ایمان کے بعد۔

وقولہ ﴿فی جواب سوال جبرائیل عن الایمان﴾ نوٹس مائتہ

وملائکتہ وکتابہ ورسدہ والیوم والاخر ونوٹس مائتہ حیرہ وشرہ

(ملفق عیب)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی حقیقت کے متعلق سوالات کیا گئے تو آپ ﷺ نے  
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتاب پر اور رسول پر، ایم آخرت پر ایمان لے،  
اور یہ کہ ہر انجیل اور ہر بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں آئے پر ایمان لے۔

(بخاری و مسلم)

قولہ: فویل لس صراہہ تعالیٰ فی القدر حصیما الخ۔

یعنی ہدایت اور توحید پر ہر اس شخص کیلئے جو تقدیر کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
جھگڑے، مقابلہ اور معارضہ کرے، اور اس بارے میں شکوک و شبہات کے ساتھ بحث

وہ جٹ کرے تو یہ اس کے حق میں خدا ہے۔ اس نے وہ اس خطرناک بحث میں گھس رہا ہے، جسکی تینک پہنچنا مخلوق کے حق پر بھی نہیں۔ یہ تو ایک پوشیدہ ور ہے، جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر چھپی رکھا، اب جبکہ وہ غیب جانا نہیں اس لئے اس بارے میں جو بات کہے گا وہ محض محض اور غیر ہوگا، بلکہ وہ زیادہ گناہ کا سبب ہوگا۔

یہ بات بھی جانا چاہئے کہ جس طرح انسان کیلئے غلامی حیات موت، اور صحت و بیماری ہے، اسی طرح باطنی طور پر بھی حیات موت و بیماری دل کو لاحق ہوتی ہے، باطنی بیماری بخاری بیماری سے زیادہ خطرناک ہے، یہ شک و شبہات بھی، تقدیر کے متعلق اعتراض، یا اس کے متعلق بحث و بحث یہ بھی باطنی بیماری ہے جو ایمان کے لئے خطرناک ہے، اگر کوئی اس بیماری میں مبتلا ہو تو فوری طور پر اس سے توبہ کر کے بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کے ساتھ مان لینا ضروری ہے۔

قوله تعالى: ﴿لَوْ أَوْسَوْا كَانُوا مَنَافِقِينَ﴾ و جعلناه نورا بيني و بينك  
 فی الناس کمن ظلمه فی الطلعات لیس بھارج مہیا

(الاحقاف ۱۶۲)  
 جتنی جو فکری موت مراد ہوا حق ہم نے اس کو دنیا کا ایمان سے ساتھ زندہ کیا، وہ کسی کے برادر ہو سکتا ہے، جو ابھی تک فکر و فکر کے ظلمات میں ہے اس سے بے نکل سکا۔

### عرش و کرسی پر ایمان

عقیدہ ۴۹۔ والعرش والكرسى حق  
 ترجمہ۔ عرش باقی اور کرسی باقی ہے۔

**تفہیم:** عرش غلت میں شئی تحت کو کہا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم سہا کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

و کوئی آسمان نہیں جیسا کہ جاہل فلاسفہ نے اسکا نام نہیں آسمان رکھا ہے۔ بلکہ وہ ایک

تحت ہے جسکے پاسے فرشتوں نے اُن تخت کو اٹھایا ہے۔

کعبہ فی بکۃ تعالیٰ ۵۵۔ عرشہم نعروس من حواء  
 یسجدہ یسجدہ یسجدہ یسجدہ ۵۶۔ یسجدون عرشہم

(حدود ۷)

ترجمہ۔ جو لوگ عرش کو اٹھائے ہوں اور جو اس کے گرد گھومے ہوں (علاقہ ہمارے ہونے) ہیں وہ اپنے پروردگار کی تحریف کیا تھوڑی کرتے رہتے رہتے ہیں اور اس سے سب کچھ ایمان رکھتے ہیں اور کوسٹوں کے لئے بخشش دیتے رہتے ہیں۔

و قوله ﴿لَوْ أَوْسَوْا كَانُوا مَنَافِقِينَ﴾ و جعلناه نورا بيني و بينك  
 یسجدون عرشہم من قوائم العرش فلا ادری اھالی قبلی اھ  
 جوہری بصعقۃ الصور " (مشرق علیہ)

ترجمہ۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام لوگ بیٹھ جائیں گے میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا تو اس وقت وہی علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑ کر کھڑے ہوں گے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے گا یا نہ کہ وہ طور پر جو بیٹھ جائے گا وہی اُس کے بدلے میں قیامت کی بیٹھنے سے چر کیا۔

قولہ الفکر سبب البیع گری اور عرش ایک چیز ہے یا الگ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، صحیح بات یہ ہے کہ دونوں الگ ہیں۔ لیکن ہم اس دینی اللہ تعالیٰ عند سے اس آیت کے بارے میں جو چاہیں تو وہ اپنی اُسی اقت میں قدم رکھنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے اور عرش کے طول و عرض اور وسعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہر وہ کسی کو ہم نہیں۔

قوله عباسی ۵۷۔ وسیع کرستہ شعاعا و اب و الارض و لا یؤدھ  
 جعلھما و طبعھما علی عرشہ

فان اسبوی حمہ فیہ حدی عمنہ عمنہ و غیر ممک و قبل

مکرسی عہدہ مشتمل عہدہ عہدہ مکرسی  
ولاہی مکرسی لاکر شہ سہ عہدہ مکرسی  
روای مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی  
مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی  
طہری ولاہی مکرسی

کری کی حیثیت عرش کے متعلقہ ایک ہے جیسے کہ ایک نزعہ ہے مکرسی

والدہ گیا۔

عہدہ ۵۰ وہو مکرسی مکرسی

ترجمہ حق تعالیٰ عرش اور وہو سے ہے

عہدہ ۵۱ مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی

عہدہ

ترجمہ حق تعالیٰ عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی

عرش: عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی  
عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی  
عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی  
عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی

عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی  
عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی  
عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی  
عرش اور وہو سے ہے مکرسی مکرسی مکرسی

لئے اختیار کے جانتے ہیں ان میں اکثر وہ ہیں جن کا تعلق فی صفت میں بھی مستحق ہو  
ہے۔ مثلاً حق تعالیٰ مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی  
لئے بھی یہ الفاظ بولے جاتے ہیں اور خصوص کے اندر بھی اطلاق ہے اس دونوں مواقع میں  
استحقاق کی حیثیت داخل ہوا گزرتا ہے کسی تعلق کو صحیح و بصیر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے  
پاس دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان موجود ہیں، اب اس میں دو چیزیں ہوئیں گی۔ ایک وہ  
آواز ہے آگے کہتے ہیں اور جو دیکھنے کا ذریعہ اور مہد ہے، دوسرا اس کا نتیجہ اور غرض  
وقایہ (دیکھنا) یعنی وہ خاص علم جو رویت، بحری سے حاصل ہوا تعلق کو جب بصیر کہائی تو  
یہ مہد اور وقایہ دونوں چیزیں معتبر ہوئیں گی، اور دونوں کی کیفیات ہم نے معلوم کر لیں گی  
لیکن جب یہی الفاظ خدا کی نسبت استحقاق کیا گیا، تو یقیناً وہ مہد کی اور کیفیات جسمانیہ مراد  
نہیں ہو سکتیں جو تعلق کے خواص میں سے ہیں اور جن سے خداوند قدوس قطعاً منزہ ہے،  
البتہ یہ اعتقاد رکھنا ہوگا کہ اہل (دیکھنے) کا مہد اکیس ہے اور دیکھنے کی کیا کیفیت ہے تو مجز  
اس بات کے کہ اس کا دیکھنا تعلق کی طرح نہیں ہم اور یہ کہہ سکتے ہیں۔ میں کہہ دیتی ہوں۔

یہ صرف مکرسی مکرسی کی تمام صفات کو اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ صفت کا اعتبار اپنے  
اصل مہد اور وقایہ کے تحت ہے مگر اس کی کوئی کیفیت یا ان نہیں جانتی، اور نہ شرائع  
ملاوہ سے اس کا مکلف بنایا ہے کہ وہی اس صفت کی اور عقل حق میں غور و خوض کر کے  
پریشان ہوا اسی طرح مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی  
تحت اور بلکہ مقام کے ہیں استواء اور ترجمہ مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی مکرسی  
لفظ حق تعالیٰ حکومت پر اسی طرح قابض ہوئے کو غایب کرتا ہے کہ اس کا کوئی بعد اور روش چھ  
نقدہ واقعہ سے باہر نہ رہے اور نہ نقدہ قطعاً کسی قسم کی حراست اور گزروں کی پائی جائے  
مسکام اور انتظام برابر ہو اب دنیا میں ہوا میں کی تحت شیل کا ایک تو مہد اور گزروں  
صورت ہوتی ہے، اور ایک حقیقت یا غرض و غایت جتنی ملک پر پورا تسلط واقعہ اور نقدہ



## اصول ایمان کا بیان

عقیدہ ۵۳۔ و مؤمن بالله و ملائکہ و انبیاء و کتب المرسلہ علی

المرسلین و مشہد انہم کانوا علی الحق شہید

ترجمہ: ہم خدا، انبیاء و مہمبہد السلام اور رسولوں پر ناز کر دہ تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تمام انبیاء و مہمبہد السلام واضح حق پر تھے۔

## فرشتوں پر ایمان

قوله و مؤمن بالله و ملائکہ بالحق

**توضیح:** فرشتوں پر ایمان مانا فرض ہے، فرشتوں کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں نور سے پیدا کئے گئے ہیں ان میں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا سلسلہ نہیں ہے، مرد و عورت کے دو جنس ہیں، ایک جنس میں لیلیٰ جسم والے ہیں جو کہ نظر نہیں آتا، مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عورتی امور ان کے خدا مقرر کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مختلف کاموں پر مقرر ہیں اور ان کاموں کی بجا آوری میں مشغول رہتے ہیں۔ مثلاً بعض فرشتے انسانوں کے اعمال لکھتے پر مقرر ہیں، بعض فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں، بعض فرشتے دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہیں بعض فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کے ارد گرد صف بستہ کھڑے ہیں بعض فرشتے بیت المعمور کا طواف کر رہے ہیں، بعض فرشتے امت کی طرف سے پڑھا جانے والا درود و سلام نبی کریم ﷺ پر پیش کرنے پر مقرر ہیں، بعض فرشتے قریش میں سے ہوتے ہیں، بعض فرشتوں کے دو، بعض کے تین اور بعض کے چار چار ہوتے ہیں، بعض فرشتے لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، بعض فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے نازل ہوتے رہتے ہیں، جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں ہوا، بعض فرشتے کافران لوگوں کو مذہاب دینے کے لئے بھی آسمانوں سے نازل ہوتے رہتے ہیں، جیسے قوم لوط قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ پر مذہب کے

و تصرف کی قدرت حاصل ہوتا ہے حق تعالیٰ کے استواء علی العرش میں یہ حقیقت اور غرض و غایت بدرجہ کمال موجود ہے جتنی آسمان و زمین (کل حویلیات و مملکات) کو پیدا کرنے کے بعد ان پر کمال قبضہ اقتدار اور ہر قسم کے انکسار و شہنشاہانہ تصرفات کا حق ہے، وہ کونسا ہے۔ (دوسرے عقیدہ الصلوات)

عقیدہ ۵۴: و مؤمنون باللہ التحد ابراہیم عیلاً و کلم موسیٰ

تکلیما، ایمانا و تصدیقا و تسلیما

ترجمہ: پورے ایمان صدق دل اور تسلیم دہ سے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے براہیم علیہ السلام کو اپنا فیصل اور موسیٰ علیہ السلام کو کلم کے دو بچے پر نازل کیا۔

**توضیح:** جبریل اور میکائیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور بندوں میں جانچنے سے محبت کا رشتہ قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ محبوب اور محبت میں مناسبت ضروری ہے جبکہ حدیث اور قدیم کے درمیان کوئی مناسبت نہیں، وہی طرح انہوں نے حقیقت کلم کا بھی انکار کیا، جبکہ قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کے فیصل اور موسیٰ علیہ السلام کے کلم ہند ہونے کا ذکر موجود ہے نیز ہم ابراہیم علیہ السلام کے فیصل اور موسیٰ علیہ السلام کے کلم اللہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

قوله یحییٰ و التحد اللہ ابراہیم عیلاً (النساء ۱۲۵)

ترجمہ: اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا۔

وقوله تعالیٰ و کلم اللہ موسیٰ تکلیما (النساء ۲۶۱)

ترجمہ: اور موسیٰ سے تو خدا نے بات چیتی کی تھی۔

وقوله ﷺ "اللہ التحدی عیلاً کما التحد ابراہیم عیلاً"

(بخاری)

ترجمہ: اللہ نے مجھے فیصل بنایا جس طرح کہ ابراہیم علیہ السلام کو فیصل بنایا۔ (بخاری)

رسول دینی نے اپنے فریضہ منصبی میں کوئی غلطی نہیں کی۔

## آسانی کتابوں پر ایمان

ہو نہ : کتاب مصنفہ علیٰ احسن سبیل۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے اس نوحی دین کو آسان اور بہت سے لئے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں اپنے پیغمبروں پر جازل فرمائیں تاکہ لوگوں کے عقائد و عقول درست ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے پابندی و مطابقت کے مطابق رہیں۔ جن کتابیں اور چھوٹے کاغذات و کتب قلعیہ سے بن کر پر ایمان لائے اور وہی ہے ان کے افکار سے انسان دامنہ اسلام سے خالی نہ ہو پاتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر دو رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل فرمائی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے جو کتابیں اور چھوٹے کاغذات سے نازل فرمائے انھیں روایات کے مطابق ان کی تعداد ایک سو چار ہے۔ ان میں سے دس چھپے حضرت آدم علیہ السلام پر، دس چھپے حضرت شیث علیہ السلام پر، تیس چھپے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور دس چھپے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائے۔

(۴) آسمان سے اتارنے والی تمام کتابیں اور چھپے حق اور سچے تھے، بعد میں لوگوں نے اس میں تحریف کی۔ چنانچہ اس سو اسی قرآن مجید کے کوئی آسانی کتاب اعلیٰ اسلی اور صحیح حالت میں موجود نہیں ہے۔

(۵) قرآن مجید تحریف سے محفوظ ہے اور قیامت تک تحریف سے محفوظ رہے گا اس میں تحریف کا قابل ہونا محال ہے۔

(۶) قرآن مجید سے یہ آخری آسانی کتاب ہے اور پہلی تمام آسانی کتابوں کے لئے داغ ہے اور قرآن مجید تمام آسانی کتابوں میں سب سے افضل کتاب ہے۔

(۷) موجودہ روایات، انجیل اور زبور اس آسانی کتاب میں نہیں ہیں لہذا ان کے متعلق یہ

سے آسانیوں سے فرشتے بار ہوئے بعض فرشتے جنت کے اندر جنتیوں کی خدمت کے لئے مقرر ہوں گے اور بعض فرشتے جہنم میں جہنمیوں کو طرح طرح کا عذاب دینے کیلئے مقرر ہو گئے ان میں سے بڑے فرشتے انہی ہیں۔

ہو نہ تعالیٰ ﴿ہل عباد مکرموں لایستغفروہ بالقول و ہم مامروہ

بمعلوم﴾ (الانبیاء : ۲۶)

ترجمہ : وہ اس کے عزت و اسے بندے ہیں اس کے آگے بڑھ کر بل نہیں سکتے اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

وقوہ تعالیٰ ﴿بہاتفون ربہم من فوقہم و یفعلون ما یأمروہ﴾

(الصل : ۵۰)

ترجمہ : اور اپنے پروردگار سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو ان کو ارشاد دیتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

## انبیاء پر ایمان

ہو نہ و انسبہم ذلح، ہم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جن انبیاء اور رسولوں کا نام لیا۔ ان سب کو سب برحق تسلیم کرنا نیز اس بات پر ایمان لانا کہ قرآن میں مذکور انبیاء کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے ہیں ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہیں۔

وقوہ تعالیٰ ﴿و قد رسلنا رسلا من قبک مبہم من قصصا

علیک و منهم من لم یفصل علیک﴾ (القصص : ۲۸)

ترجمہ : اور ہم نے تم سے پہلے پیغمبر بھیجے ان میں کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات تم سے بیان کر دیے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات میں تم نہیں کہے۔

اسی طرح یہ ایمان ماننا کہ تمام انبیاء نے اللہ تعالیٰ کا پیغام مکاتبات تک پہنچا دیا

عقیدہ رکھ کر یہ اس آسانی کتابیں ہیں، مخطوطہ ہے اور کفر ہے۔

(۸) پہلی کتابیں انھیں مائل ہوئیں اور قرآن مجید ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا انجیس برس میں مائل ہوا۔

﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ وَمَا أُنزِلَ مِنْ فَتْنَةٍ﴾ (الفرقة):

﴿يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ وَمَا أُنزِلَ مِنْ فَتْنَةٍ﴾ (الفرقة):

﴿يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ وَمَا أُنزِلَ مِنْ فَتْنَةٍ﴾ (الفرقة):

﴿يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ وَمَا أُنزِلَ مِنْ فَتْنَةٍ﴾ (الفرقة):

﴿يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ وَمَا أُنزِلَ مِنْ فَتْنَةٍ﴾ (الفرقة):

﴿يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ وَمَا أُنزِلَ مِنْ فَتْنَةٍ﴾ (الفرقة):

﴿يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ وَمَا أُنزِلَ مِنْ فَتْنَةٍ﴾ (الفرقة):

(الفرقة-۷۵)

### اہل قبلہ کے مسلمان ہونے کا مطلب

عقیدہ ۵۴: وسمیٰ اهل قبلتنا مسلمین مؤمنین، ماداموا بما جاء

به النبی ﷺ معترفین، وہ ہر ایک ماقالہ و غیر مصلحین۔

ترجمہ: ہم اہل قبلہ کو اس صورت میں مسلمان و محسن سمجھتے ہیں جب وہ ان تمام باتوں کے معترف رہیں جن کو رسول اکرم ﷺ لے کر آئے اور آپ کے تمام اقوال و اخبار کو صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں۔

**تقریب:** اہل قبلہ اور مسلمان کو کافر نہیں کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل قبلہ ان لوگوں کو نہیں کہا جاتا جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ پڑھتے ہوں، بلکہ اہل قبلہ سے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو تمام ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوں، جس کی ایک امر ضروری کا انکار نہ کرتے ہوں۔ نہ کسی ایک امر ضروری کا انکار کریں تو وہ اہل قبلہ نہ ہوں گے۔ یہی حق مسلمان سے مردود شخص ہے جس کی تاویل سے قطعیت، امور مسلمہ فی الدین یا ضروریات دین پر زور نہ

چلتی ہو اس طرح کے مسلمان کو کافر نہیں کہا جاتا ہے، لیکن اگر مؤول، تاویل کرتے ہوئے قطعیت کا انکار کر دے یا ضروریات دین کا انکار کر دے تو یہ مسلمان ضروری کے انکار کی بنا پر کافر ہو جائے گا اور ایسی تاویل اس کو کفر سے نہیں بچا سکتی۔

فقہاء نے کہا کہ اگر ایک شخص کے کلام میں نہ نوے احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا ہو تو اسے کافر نہیں کہا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس نے ایسا بہم کلام کیا، اور اس کی وصف حتم سے پہلے پہلے فوت ہوگئی تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، اور اگر اس کو وصف حتم کرنے کا موقع ملا، اور اس نے ایسی وضاحت کی جس سے ضروریات دین کا انکار لازم آتا ہو تو یہ شخص یقیناً کافر ہے۔

یا فقہاء کا یہ قول اس شخص کے بارے میں ہے جس کے اس بہم کلام کے علاوہ کوئی اور کلام یا قرآن کفر کی تائید میں یا امور ضروریہ کے انکار کے بارے میں موجود نہ ہوں اگر اس شخص کو کوئی اور کلام یا قرآن کفر کی تائید میں یا امور ضروریہ کے انکار میں موجود ہوں تو یہ شخص بلاشبہ کافر ہے۔

﴿فَتَقُولُونَ نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ﴾ (الفرقة-۸۵)،

وَالْأَعْرَافُ بِهِ عَصَا، نَحْنُ بَالِغَا لِكَلِمَةِ يَسْمَعُ بَعْضُ مَعْنَى بَالِغِينَ

صورتہ مختلف مفسرہ الصحابة و تابعون و أجمعين عليه لامة

فهو (الزبدیق) ... كما اذا اعترف بان القرآن حق، وما فيه من

ذكر الحق والبر حق سكن المراد بالحقه الانسحاق الذي يحصل

بسبب الملوكات المحموده، والسراد بالدار هي المدافعة التي

تحصل بسبب الملوكات المدفوعة ونحوه هي الخارج حجة

ولانار (عصر الباری ۷۱/۱)

ثم نعلم ان المراد بأهل القبيلة الذين اتفقوا على ما هو من

اللہ تعالیٰ میں منجھوتے میں۔

**تشریح:** اس عقیدہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت معلوم کرنے کی غور و خوض نہیں کرتے بلکہ اس میں منجھوتے ہیں جو تکفیر اور اعتقاد میں ہونے کی بنا پر اس کا رد کرتے ہیں اس کے لئے حقیقت تک پہنچنا ممکن نہیں۔

۱۔ جس سے جس قدر رحمت اللہ تعالیٰ بے قائل (یعنی واحد)۔

شعور میں نہ ہے نہ کسی سے بل رحمتہ بحد وصف ہے (مہذب)

۲۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی کے لئے پانچوں کلمات اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت کے بارے میں منجھوتے ہیں "شکوہ کہ اللہ تعالیٰ کو عرف سے اصال کے ساتھ یاد نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا "ہم رب العالمین" اور ہم رب العالمین کے ساتھ یاد نہ کرے۔

### قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے

عبدہ ۵۶: ولا یحدث فی الشیء ولا یحدث فی الشیء ولا یحدث فی الشیء

یعنی اس میں نہ ترویج نہیں، فعلیہ میں نہ ترویج نہیں، محسوس میں

وہو نہ کہہ سکتا، نہ کسی (بسیار) سے کسی (کلام) کو

ولا یحدث فی الشیء ولا یحدث فی الشیء

ترجمہ: ہم قرآن کے بارے میں منجھوتے ہیں بلکہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ پروردگار کا کلام کا کلمہ ہے۔ یہ نہیں ہے کہ اس سے اس کے کلام پر ہونے اور اس کے کلام میں ہونے کو یہ کلام کہنا یا اس کا شیعہ یہ کلام کہنا ہے۔ مخلوق کو کوئی کلام اس سے نہیں ہو سکتا، نہ کہ اس کلام میں کو مخلوق کہتے ہیں یہ کسی بھی مسئلہ میں مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت نہیں کرتے۔

**تشریح:** اس میں یقین باتیں ہیں

(۱) کہ جس طرح منزل قرآن کریم کے بارے میں منجھوتے ہیں، منجھوتے ہیں، یہ ہم

قرآن کریم کے بارے میں بالکل نہیں منجھوتے۔

صورت میں کچھ سوچا اللہ عالم جسم لاجسم و عہدہ  
مساکنیات و الحولات و ما مشہدہ دلت من احسان فمن واجب  
طول عمرہ علی الطاعات و العبادات مع اعتقاد قدم العالم اونی  
النشر اونی نفسی صمدہ سبحانہ بالحرثیات لا یكون من اهل النسب  
وان اسماہ بعدہ تکفیر احد من اهل القلیة عدد اهل النسب انہ  
لا یکنر مام یوجد شیء من اثار الکفر و علامتہ و سم بعدہ  
عہ شیء من موجداتہ (شرح فقہ اکبر: ۱۵۴)

۱۔ وہی اصلاصہ و غیرہ ان کا کہ فی المسئلۃ وجوہ توجب  
التکفیر و وجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المعنی اب بیل فی  
الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسبا للفظ بالمسلم زاد فی البرایۃ  
الا اذا صرح بآراءہ توجب الکفر فلا یفہم ثنائیل حیثہ (بحر  
الرائق، ۲۵۱۵)، و یقول صاحب المصبرات عن الذخیرۃ: ان فی  
المسئلۃ اذا کان وجوہ توجب التکفیر و وجہ واحد یمنع  
تکفیر، فعلمی المعنی اب بیل فی الذی یمنع تکفیر تحسبا  
ممن بالحدود کہ یہ لحد وجہ الذی یمنع التکفیر  
فہو مسندہ و اب بیل فی وجہ الذی یمنع تکفیر لا یفہم  
فسوی معنی و یومر مام و رجوع عن دلت و تجدید الکراج  
بہ وہی مرئہ (شرح فقہ کبیر: ۱۲۶)

### دین کے بارے میں منجھوتے کی ممانعت

عبدہ ۵۵: ولا یحدث فی اللہ ولا یحدث فی اللہ

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت کے بارے میں غور و خوض نہیں کرتے، وہ نہی



## دنیا میں کسی کے بارے میں جتنی بات چینی ہوئے کافی غلطی ظہور نہیں لگایا جائے گا

عقودہ ۵۹: ثم جو نللمحسین من المؤمنین ان یعفو عہم  
ویدخلہم الحدیۃ رحمۃہ و لا یأس علیہم و لا یشہد بہم بحدیۃ  
و یستعصر لہم سلیمان و یخاف علیہم و لا یظلمہم

ترجمہ ہم مؤمنین میں سے انھیں کے عفو کی امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر  
فرمائے گا اور انہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لیکن ہمیں ان کے بارے  
میں عمل اطمینان نہیں بند۔ جنت میں جتنی دیکھی گئی ہو گی۔ ہم کو یہ بھی نہیں ہے۔ ہم کو دیکھنا کہ  
انہیں بخش دیں گے۔ کرتے ہیں ہمیں ان کے عفو کے بارے میں ہم نہیں۔ وہی نہیں کرتے۔

**تقریب:** جو شخص ایمان کے بعد ایمان کو اپنے اپنے اس کے عفو کی امید کرنا چاہے کہ  
اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت اور فضل و کرم سے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ہم کسی کو جتنی طور  
پر جنتی نہیں قرار دے سکتے۔ سوائے ان صحابہ کرام کے جن کے عفو کی بات رسول اللہ ﷺ  
نے بشارت دی جیسے آئے تفصیل کے ساتھ یہ تو ہوا کہ جو شخص ایمان دار ہوئے ہوئے  
معاذ اللہ ہوگا۔ ہم اس کے عفو کی جیسی ہونے کا قطعی حکم نہیں لگا سکتے۔ اس لئے اس کے حق  
میں دعا مضرت کرتے رہیں گے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے باہر نہ بھی نہیں کریں  
گے۔ البتہ عذاب کا خوف دل میں رکھیں گے۔

قونہ تعالیٰ: ﴿اور لعلک الدین یدعول یتعنون الی ربہم الوسیلۃ  
ایہد اقرب ویرجون رحمۃہ و یخافون عذابہ ان عذاب ربک کمال  
محدود﴾ (یسی اسرائیل: ۵۷)

ترجمہ یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خواہ اپنے پروردگار کے ہاں درجہ (عقرب) تلاش  
کرتے رہتے ہیں کہ کون میں (خدا کا) دیا۔ وہ مقرب ہوتا ہے اور اس کی رحمت کے

﴿اور میں سو حکمہ بعد انزل اللہ فواللک ہم الکافرون﴾ کے قولہ  
"ساب حسد صدق و قتالہ کفر۔" (مصدق علیہ)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ مسلمانوں کا آپس میں حکم گونج کر نفاق ہے اور  
قول رہا ہے۔ (بخاری: مسلم)

وقولہ علیہ السلام: بین المسلم و بین الکفر ترک الصلوۃ

(رواہ مسلم)

ترجمہ مسلم اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی بات نماز کا ترک کرنا ہے۔

وقولہ: "من حصد بعد انہ صد کفر۔" (رواہ الحاکم)

ترجمہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھالی، اس سے کفر کیا۔ (دترم)

اس کے ساتھ وہ بھی دلیل ہیں جن سے حوازی اور معتزلہ استدلال کرتے ہیں مرکب  
کبیرہ کے کفر پر۔

**جواب:** جو بات کا اصل یہ ہے کہ اصل سنت اس بات پر تعلق ہیں کہ مرکب کبیرہ و کواہیا  
کافر نہیں قرار دیا جائے گا کہ وہ دائرہ اسلام سے نکل کر دائرہ کفر سے میں داخل ہو گیا۔ مگر  
ایہ ہوتا تو وہ مرتد اور جب اہل کفر سے اس کے حق میں حدود قصاص وغیرہ دیکر ہوتا  
بلکہ شریعت نے ان گناہوں پر حدود قصاص وغیرہ دی ہیں مقرر فرمائی ہیں جہاں تک  
ان افعال پر لفظ کفر کے احاطہ کا تعلق ہے۔

ان سے مراد کفر عملی سے نہ کہ کفر اعتقادی یعنی کافروں جیسا عمل کیا۔ جس طرح کافر نماز  
نہیں پڑھتے اس سے مسلمان ہوتے ہوئے نہ نہیں پڑھی۔ جس طرح کفار مسلمانوں سے  
ٹوٹے ہیں۔ اس سے مسلمان ہو کر دوسرے مسلمان بھائی سے لڑائی کی۔ اس البتہ بھی یہ  
افعال مسلمانوں کے آپس کا قتل و قتل، نماز کا ترک کرنا وغیرہ حقیقی کفر بھی بن جاتے ہیں  
جسب اس طرح کرنے کو عدلی سمجھا جائے یا ان افعال کی تحقیر اور اہانت کی جائے۔

امیدہ رہتے ہیں اور اس کے مذہب سے خوف رکھتے ہیں، بے شک تمہارے رب کا مذہب ڈرنے کی چیز ہے۔

## بے خوفی تاامیدی کفر ہے

عقیدہ ۶۰ : والامس و لا یسئلان عن علة الاسلام و سبیل الحق یسہما لاهل القبلة .

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب سے بے خوف ہونا یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تاامید ہونا آدمی کو متاسمات سے خارج کر دیتا ہے۔ مابقی کہیں حق کا راستہ ان دونوں کے درمیان ہے۔

**تشریح :** آدمی جو اللہ تعالیٰ کے مذہب سے بے خوفی کی زندگی میں رہنا چاہتا ہو یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عاجزی کی جگہ پر ہمسائیگی کی زندگی میں رہنا چاہتا ہو یا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اجر و ثواب کی امید سے اقبال صالح انجام دیتا رہے نیز اللہ تعالیٰ کے مذہب سے ڈرتے ہوئے یا کفر یا نیکوں سے مکمل بے اعتنا رہے۔ یہی حق کا راستہ ہے۔

قولہ تھمالی : ﴿و اس هو قانت امام اللیل ساجدا او قائما یحذر الاخرة و یرجو رحمة ربہ﴾ (الرہم : ۹)

## ایمان سے خارج ہونا

عقیدہ ۶۱ : ولا یخرج العبد من الایمان الا بحکمہ و ما اوجله اللہ فیہ

ترجمہ بندہ مؤمن دائرہ ایمان سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک ان حقائق سے انکار نہ کر دے جن کی بناء پر وہ ایمان میں داخل ہوا تھا۔

تشریح اس میں غور و متحذر رہو کہ جو کچھ کفر و کوار و اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ اس میں پہلے قول کی حرید وضاحت ہے۔

"لا تکفر احدنا من اهل القبلة بدسب ملام و سبیلہ"

اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

## ایمان کے بارے میں تفصیلات

عقیدہ ۶۲ : لا یصلح لہو لا یر .. و لا یصلح .. و لا یصلح ..

ترجمہ ایمان اور ایمان اور اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

## تشریح ایمان کے لغوی معنی :

ایمان اُمن سے ماخوذ ہے جو خوف کی ضد ہے "من بجد میں" "مع" سے لاری معنی میں استعمال ہوتا ہے جنی بے خوف ہونا اور انہوں سے متحذی معنی میں مستعمل ہوتا ہے جنی دوسروں کو بے خوف بنانا یا بے فعال میں یہ متحذی بیک مقبول اور متحذی دوسروں دلوں میں مستعمل ہے "است و بعدا و عمرو" "اذا ناسا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ میں نے زیادہ کمر و سے بے خوف بنایا۔

پھر اسکا استعمال بھی متحذی دوسرے کے طور پر ہوتا ہے اور بھی متحذی یا مسد کے طور پر جس وقت متحذی دوسرے کے طور پر مستعمل ہوتا اس کے معنی فقط ایمان اور بے خوف بنانے کے آتے ہیں اور متحذی یا مسد کے طور پر دوسرے میں ہیں۔ کبھی متحذی بے خوف ہونا ہے جیسے "کل اُمن ما فہ و رسولہ" "کبھی متحذی بے خوف ہونا ہے متحذی یا مسد صورت میں بھی کہ مثال بائین قبل و ات ہوتا ہے جیسے "کل اُمن ما فہ و علانکک" اور کبھی داخل یا قبل انعام ہوتا ہے جیسے "اُمن الریوں مع امور الیہ میں رہ"۔ متحذی بے خوف ہونا یا مسد صورت میں ایمان کے معنی بھی ایمان اور تصدیق کے ہوتے ہیں جیسے "لن یؤمن لک حسی بری اللہ جہودہ و ما اسب بعموس لیا و لو کما صادقین" ہیں اور بھی ممکن تھیہ دار اعانت کے ہوتے ہیں جیسے "موس لک و اتعک الا و دلون" میں۔

علامہ شی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لغوی معنی اس طرح بیان فرمایا ہے "لا یصلح .. و لا یصلح .. و لا یصلح .." جب کسی شخص کی تصدیق کر دی جاتی ہے تو اس کو کھدیب سے مامون

عالم کتب اعلیٰ رحمہ اللہ قیوم کے نزدیک ایمان سے غرضی معنی تصدیق کے ہیں اور یہ  
بغیر تصدیق منطقی کے کہ: "یہ تصدیق غرضی اور تصدیق منطقی" دونوں کا ایک ہی حاصل  
تہا تصدیق غرضی اور تصدیق منطقی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

ایمان کے اصطلاحی معنی:

" (أحد في (المطبخ) في عذراء من عذراء يدعى محي).

ترميم في الخشب في مرقد بعلبك - حملا في مرقد الجبل

مراد یہ ہے کہ تمام چیزوں کی تحدیق کیا نہ کر لیا، مرنے پہلے وہ حضور اقدس ﷺ کا  
تکبر یا تمکلی طور پر تو اسے معلوم ہو سے اور جو چیزیں انہی طور پر مضموم ہوتی ہیں اُن  
سے تحدیق ایمان کافی ہے مثلاً احوال برزخ جو حضور ﷺ کے واسطے سے ایمان صورت پر  
منقول ہیں ان پر ایمان جہاں اور تصدیق ایمان کافی ہے چونکہ اس برزخ کا ایمانی حائل  
اور گناہات سے تواتر سے ثابت نہیں چلکے اخبار سے ثابت ہیں مبنی حوالہ برزخ کا ایمانی حائل  
تو اس سے ثابت ہے اسی طرح حضور اقدس ﷺ سے جو خوارق احوال ثابت ہیں انکی  
تصدیق ایمانی کافی ہے چونکہ خوارق احوال سے کسی نصیب سے صرف اخبار احوال سے ثابت ہیں  
ابست خوارق احوال کا ایمان ثبوت تو اسے ثابت ہے اور جو چیزیں حضور ﷺ سے تصدیق  
منقول ہیں ان کی تحدیق بھی تمکلی نہ مرنے سے بلکہ ایمان مضموم شدہ روایات اور دیگر  
رکان عبادت پر مثلاً اہل سنت و خیرہ و سنی اسلام جن کو نامہ حاضر قرآن کریم کی حدیث میں ذکر  
کیا گیا ان سب پر ایمان تمکلی ضروری ہے

یہاں پر ایک شہر ہے جو ۱۳۰۰ء کے لگ بھگ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی امر کو کرے  
 وہ اسے بدھ کا عینی صاحب سمجھتا ہے۔ حکام کو بتو کہ جو زمینیں ملکہ مرزا محمد کا دی گئی  
 حضور اقدس ﷺ کے شہر نبوت کا مسافر انکار کرتے تھے تو وہ بھی کافر بنا جائے۔

١٤٢٠ هـ

اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح قرآن شریف ہرگز تو ہے اسی طرح مفہم قرآن بھی بعض متوثر بعض غیر متوثر ہیں جو مفہم میں متواتر ثابت ہیں ان کا کارخانہ بنانا بوجہ تعلیمی دونوں حالت میں کفر ہے اور مفہم را مروجہ کا ختم ثبوت کا مفہم جو کہ و کس رسول اللہ و حاتمہ انیس کا کلمہ ہے جو متواتر ہے اس کے کارخانہ بنانا بھی کفر ہوگا البتہ ایسے مباحین جو متواتر نہیں ہیں اچانک لفظ متواتر ہیں ان کا کارخانہ بنانا کفر نہیں ہے فقہاء سے اس بات کی بھی تصریح ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام میں نہ تو سے اجتماع کفر ہو اور صرف ایک احتمال ایسا کہ ہوں تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ پھر کلام احمد کا دینی جیسے کا ذہن میں نہ تو کلام میں بہر حال ایک یا کئی کہ احتمال ایمان نکل سکتے ہیں تو اس پر حکم نہیں لگایا گیا۔

اس کا جوابی اولیٰ ہے کہ دراصل غیب کا قاعدہ اس شخص سے ہمارے میں ہے جو کلامِ مہم بول کر بیانِ مراد سے پہلے فوت ہو جاوے جو یہاں تو قلمِ احمد قادیانی نے انکارِ ختم نبوت کے کلام کی جاننا خواہر اور جان کی ہے جو امرِ خدا کو کفر سے اسلئے ہے قاعدہ یہاں جاری کس کی جا سکتے۔

جواب دہانی یہ ہے یہ فقہاء کا یہ جادو اس صورت میں ہے کہ جبکہ ظلم کا اس کا ام کے علاوہ دوسرے قرائن اس کے کفر کی تائید نہ کرتے ہوئے۔

اور اگر دوسرے قریبی سے کسی کی کفریہ مردہ واضح ہو جاتی ہے تو اس پر کفری کا حکم لگایا جائے گا۔ چنانچہ نام احمد قادریؒ کا تمہدہ جو مہر فرغات ہے اس بہت ہی تازہ کتاب ہے۔ کہ اس کی افکار خوش نیت ہے۔ مردہ ہی ہے جو باعث صغیر ہے۔

المداهب في حقيقة الإيمان

ایمان شری کے بارے میں مختلف مذہب ہیں قطعاً علم کے کہ فرق صاف کا ہے پر اختلاف سے غور اہل حق بھی اس کی حقیقت کے متین میں مختلف ہیں۔

المذهب الأول: الأيمان الشرعي هو التصديق بالحق فقط



والاقر بالاسان و جعل بالادراك - اس شخص پر عدا شرط ہے۔

مذکورہ مذہب کے مطابق ایمان صرف عقد بنی قلمی کا نام ہے اور اقرار باللسان اجراما حکام کیسے شرط ہوگا کہ ارکان ثمرات ایمان میں سے ہوگا یہ دونوں چیزیں جڑائے ایمان نہیں کہ وجہ سے اس مذہب کے مطابق ایمان ہیضہ ہے یہ جمہور متکلمین اختلاف شیخ ابو منصور ترمذی و ابانہ نقل اور یکے کے مطابق امام ابو اسحاق شہری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔

المذہب الثانی الايمان هو التصديق بالوجدان والاقرار باللسان.

اس مذہب کے مطابق ایمان مرکب کن اثمتین ہے شمس الانوار رحمہ اللہ حافظ ابن تیمیہ کا یہی مذہب ہے۔

المذہب الثالث الايمان هو التصديق بالوجدان والاقرار باللسان

وکن ان طوبى به والا فلا.

مراد یہ ہے کہ اگر عقد بنی ایمان کے بعد کسی شخص نے اس سے اقرار و طعن کا مطالبہ کیا تو اب اقرار بھی ایمان کا رکن اور جزو ضروری ہوگا ورنہ اس سے کسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا تو صرف عقد بنی ایمان ہی ایمان کہلاتا ہے۔

ذكره علامه نعمان بن حى شرح المقاصد والشيخ من حمام في

المصايرة

المذہب الرابع الايمان هو التصديق بالوجدان والاقرار باللسان

والعمل بالادراك.

اس مذہب کے مطابق ایمان مرکب کن اشیاء ثلاثہ ہے۔

یہ جمہور شافعی اور جمہور محدثین و بعض متکلمین کا مذہب ہے۔

المذہب الخامس الايمان هو المعرفة القلبي فقط.

اس مذہب کے مطابق ایمان کیسے صرف قلب میں معرفت کا پڑنا یا ضروری ہے اور

کیا کافی ہے۔

تقدیر قلمی اور اقرار غیرہ کوئی چیز ضروری نہیں یہ مذہب جمہور کا ہے جو جم بن مفلان کی طرف منسوب ہے یہ مذہب باطل اور غلط ہے اس کے گرائس معرفت ایمان کیلئے کافی ہوتا تو ابوطالب اور برقل رحمہ اللہ بھی صاحب ایمان کہلائے گی اس لئے کہ ابوطالب کو حضور اقدس ﷺ کی معرفت قلمی حاصل تھی چنانچہ انہوں نے "لقد علمت بان فی محمد خیر من اعدیان النبوة" کہہ کر اپنے معرفت کا اظہار دنیا میں کر دیا تھا اسی طرح صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برقل رحمہ اللہ جب معرفت تھا نیز اہل کتاب کے پاس میں خود قرآن حکیم میں "یا معرو لہ کما یعرفون اہلہم" فرمایا کہ تو کیا یہ لوگ صاحب ایمان ہیں یا انکار حق کا ان کے کفر پر اتفاق اور اجماع ہے۔

المذہب السادس الايمان هو التصديق القلبي فقط - ولا يعرف به

العمل الفی.

مراد یہ ہے کہ ایمان کیلئے عقد بنی قلمی کافی ہے اور حاکم ایمان میں کوئی ائمہ و معصیت ضروری ہوتی بلکہ حالت کفر میں کوئی حنہ مفید نہیں ہوتی یہ مرید کا مذہب ہے ان کے نزدیک ایمان کے ساتھ اعمال حنہ کی کوئی ضرورت نہیں چونکہ وہ اہل سیدہ کو ایمان کیسے معترف نہیں سمجھتے اس لئے یہ مذہب بھی باطل ہے قرآن کریم میں جب اہل ایمان کو اہل حنہ کی ترغیب دی گئی اور اعمال سیدہ سے استرازا کا حکم دیا گیا ہے اگر اعمال حنہ غیر ضروری وہ اعمال سیدہ غیر ضروری ہوتے تو ان الدین امنوا و عملوا الصالحات کہ جب قرآن حکیم میں یہ طریقہ بیان نہ کیا جاتا۔

المذہب السابع الايمان هو التصديق بالوجدان والاقرار باللسان

والعمل بالادراك كما هو مذہب المحدثين والشافعية ولكن

بحرح المومن من الايمان بالاعمال المشية الكبيرة ولا يفي مؤمنا

و لا یكون كافرا فيكون ملة من مملکتی هذا هو مذهب المعتزلة .

ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت اُر پور ہوئی جو حضرات شوافع اور محدثین عہد کے نزدیک ہے لیکن اس کے ساتھ ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کی وجہ سے دائرہ ایمان سے نکل جاتا ہے کہ چودہ کافر بھی نہیں ہوتا بلکہ وہ شخص انکی اصطلاح میں کاسر کہلاتا ہے جو کلمہ فی التار ہوتا ہے اس کاسر سے مراد فاسق اصطلاحی معروف کے مطابق وہ ہے فاسق معروف اصطلاحی تو وہی کہلاتا ہے جو معاصی میں مبتلا ہو لیکن دائرہ ایمان میں داخل ہوا اور اس کے لئے غلو دینی التار کی بھی نہیں ہے۔

المذهب المسمى الايمان هو المذهب بنى بالحقان والافرار بالناس  
والعمل بالاركان كما هو مذهب المحدثين وشوايع سني  
يكونون كسافرا وحارب عن الايمان بالمعصية الكثيره هذا هو  
مذهب الخوارج .

معتز راو خوارج کے درمیان اتنا فرق ہے کہ معتزلہ معصیت کبیرہ کی وجہ سے انکی عزت و  
تین امور میں مانتے ہیں اور خوارج اس کو کافر کہتے ہیں اور خوارجی التار دلوں کیلئے یہ مذہب  
بھی باطل ہے۔ حضرات محدثین اور خوارج اور معتزلہ کے درمیان یہ بھی فرق ہے کہ حضرات  
محدثین اہل کواجز مارتہ یہ قرار دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اس وقت تک حزن  
ور کمال نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایمان نہ پائے جائے اور معتزلہ خوارج کے نزدیک ایمان کی  
حیثیت جزا پر تکیہ نہیں ہے گویا کمال ایمان منہ کے بغیر مطلق ایمان موجود ہی نہیں ہے۔

معتزلہ و خوارج کا یہ مذہب بھی باطل ہے یہاں کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ  
ہے ﴿وَإِنِ الْمَعْصِيَةُ أُولَىٰ وَاعْلَمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَقَّ وَالْإِيمَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ  
پڑھنا گیا ہے اور عہد مذہب کو پتا ہے اس سے کہ ہر بڑا کمال ایمان کے بغیر بھی نہیں ایمان  
کا حقیق ہو جائے لہذا اصول سید کی وجہ سے ایمان باطل نہیں ہوگا۔

تجزہ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم  
ﷺ نے فرمایا "مَنْ عَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
سوال کیا "و ان ربی و سرق" تو آپ ﷺ نے فرمایا "و ان ربی و سرق عسی ربح" مع  
ایسی حد۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین مرتبہ سوال  
کرنے پر آخری مرتبہ آپ نے یہ اللہ کا فرمائے بقصد یہ تھا کہ تھا کہ جس شخص کے دل میں  
تصدیق غلطی موجود ہے کہ چودہ زانی اور سارق کی عیب نہ ہو جائے کہ جنت میں داخل ہوگا  
خود اب تو یہ کہیں نہ کہیں معلوم ہوا کہ سرکب گناہ کبیرہ کافر نہیں ہو جاتا جیسا کہ معتزلہ  
و خوارج کا گمان ہے۔

المذهب التاسع الايمان هو الاقرار بالناسان فقط وان سواهم  
التصديق والمعرفة بالقلب .

یہ مذہب کرامیہ کا ہے اس مذہب میں ایمان صرف اقرار بالانسان کا نام ہے اور یہ  
مذہب بھی ظاہر باطلان ہے اس لئے کہ اگر ایمان کیلئے اقرار بالانسان کافی ہوتا تو تمام منافقین  
مومن کہلاتے حالانکہ قرآن میں انہیں ایک الگ طائفہ کے طور پر مسلمانوں سے جدا کر کے  
بیان کیا ہے باوجودیکہ وہ لوگ اقرار بالانسان کیا کرتے تھے قرآن نے انکے متعلق فرمایا۔  
﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ أَهْلَ الْحَدِيثِ يَتَّبِعْ مَا كُتِبَ لَهُ مِنْ عِلْمٍ قَلِيلٍ﴾  
جو مومن الناس میں بقول اصناف و بالیوم الاخر و ما هم بمؤمنین نیز اس  
مذہب کے ماننے سے وہ تمام لوگ جو استیضاء اور تسخیر اقرار الہی کیا کرتے تھے دار کب  
کرتے ہیں وہ صاحب ایمان بن جائیں گے۔

باطل میں جو جیسے کہ مذہب میں یہ بات ذکر ہوئی کہ نفس معرفت ایمان کے واسطے کافی  
نہیں ہی وجہ سے یہ مطالب اور برحق دوم ہذا خالق کافر ہیں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجود  
معرفت کے باوجود ان لوگوں کو کافر کہنا کیسے ہوگا حالانکہ فیہ صحت معرفت بھی کافر ہوتا  
ہے اس میں اور اس میں کھٹکتی ہوئی حق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کفر کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) **کفر حقو:** ایسا کفر ہے جس میں قلب میں تو تصدیق موجود ہو لیکن زبان سے مسلسل انکار ہو۔

(۲) **کفر عادی:** ایسا کفر ہے کہ قلب میں کس معرفت موجود ہو اور زبان میں بھی اسے اظہار ہو۔

(۳) **کفر نفاق:** ایسا کفر ہے کہ جس کے قلب میں تو تصدیق و معرفت موجود نہ ہو لیکن زبان سے مسلسل اقرار ہو۔

(۴) **کفر انکاری:** یہ کفر ہے جس میں قلب و زبان دونوں انکار ہو۔  
یو ظاہر اور برحق روم کا کفر "کفر حقو" تھا جو دوسری قسم میں سے تھا اور انہیں کافر کہا جاتا ہے۔

مرجیہ کے نزدیک ایمان حسنی کوئی ضرورت نہیں تھا کہ گنہگار کے ایمان میں اوپر آکر کیا ہوتا ہے اور گنہگار کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ "جو اوحسانہم المتاحسون" سے اخذ ہے۔ "کان ہم یوعرون الاعمال عن الایمان"

یہاں پر ایک شبہ ہوتا ہے کہ احسن لوگ ایمان و عقیدہ کو فرقہ مرجیہ میں شمار کرتے ہیں جبکہ کثرت علماء ائمہ جہدنی نے "غیوہ الطائفتیں" میں ذکر کیا ہے تو کیا امام صاحب کا اس فرقہ ضار سے کچھ تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ "کتاب حسن و فحسن لشہر سانی" اور سی طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تو ان کی "کتاب ایمان" میں مرجیہ کی دو قسمیں بیان کی گئی ہے

(۱) مرجیہ فی التقادیر وہی فرقہ ضار ہے جو باطل میں ایمان ہو چکا۔

(۲) مرجیہ قہار سے مراد وہ قہار ہیں جو ایمان کو تسلیم کرتے ہیں اور صرف تصدیق قلبی کا نام ایمان رکھتے ہیں چونکہ ان حضرات کے نزدیک عمل اور ایمان نہیں بلکہ ثمرات ایمان میں سے ہیں اسلئے ان کو مرجیہ قہار کہا جاتا ہے تو امام صاحب کو جن لوگوں نے مرجیہ

میں سے کہا ہے اس سے مراد یہی قسم تھی کہ ایمان میں حسنیہ اور عقیدہ رحمہ اللہ تو ان میں داخل نہیں بلکہ ان میں صرف تصدیق اور ایمان ہی ہے۔

**اہل سنت کے مابین ایمان کی تعریف میں اختلاف نزاع لفظی ہے**

یہ بات اہل طریح چاہنا چاہتے ہیں کہ امام ابو سعید رحمہ اللہ تو ان کی اور دیگر محدث کے بیان میں ان کی تعریف اور حقیقت کے بارے میں جو اختلاف ہے یہ حلقی افتاء نہیں ہے بلکہ راجع عقلی ہے۔ کیونکہ امام صاحب رحمہ اللہ تو ان کی تعریف میں کو ایمان کا جز نہیں مانتے لیکن ایمان قلبی پہلے اہل کو لازم قرار دیتے ہیں اور غرض اللہ وہی کو ایمان قلبی کا جز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ دونوں ہی مانتے ہیں اس بات پر تعلق ہے۔ مرعوب سیرہ ایمان سے حرافق نہیں ہوتا ہے۔ تو یہ تعریف اختلاف ہے اس پر کوئی فساد عقیدہ و مرعوب نہیں ہوتا۔ ایمان کے بیٹھ ہونے اور صرف تصدیق قلبی ہونے پر امام ابو سعید رحمہ اللہ تو ان کے دہاک۔

قد رد تعالیٰ ﴿۱﴾ من کردہ و فسدہ مصلحت مالہ ایمان بچے

(حسن ۱۰۰)

ترجمہ: وہ نہیں جو (کفر پر مبنی) مجبور کیا جائے اور اس کا ان میں سے کچھ مطمئن ہو۔  
اس میں صرف ایمان قلبی کا ذکر ہوا۔ جو ان اور زبان کا ذکر نہیں کیا۔

وقولہ تعالیٰ ﴿۲﴾ ولما بدخل الایمان فی قلوبکم ﴿۳﴾

(الاحصاء ۱۱)

ترجمہ: اور ایمان تو ان کے دل میں داخل ہو گیا۔

وقولہ تعالیٰ ﴿۴﴾ ولما بدخل الایمان فی قلوبکم ﴿۵﴾

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے دل میں ایمان سے ایمان (چنانچہ یہی طرح ان کو فرمایا۔

**رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل حجت ہے**

عقیدہ ۶۳۰ (۶۳) و جمیع ما صحیح عن رسول اللہ ﷺ من الشرع

و ایمان مکہ حق۔

ترجمہ: جو کچھ شرعاً اور بیانِ رسول اللہ ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے وہ سب حق ہے۔

**تقریب:** امام محمد بن رحمہ اللہ تعالیٰ، معتزلہ و روافض نیز معتزلہ اور مجاہدہ وغیرہ پر رد کرتا ہے کہ جتنے ہیں۔ جو قرآن و حدیث کو منہ پر نہیں لکھتے۔

۱۱ یہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث مستترہ اگرچہ قطعی الثبوت ہیں لیکن قطعی الدلائل نہیں۔ اسی وجہ سے قرآن و حدیث کو حجت قرار دینا ہی رد کرتے ہیں ان کا انکار کیا اور ان آیات میں تاویلات کا سہارا لیا۔

حدیث میں سے خبر واحد، قطعی الثبوت نہ ہونے کے ساتھ قطعی الدلائل بھی نہیں ہے۔ اس طرح انہوں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو سادہ و عذیب کے ذریعہ پکارتے ہوئے کہا کہ راستہ ہی بند کر دیا اور لوگوں کو عجیب و غریب قسم کے دھم میں مبتلا کر دیا اور اوقاف سے ہٹا کر خیالات فاسدہ اور مخصوص میں ڈال دیے۔ تو علامہ محمد بن رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایمانی طور پر جو شریعت بیان کی یا کتاب اللہ کی شرح میں جو کچھ بیان فرمایا سب برحق اور واجب الاتباع ہے۔ ان کا انکار یا ان سے انحراف جائز نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ علیہ السلام کے قول و فعل بیان اور تحریرات سب امت کے لئے حجت ہے۔ ان کی اطاعت واجب و لازم ہے۔

## اصل ایمان میں کوئی تفاوت نہیں -

عقیدہ ۶۸: الايمان واحد، والمعلة هي اصفه سواء، والتمتع بالاصول

بهم بالخشية والتقوى، ومخالفة الهوى وملازمة الاصول

ترجمہ: ایمان ایک وحدت ہے اور اہل ایمان اس کی بنیاد میں برابر ہیں لیکن ایک دوسرے پر نصیحت خشیت الہی، تقویٰ، غواہت نفسانی کی مخالفت، اور افضل عزم پر مواہبت کے ساتھ عمل کرنے کی بنیاد پر نصیب ہوتی ہے۔

درمیان ایمان و کفر

**تقریب:** تمام مومنین نفس ایمان میں سب برابر ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے واحدانیت

اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے اقرار کے ساتھ ضروریاتِ دین و تقسیم کر کے دو مسلمان ہے۔ جتنی اس میں حاصل تقویٰ اخلاص کی، دینی، عمل میں زیادتی، دلچسپی، محنت کی بناء پر ہے۔ ہر اس سے مفہوم ہوا کہ حقیقت ایمانی ہی زیادتی کو گنوں نہیں کرتی، بلکہ معتدات ایمان یعنی اولیٰ کی قیادت سے ایمان کی کثرت میں کمی زیادتی ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ: من یرحمکم عند اللہ عاکمہ (۱۳ - احزاب)

ترجمہ: خدا سے: ایک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

## ولی کا مقام

عقیدہ ۶۵: والیہم و ابھم و رحمہم و رحمہم عند اللہ۔

افضوہم و ارفعہم للقرآن۔

ترجمہ: تمام مومنین اولیاء و اہل کرم (اللہ کے دوست) ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو (اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا) دوا و دوا پر دار و قرآن مجید کا تابع ہو۔

**تقریب:** قولِ اولیاء و اہل کرم سے ولی کی دلی، یا خود ہے ولی سے اولیٰ یعنی خواہ یہ عدوت کی ضد ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ: من یرحمکم عند اللہ عاکمہ (۱۳ - احزاب)

ترجمہ: تو جب تک وہ حجت نہ کریں کہ وہ ان کی رفعت سے گھبرا کر نہیں۔

پس مومنین اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دوست ہیں اور ولی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومنین بندوں سے محبت کرتے ہیں، ان کو پسند کرتے ہیں مومنین اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہی سے پیچھے ہیں۔

## ولی کی تقریب:

جہاد و مومنین بندہ ہے جو کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور سوس





بَشَاءٌ ۖ (الف ۱۶۶) ۖ شَاءَ عَلَيْهِمْ فِي النَّارِ بَعْدَهُ، ثُمَّ  
 بِحَرِّ جَهَنَّمَ مَسُورًا بَرَحْمَةً وَشِعَاعُهُ تُشَاقِقُ مِنْ أَهْلِ طَاعَتِهِ، ثُمَّ  
 يَنْسِفُهُمْ فِي جَهَنَّمَ، وَذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَوَلَّى أَهْلَ مَعْرِفِهِ، وَلَمْ  
 يَجْعَلْ لَهُمْ فِي النَّارِ كَافُلًا، لِكَيْ يَكُونَ الدِّينُ حَالِيًا مِنْ هُدَايَتِهِ، وَلَمْ  
 يَسْأَلُوا مِنْ وَلَائِهِ، اَللّٰهُمَّ يَا أُولَى الْإِسْلَامِ وَأَهْلَهُ، نَسَبًا عَلَى الْإِسْلَامِ  
 حَتَّى يَنْقَالَ بِهِ

ترجمہ حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے کبیرہ گناہ کے ارتکاب کرنے والے جنہم میں  
 جا میں گئے۔ لیکن وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ بشریکہ موت کے وقت توبہ سے قائل  
 ہوں اگرچہ کبیرہ گناہوں سے توبہ نہ کی ہو لیکن اللہ سے چپ لٹے ہوں عارف اور متوکل  
 ہونے کی حالت میں ہے ہوسے دگ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور غم کے تحت ہوں گے۔ اگر  
 وہ چاہے تو ان کو غفل دے اور انہیں اپنے فضل و کرم سے محاف کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 نے پٹی کرب میں تذکر فرمایا: "(شُرک) کے سوا اور گناہ جس کو چاہے محاف کر دے۔"  
 (القلم ۴۸، ۱۱۹) اور اگر وہ چاہے تو انہیں جنہم میں اپنے عدل و انصاف کے مطابق سزا  
 دے۔ پھر انہیں اس سے اپنی رحمت اور اپنے قرباء پر نہ اور بندوں کی سزا شرک کی بناء پر نکال دے  
 اور انہیں جنت میں داخل کر دے۔ یہ اس لئے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو دوست بنایا  
 ہے اور انہیں دین و آخرت میں سکرین کے برابر قرار نہیں دیا جو ہدایت الہی سے محروم رہے  
 اور اس کی روشنی کو نہ پاسکے۔ اسے اللہ اسے اسلام اور اہل اسلام کے دوست نہیں اسلام پر  
 ثابت قدم رہ کر کتنی کتنے سے اسی حالت پر آٹھیں۔

**تشریح:** جہور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص زندگی بھر کبیرہ گناہوں کا  
 مرتکب رہا لیکن موت اس کی ایمان کی حالت میں آئی ہو۔ اگرچہ اس نے گناہوں سے توبہ  
 نہ کی تب بھی وہ ایمان کی بدولت جنہم سے نکال جایا گئے گا۔ چاہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت

و فضل سے نکال دے، یا اتحیاء بعد از صالحین کی سفارش توبہ فرما کر نکال دے جنہم سے نکالنے  
 کے بعد پاک و صاف کر کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ کسی کی توبہ سے کہ اللہ تعالیٰ اہل  
 ایمان کے دوست و مددگار ہیں۔ مؤمنین کو آخرت میں نکال کے برابر جنہم میں نہیں رکھیں  
 گئے۔ گناہ تو ہمیشہ ہمیشہ جنہم میں رہیں گے۔ گناہ کار مؤمن کو ان کے گناہوں میں سے ہر گز  
 جنہم سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔ علامہ محمد امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ اس عقیدہ کو بدین  
 قرآن کریم و احادیث و روایات پر رد فرماتے ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ مرتکب کبیرہ ہمیشہ جنہم  
 میں رہیں گے ان کے قائل کا باطل ہونا۔ "و لا یسیر حد من حد من حد" کے تحت  
 گذر چکا ہے۔ باقی اہل کفر و کفر امت محمدیہ ﷺ کے عدم خود کو قائل سے یہ شریعت کیا جائے کہ  
 یہ صرف امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ کے سوا جب جو مؤمن  
 بھی جنہم میں ہوگا۔ اگرچہ ذرہ برابر ایمان ہو وہ بھی ایمان کی بدولت غمراہ ایک دن جنہم سے  
 نجات پائے گا چاہے اس کا قتل امت محمدیہ ﷺ سے ہو یا کسی اور نبی کی امت ہو ہر مؤمن کو  
 یہ نعمت حاصل ہوگی۔ ایمان بڑی دولت ہے۔

فولہ ﷺ "یخرج من النار من كان في فئة مثقال ذرة من إيمان."  
 (متن علیہ)

### گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ

گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے مختلف قریشیں علماء سے منقول ہیں۔  
**گناہ کبیرہ کی تعریف:**

جس گناہ پر قرآن و حدیث میں اُمید کی ہو یا لعنت کی گئی ہو، جس گناہ کے مرتکب کو  
 قرآن و حدیث میں قاتل قرار فرمایا ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔ کسی طرح جو گناہ وسیعہ اور ذریعہ  
 کی حیثیت نہ رکھتا ہو بلکہ خود بالذات مخصوص ہو وہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

صبر و بردباری اور صبر سے کبر و تکبر کا ہے اسی طرح جو گناہ بھی انسان قصداً اللہ تعالیٰ سے خدو ہو کر انجام دیتا ہے وہ کبر و تکبر کا ہے۔

قوله تعالى: ﴿لَا تَحْسَبُوا كِبَارًا مَا تَهَوُّ عَن نَّكَرٍ عَنكُمْ

مِثْلًا تَكْبَرًا وَذَعَبَكُمْ مَدَحًا لَكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسَدُونَ﴾ (النساء: ۳۶)

ترجمہ اگر تم بڑے گنہگار ہو گے جس میں تم کو کسب کیا جاتا ہے ایسا بڑے گنہگار کے تو قہار سے چھوٹے گنہگار سے زیادہ عزت کے مکافوں میں داخل کریں گے۔

**صبر و بردباری کی تعریف:**

یعنی جس گناہ پر دینی میں سخت یا آخرت میں کوئی عید و شدید بیان نہ کی ہو وہ صبر و بردباری ہے۔ کبر و تکبر نہ کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ سات، ستر، سو ستر مختلف احوال میں تصنیف لبرست کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

قوله بعد ان لقوا الله تعالى عارفين بفتح

مُرصَف رِمد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بچے کو سنیں فرماتے تو زیادہ مناسب ہوتا اس کے کہ جس کو معرفت و حقیقت پران فقدان ہو دو کافر ہے۔ بیشک بھی کافر ہے مگر سب سے بڑا کافر ہے اہل کتاب کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی معرفت حاصل تھی مگر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ﷺ شریعت کو ماننے کی وجہ سے کافر ہیں۔

قوله وهم في مشية الله وحكمه الخ

یعنی اہل کتاب کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ چاہے اس کو باغداد کے معاف فرمادے۔ چاہے وہ جہنم میں ملائے کہ معاف کرے باقی شرک کی عظمت نہ ہوگی۔

قوله تعالى ﴿لَنْ يَلْعَنَ لَكُمْ بَشَرًا لَّهِ وَبِعِزَّتِكَ لَوْ أَنَّهُ لَكُم

بِشَاءٌ﴾ (النساء: ۶۸)

ترجمہ ہے شک خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے

سوا اور نہ جس کو چاہے معاف فرمے۔

قوله ﴿لَنْ يَلْعَنَ لَكُمْ بَشَرًا﴾ معنی میں معارفہ مع۔

یعنی اہل ایمان کو کافر جنہ سے خصوصی معاف کرنے کے لئے ہے کہ مدعوں میں ایمان کا دلی اور رفق و مدار ہے۔ کفار کا نہیں۔

کما صی قولہ تعالیٰ: ﴿لَنْ يَلْعَنَ لَكُمْ بَشَرًا﴾ معنی میں معارفہ مع۔

الکافرین لا موسیٰ ہم ﴿﴾ (محمد: ۱۶)

ترجمہ یہ ایسے گنہگار ہیں جن کا خدا کا راز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔

**فاسق و فاجر کی افتدہ میں نماز**

عقیدہ ۶۹: وسرخی الصلاة خلف کل بر وفاجر من أهل السنة.

وعلیٰ من مات منهم

ترجمہ ہم اہل قبلہ میں سے بریک و فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کو درست سمجھتے ہیں اور وہی طرح ہر ایک و ہر ایک نماز جنازہ پڑھنا شرعاً جائز سمجھتے ہیں۔

**تشریح:** اہل قبلہ کے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ ہم ہر مسلمان کے پیچھے نماز کو پڑھ سکتے ہیں۔ خود وہ شیک و صحت ہو یا فاسق و فاجر اور بائسن کی افتدہ میں نماز کا کفر و کفری ہو یا جیس کہ کتب افتدہ میں مذکور ہے وہ ایک مسئلہ ہے یہاں مشکوٹس حور میں ہے۔ فقہاء اگر مسلمان فاسق و فاجر کی افتدہ میں پڑھیں گے تو نماز کا سہ ماہوں تک سبک ہوگی۔

کما صی قولہ علیہ السلام صلوا خلف کل بر وفاجر

(روہ در فقیہ)

بریک و بد (مسلمان) سے پیچھے نماز پڑھو، بعد اہم ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کا جائز سمجھتے ہیں اور ہر مسلمان میت پر نماز پڑھنا تو کوئی چیز نہ سمجھتے ہیں۔

یعنی جو بھی کچھ کچھ کرام بھی ایسے اماموں کے پیچھے نماز پڑھ سیتے تھے جو فاسق و فاجر



تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حج میں یوسف کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاج کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے جبکہ حجاج بن یوسف اور عامر بن عبد اللہ تھے۔

"وروی الاوزاعی عن عمر بن خطاب رحمہ اللہ تعالیٰ قال شہدت ابن عمر والحجاج محاصر ابن الزبیر فکان یصل من عمر بیہما فکان ویما حصر الصلاة مع هؤلاء ویما حصر الصلاة مع هؤلاء وهذا مسند صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۷۸/۲ وانرجہ الیہ فی السلس الکبریٰ من طریق اخر." (۱۲۲/۳)

### بدعت کی اقتداء میں نماز کا حکم

جو بدعتی ایسا ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو لم الغیب حاضر وہ ظہار تک نور، مابو یا ان میں سے کوئی ایک شرک عقیدہ رکھتا ہو، چونکہ اس عقیدہ کا پہنچا ہوا ہے اس لئے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، لیکن جو بدعتی ایسے شرک عقیدہ نہ رکھتا ہو، بلکہ سواد ہوا نہ ہو، حج، چالیسواں اور دیگر خلاف شرع رسومات و بدعات کا رکنا رکنا کرتا ہو تو اس کی اہمیت کمزور ہے اگر کوئی صحیح عقیدہ امام اہل جائے تو بدعتی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے اور نہ ہی کے پیچھے پڑھے بلکہ جماعت نہ چھوڑے۔ بدعتی کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز اگرچہ مکروہ تحریمی ہے مگر واجب الادائے نہیں۔

"قال العلامة الحلبي رحمه الله تعالى: بعد ما حرره من أن كراهة تقديم المفسد كراهة تحریم و بكرة تقديم المستند ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل لان المفسد من حيث العمل يعترف بانه فاسق، وبخلاف والمستنصر بخلاف المستند والمراد بالمستند من يعتقد على خلاف

ما يعتقد له أهل السنة والجماعة، وإنما يجوز الاقتداء به مع الكراهة، إذا لم يكن ما يعتقد يؤدى إلى الكفر عند أهل السنة أما لو كان مؤديا إلى الكفر فلا يجوز أصلاً." (عقبة: ص ۸۰)

### شافعی اور اہل حدیث کی امامت

حنفی مسلک والے کی نماز اہل حدیث یا شافعی امام کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ کہ اگر یہ یقین ہو کہ امام نماز کے رکعات اور شرائط میں دوسرے مذاہب کی رعایت کرتا ہے۔ تو اس کی اقتداء میں نماز بجا کر اہمیت جائز ہے اور اگر رعایت نہ کرنے کا یقین ہو تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح نہ ہوگی۔ (مثلاً خون نکلنے سے حنابلہ کے ہاں وضو فوت جاتا ہے، وضو نکلنے کے ہاں نہیں تو نماز تمام، حنابلہ کی رعایت کرتے ہوئے خون نکلنے پر وضو کا اہتمام کرے، اب اگر خون نکلا مقتدی نے دیکھا یا شافعی امام نے ہر بھی وضو نہیں کیا اور نماز شروع کر دی یا حنفی کے لئے ایسی صورت میں اس امام کی اقتداء صحیح نہیں ہے) اور جس امام کا حال معصوم نہ ہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں اس کی اقتداء مکروہ ہے۔ آج کل کے غیر مقلدین کی اکثریت صرف یہی نہیں کہ رعایت مذاہب کا خیال نہیں رکھتی بلکہ اس کو کھٹا سمجھتی ہے اور عموماً اس کے خلاف کا اہتمام کرتی ہے۔ اس سے اس کی اقتداء نہ صرف حرام بلکہ لازم ہے مگر بوقت ضرورت اس کے پیچھے نماز پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے۔

قال فی الغالبی عن المحرر ان من المراءى لم یکره او عدمها م یصح وان شئت کره (رد المحتار: ۵۶۶/۱) یہ تفصیل اس وقت صحیح امام صحیح العقیدہ ہوا کہ اس کا عقیدہ وہ سب سے مقدمین کو شرک جانتا ہے اور سلف صالحین اور امتدین کو کُشہ شتم کرتا ہے تو اس کی امت بہر حال مکروہ تحریمی ہے۔ (ماہود نو احسن المتلوی: ۲۸۲/۳)

بعد بعدہ ہر حال ان بعضی حریف میں یہ بعد میں مدعا و لا یسقا  
بہ استقام لا تمہدہ جس میں شرط لا فتنہ و بعدہ بعدہ اہم اعتقاد  
مستندہ و لا یستحبہ فصول مدد عقیدہ ان بعضی حریف مسود  
نہج (تخصیص شرح عقیدہ اصطحابہ لاس انحر حمی)

### کسی مسلمان کا جنتی یا جہنمی ہونا

عقیدہ ۷۰ و لا سر احد ذمہ حب و لا نکر و لا شہد علیہ  
بالتکفر ولا یشرک ولا یفارق ما لم یظهر مہم شیء من دلالتہ و تدر  
سر الہدی الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ ہم کسی فرد کو جنتی یا جہنمی قرار نہیں دیتے اور نہ ہی کسی پر کفر و شرک یا فتنہ کی کوئی  
دلیل ہے تا وقتیکہ ان چیزوں کا کسی سے عکس نہ ہو جائے۔ ہر کوئی پر شہدہ باتوں کو اللہ تعالیٰ  
کے پروردگار کے ہیں۔

### تفویض قہرہ و لاسر احد ذمہ حب و لا شہد علیہ

مطلب کسی مسلمان کے متعلق جنتی ہونے کا جہنمی ہونے کا قطعی فیصلہ ہم نہیں کریں  
گے۔ کہ فلاں صاحب جنتی ہے۔ فلاں جہنمی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے  
اس سے وہ بہتر جانتے ہیں کون جنتی ہے اور کون جہنمی ہے۔ جہنم صاحبین کے بارے میں  
اچھا گمان رکھیں گے وہ اس شراب اللہ سے اس میں داخل ہو گئے اور گناہگاروں کے متعلق  
استغفار کریں گے۔ حق ان کا مل تو جہنم میں ملے گا ہے اور یہ لیکن اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے  
اپنے مخالف فرما دیں۔ جہنم میں سزا اور عذاب فرما دے۔

قہرہ و لا شہد علیہ بکفر و بیح

اسی طرح کسی مسلمان کے متعلق کافر و شرک یا منافق ہونے کا حکم نہیں دیں گے کہ  
فلاں کافر ہو گیا۔ شرک یا منافق ہو گیا ہے۔ کیونکہ جب وہ ظاہر میں مسلمان ہونے کا

دعا دیا ہے اس کو مسلمان ہی سمجھ جائے گا۔ اگر یہ کفر و بدعت دین میں سے کسی بات کا  
صراحت کے ساتھ انکار کرے۔ یا اس کی تاویلات سد و نہ جو یمن کے کئی قاعدہ میں  
داخل نہ ہو۔

قولہ تعالیٰ ﴿یا ایہا الذین امنوا لا یخسر قوم من قوم عسی ان  
یکون خیرا منهم﴾ (الحجرات: ۱۱)

ترجمہ ہر مومن کوئی قوم کسی قوم سے خیرتر نہ کرے جس کے کہ وہ لوگ اس سے بہتر ہوں۔  
و مومنہ سعائی ﴿یا ایہا الذین امنوا حسبوا کثیر من اقل﴾  
بعض الظن انہ ﴿﴾ (الحجرات: ۱۲)

ترجمہ اس دلیل ایمان بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ میں۔

### حق خون بہانا حرام ہے

عقیدہ ۷۱ ولا یری السیف علی احد من امۃ محمد ﷺ الا من  
و حب علیہ السیف

ترجمہ ہم امت محمد پر علی صاحب الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی فرد پر تلوار لگانا یا زخمیں  
کھینچنے بجز جس پر تلوار واجب ہو جائے۔

تخریج: مطلب یہ ہے کہ کسی کو مسلمان کا قتل شرعاً حرام ہے۔ ہاں تین مواقع ایسے  
ہیں کہ مسلمان کا قتل حلال ہو جاتا ہے

- (۱) قتال (۲) رجم (۳) مرتد کا قتل

قولہ تعالیٰ ﴿ومن یقتل مؤمنا متعمدا فحراؤہ جہنم خالدا فیہا  
و عصب اللہ عہ و عہ و أعدائہ عذابا عظیم﴾ (البقرہ: ۹۳)

ترجمہ اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار دے گا تو اس کی سزا اور عذاب ہے جس میں وہ  
بیشمار رہے گا اور اس پر عذاب افسوسناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے گھٹس کھینچنے اس نے بہ

ختم نہ کیا، کر رکھی ہے۔

قوله عليه السلام لا يحسن دم من لم يشهد أن لا إله إلا الله  
وأنى رسول الله إلا باحد ثلاث، الشيب الرائي، والنفس النافسه  
والشارك بدينه المعادى للمعصية. (متفق عليه)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی ایسے شخص کا قتل حلال نہیں جس اس بات کی کوئی  
دیکھا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ مگر تین باتوں میں  
سے کوئی ایک بات پائی جائے۔ (۱) شادی شدہ مرد یا عورت سے زنا کا صدور ہونا کو سزاوار  
کیا جائے گا۔ (۲) کسی مسلمان کو قصداً قتل کی بدعت قاتل کو قصداً قاتل کیا جائے گا۔ (۳)  
دین اسلام اور مسلمانوں کی حرمت کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کر لیا ہو یعنی مرتد ہو گیا۔ تو اگر  
بھگنے کے باوجود نہ نہ کرے تو اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔

### احمد المسلمین کے خلاف بغاوت کرنا حرام ہے

عقیدہ ۷۲: ولا تروا سلعاً على الفت ولا أموالاً ولا  
حاراً ولا دعوا عليهم ولا سراع يدا من عاتقهم، وروى طاعتهم  
من طاعة لله عز وجل فريضة، ماله بأسروا بمعصية، ودعوا له  
بالصلاح والمعافاة

ترجمہ: ہم مسلمان مقرر کر کے خلاف بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے اگرچہ وہ غلام کریں اور نہ  
ہی ہم انہیں بددعا دیتے ہیں اور نہ ہی اس کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہیں جب تک وہ کسی  
معصیت کا حکم نہ دیں۔ ہم ان کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت اور فرض سمجھتے ہیں اور ہم ان کے  
بے گناہی اور نیکی کی دعا کرتے ہیں۔

### حاکم بننے کی تین صورتیں

تقریر: تنویر المسامح حاکم بننے کی تین صورتیں ہیں

(۱) پہلے غیظ کی کوپا تپائیں مقرر کرے اس کے بعد قوم کے سردار اور بڑے لوگ اس  
کے ہاتھ پر بیعت کریں۔

(۲) جانشین کے بغیر قوم کے زعماء اس کو اپنا حاکم تسلیم کر کے دم سطا کی را کرنے کے لئے  
اس کی بیعت کر لیں۔

(۳) وہ زبردستی سلطنت پر قابض ہو جائے اس کے پاس اتنی فوجی قوت ہو کہ وہ بڑا  
طاقتور بن جائے اور رعایا پر نافذ کر سکے۔

اس تینوں صورتوں میں جب اس کو حکومت چلانے پر قدرت حاصل ہو جائے۔ کہ وہ  
رعایا کو انصاف فراہم کر سکتا ہے اور اپنا حکمران یا زبردستی نافذ کر سکتا ہے اور اپنی سلطنت کے  
حدود کی حفاظت کر سکتا ہے تو اس کو حاکم تسلیم کر لیا جائے گا اور پھر اس صورت میں اس کی اطاعت  
کرنا واجب ہو جائے گی۔

قال ابن عابدین رحمہ اللہ: قوله يصير ماماً بالمعصية، وكذا  
باستحلاف امام قبله، وكذا بالتسليم والغیر كما هي شرح  
المقاصد، قال في المسامحة: وبثبت عقد الاسامعة اما باستحلاف  
الحليفة، باء كصاعن او بكر صعي لله عه، واسبيعة جماعة  
من المصلحاء، او من اهل الرأي والتدبير، في قوله وتجب طاعة  
الامام عادلاً كان أو حاكماً اذا لم يخالف الشرع. شيخ

(رد المحتار ۴: ۲۶۲ باب البعاد)

### امام کی اطاعت کا حکم

قوله تعالى ﴿يا أيها الذين آمنوا اطعوا الله واطعوا الرسول  
وأولي الأمر منكم﴾ (النساء ۵۹)

ترجمہ: "مؤمنو! خدا اور اس کے رسول کی قربانیاں داری کرو اور جو تم میں صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔"

عس ایسی ہریرۃ رعی اللہ تعالیٰ عنہ: قال قال رسول اللہ ﷺ: من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع الامیر فقد اطاعنی ومن عصی الامیر فقد عصانی۔ (بخاری ۲۹۵۷ فی الجہاد، باب یقاتل من وراء الامام یتقی بہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس نے میری اطاعت کی اس نے یقیناً میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے یقیناً میری نافرمانی کی۔ (بخاری)

وقال رسول اللہ ﷺ: علی السمرۃ المسلمۃ النسمع والطاعة بما احب وكره، الا ان یومر بمعصیۃ اللہ فلا نسمع ولا طاعة

(رواہ البخاری ومسلم و ابوداؤد والترمذی والسیوطی)  
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر فرض ہے کہ وہ امیر کے حکم کو تو جیسے سے اور اس کی اطاعت کرے (حکم امیر) کی طبیعت کے موافق ہو یا مخالف، الا یہ کہ امیر گناہ کا حکم دے۔ کیونکہ ہجرت مناجازت ہے اطاعت یعنی اطاعت امیر اس وقت تک ہے کہ وہ کسی غیر شرعی چیز کا حکم نہ کرے۔

وقال رسول اللہ ﷺ: حبرۃکم الذین یحبونہم و یحبونکم و یسمون علیہم و یسمون علیکم، و شرۃکم الذین یعصونہم و یعصون بکم و یأثمون بکم و یأثمون بکم، قال: لا ما اقاموا علیکم الصلاۃ الا من

و یسئ علیہ و یسئ بانی شیتا من معصیۃ اللہ فیکفرہ مدینتی من معصیۃ اللہ، ولا یرع ینا من طاعة اللہ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں کہ تم ان سے محبت کرو وہ تم سے محبت کرے۔ تم ان کے لئے دعا کرو وہ تمہارے لئے دعا کریں، اور تمہارے بدترین حاکم وہ ہیں کہ تم ان کو چاہتے ہو کہ ان سے بغض رکھو (وہ تمہیں چاہتے ہیں کہ تم سے بغض رکھیں) تم ان پر لعنت بھیجو وہ تم پر لعنت بھیجے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا گوشت، لنگر ایسے حاکم کی گردن نہ ڈال دیں؟ تو ارشاد فرمایا: "ہاں نہیں" جب تک وہ تمہارے درمیان نہ لڑتا کہ تم کو بھیجیں جو دارین ہو، جس پر کوئی حاکم مقرر کیا گیا پھر کوئی بات اس میں گناہ کی دیکھے تو اس گناہ کے کام کو چاہتے ہو کہ اس کی اطاعت کی جائے نہ نہیں۔ یعنی اطاعت کرتا رہے۔

### اختلاف اور فرقہ واریت سے اجتناب کرنا

عقیدہ ۷۳ وضع المسۃ والجماعۃ، و یحبب الشعود و الخلاف و العرقہ

ترجمہ: ہم سنت دور جماعت کی پیروی کرتے ہیں اور علیحدگی اختلاف اور افتراق سے اجتناب کرتے ہیں۔

**تفہیم: قول اللہ الخ:** سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہی طبعی خلق و راشدین کا طریقہ مراد ہے۔

قول اللہ الخ: جماعت سے صحابہ تابعین اور قیامت تک کے صحابہ و تابعین کی جماعت مراد ہے۔ اس کی اتباع اصل و مستقیم پر چلنا ہے اس کی مخالفت گمراہی ہے لہذا ہم رسول اللہ ﷺ اور راشدین اور تابعین اور صحابہ تابعین کی جماعت کی پیروی کرتے ہیں ان کے طریقہ پر چلتے ہیں، ان کی مخالفت نہیں کرتے، نیز کسی شیعہوں پر عمل نہیں کرتے بلکہ اہل سنت والجماعت کی تلقین طبعی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ جو عقائد، اعمال، معادلات، افتراق میں رسول اللہ



کی طرح ہیں بعض اسلاف نے مسیح علی النجین کے جواز کو اہل سنت کی علامت قرار دی ہے چنانچہ فرمایا "مصلح النجس، وحسب النجس، وسری المسح علی النجس"۔ اہل سنت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام امت پر فوقیت دیتے ہیں اور دونوں (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے امت کرتے ہیں اور موزوں پر سک کو کھڑکتے ہیں۔

## حج و جہاد قس کی قیادت میں ادا ہو سکتا ہے

عقیدہ ۷۷: وطح و لحدھا مساصبا مع اولی الامر المسلمین، برہم و دحرہم ای قیام الساعة، لا یظللہما شیء ولا ینقضہما۔

ترجمہ مسلمانوں میں سے نیک و بد سکرانوں کے ساتھ حج اور جہاد قیامت تک جاری رہیں گے ان کو کوئی چیز نہ فسخ کر سکتی ہے اور نہ توڑ سکتی ہے۔

**تقریب:** اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن حج ہے۔ نیز قرآن اسلام میں سے ایک جہاد ہے۔ دونوں احکام قیامت تک کیسے ہیں دونوں کی ادائیگی کیلئے اہل انکھام امیر اور حکام کی ضرورت ہے جن کی حق میں ہیں قرآن ادا کئے جا سکیں سب سوال یہ ہے کہ امیر حج اور سہ سالہ جہاد کا نیک صالح ہونا ضروری ہے یا اگر فاسق و فاجر ہو تو نہ کی، حق میں یہ افعال انجام دینے چاہئے ہیں تو ردائش کا عقیدہ یہ ہے کہ اس کے لئے اہم مصوم سہدی شکر کی ضرورت ہے جب تک وہ ظاہر نہیں ہوتے اس وقت تک جہاد مسوغ ہے، ظاہر ملوثی و دھار اللہ تعالیٰ نے ردائش پر رد فرمادیا کہ دونوں کام قیامت تک مسوغ نہیں ہونگے بلکہ قیامت تک جاری رہیں گے اگر صالح حکم نہ لے تو فاسق و فاجر امیر کی قیادت میں بھی یہ امور انجام دیئے جاسکتے ہیں، کیونکہ امیر سہ سالہ کام تو انکھام کرنا ہے وہ دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہے جو نیک صالح اور فاسق و فاجر دونوں ہی انکھام سنبھال سکتے ہیں اس لئے

ترجمہ اگر کسی چیز کے علم میں کسی شبہ ہو جائے تو ہم اس مقام پر "اللہ اعلم" (اللہ ہی بہتر جانتا ہے) کہتے ہیں۔

**تقریب:** حجتی مقامات کے متعلق ہم کوئی رائے نہیں دے سکتے، اللہ اعلم بہراہ و مذکورہ کتب میں اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کئے اور کر دیتے ہیں۔ یہی راجحین فی العلم کا طریقہ ہے یہ مفسون، نقل میں مذکور ہے جہاں مصنف دھار اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ما مسلم فی ذلہ الا من سلم للہ و لرمولہ و رد عبد ماشیہ علیہ الی

عاصمہ

## موزوں پر سک کا جائز ہونا

عقیدہ ۷۸: وری المسح علی النجس فی السر و الحصر کما جاء فی الاثر

ترجمہ رسول اللہ ﷺ کی تعینات کے مطابق سفر و حضر میں ہم موزوں پر سک کو جائز سمجھتے ہیں۔

**تقریب:** جمہور اہل سنت کے نزدیک حجتین (چاروں کے موزوں پر سک کا جائز ہے اگر موزے پہنے ہوئے نہ ہوں تو وضو میں دونوں پاؤں کو ٹٹے سمیت وضو فرض ہے شبہ دونوں باتوں میں اہل سنت کی کفایت کرتے ہیں کہ موزے پر سک کو جائز سمجھتے ہیں جبکہ سک راجحین کے قائل ہیں ہم مسلمانین کی مخالفت نہیں کرتے مگر قس وحدیث سے احکام کو قس قرار دیتے ہیں مسیح علی النجین کے جوہر کے مسند میں جو روایت درج ہیں وہ خود تو اثر کو ثابت ہیں تحریک ستر صحابہ کرم رضی اللہ عنہم اس کی روایت منقول ہیں۔ امام ابو حنیفہ دھار اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے مسیح علی النجین کی روایت ہے کہ ردائش کی حد واضح نہیں ہونچھتا وقت تک میں اس کے لئے جواز کا قائل نہ ہوں۔ امام کثی دھار اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو مسیح علی النجین کو جائز نہ سمجھے مجھے اس پر کفر کا اندیشہ ہے اس لئے کہ اس بات کی روایت متواتر



قال رسول الله ﷺ: "من العبد ادّٰ وصع في عبده وتولّى عنه اصحابه - انه يسمع قرع نعالهم، فانه مذكّان، فيقعد انه يقولان له - ما كسب يقول في هذا الرجل (محمد ﷺ) فاما المؤمن فيقول اشهد انه عبد الله ورسوله - فيقوله به - انظر لى مقلدك من البار ابدلك الله به مقلدا من الشجرة فيراهما جميعا.

(رواه الباقلي عن انس رضي الله عنه: ۱۳۳۸)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کرنے والے وہاں جاتے ہیں تو وہ میت واپس جانے والوں کی جوتی کی بٹ بٹا ہے اسی وقت دوفرشتے آتے ہیں، اس کو پوچھتے ہیں، اور پوچھتے ہیں تم اس شخص (محمد ﷺ) کے متعلق کیا کہتے ہو تو مومن بندہ کہتا ہے میں گویا دیکھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے بندہ اور رسول ہیں۔ تو فرشتے کہتے ہیں، اپنا جہنم کا ٹکنا دیکھو، اللہ تعالیٰ نے جہیں اس کے بدلے جنت میں لگا کا دیا ہے۔ وہ شخص آنکھ دھون لکھنا کہ اس کو دیکھے گا۔ (بخاری)

وقال رسول الله ﷺ: اذا حضر حدكم ولا يسان انه مذكّان اسودان، اورهان، يقال لاحدهما مسكر ولا لآخر السكر

(ابن جرير الطبري)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جب تم میں سے کسی کو کسی انسان کو دفن کیا جاتا ہے تو اس کے پاس دوفرشتے آتے ہیں جو یہ اور اللہ تعالیٰ کے ہیں ایک کا نام مسکر ہے دوسرے کا تھیر۔ (ترمذی)

### روح انسانی کے بدن سے تعلق کے مدارج

روح کے بدن سے پانچ طرح کے تعلق ہوتے ہیں۔

(۱) جب انسان مرنے کے وقت میں ہوتا ہے۔

ہو جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔ ہم قبر میں منکر و کبیر کے سوال کو بھی پہنچاتے ہیں جو اللہ عزوجل و دین اور رسول اکرم ﷺ کے متعلق کریں گے۔

**تقریب:** بندہ دنیا سے جانے کے بعد قیامت سے پہلے جس مقام پر ہوتا ہے، اس کو عالم برزخ کہا جاتا ہے، عام طور پر انسان کو مرنے کے بعد قبر میں دفن کیا جاتا ہے اس لئے برزخ کے احوال کو قبر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ورنہ متعدد عالم دنیا اور دنیا فرودہ کے درمیانی مدت کے احوال بیان کرتا ہے۔ اس میں نیک لوگوں کے اچھے احوال ہونگے اور جو برے لوگ ہیں ان کے احوال برا ہوں گے ان کو عذاب ہو جائے گا اور وہاں دوفرشتے جن کو "منکر و کبیر" کہا جاتا ہے۔ وہ حاضر ہو کر میت سے تین سوالات کرتے ہیں

(۱) تمہارا رب کون؟

(۲) تمہارا دین کیا؟

(۳) تمہارا مہی کون؟

یہ سوالات جسم اور روح دونوں سے ہوگا۔ صرف روح یا صرف جسم سے نہیں۔ جن نیک مسلمانوں کو راستہ ملے گا وہ جسم و روح دونوں کو بچے گی، یہ عذاب ہوگا تو بھی جسم اور روح دونوں کو ہوگا۔

قال بعضی: "و حق ان فرعون سؤا العذاب O النار لعرضون عسبنا عسؤا عسبنا و سؤا تقوہ الشاعة اذ جعلوا ان فرعون اشد"

العذاب بکے (عاصم ۵۶۰۹۵)

ترجمہ اور فرعون و لوں کو برے عذاب نے آٹھرا (یعنی) آتش (جہنم) کا صبح شام کس سے سنے ٹیٹن کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت برپا ہوگی (عصم ہوگا کہ) فرعون والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو۔





کھما فی قولہ تعالیٰ ﴿انہم کانوا لا یرجعون حسابا وکذبوا  
بأنفاس کذابا﴾ (النبا: ۲۷)۔

ترجمہ یہ لوگ حساب کی امید ہی نہیں رکھتے اور دہری آفتوں کو جھٹلاتے ہیں۔  
(۵) ہر ایک اپنا نام اعمال کو پڑھے گا۔

کھما فی قولہ تعالیٰ ﴿اقرأ کتابک کھما یوم علیک  
حسبک﴾ (یسی اسرائیل: ۱۴)۔

ترجمہ اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی حساب کافی ہے۔  
(۶) اچھے اعمال کا پھانسیاں بے اعمال کا برابر ملے۔

کھما فی قولہ تعالیٰ ﴿فمن یعمل مثقال ذرہ خیرا یرہ و من یعمل  
مثقال ذرہ شرا یرہ﴾ (الزلزال: ۷، ۸)۔

ترجمہ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی  
ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

(۷) ہر ایک کو پہلے سر ہار سے ضرور گزرنے والا ہوگا جو جہنم سے لوہا پر رکھ گیا ہے۔

کھما فی قولہ تعالیٰ ﴿و ان مشکہ الا و اردھا کائن علی ریش  
حتما مقضیا﴾ (سرم: ۷۱)۔

ترجمہ اور تم میں کوئی (فصل) نہیں مگر سے پس پڑ گزرنے والا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر  
لایم اور مقرر ہے۔

اس آیت میں جہنم میں وارد ہونے سے مراد جہنم پر گزرتا ہے۔

(۸) اعمال کا وزن ہوگا تاکہ اعمال صاف اور اعمال سید کی مقدار میں فرق ظاہر ہو جائے۔

کھما فی قولہ تعالیٰ ﴿و وضع انوارا فی صمدہم اجمعة  
فلا یضیہ من شئ و لا کاب مثقال حبه من خمر﴾۔ تب پتہ چلے گی

بنا جنسین﴾ (الانبیاء: ۴۷)۔

ترجمہ اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو کھڑے کریں گے تو کسی شخص کی ذرا  
بھی حق غلطی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا مثل) ہوگا تو ہم اس کو  
لاموجود کر دیں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔

### جنت اور جہنم بالمثل موجود ہیں

عقیدہ ۸۳ والحدۃ والدار معلوقان لا تعصیان ابد ولا تئیدان، وان  
اللہ تعالیٰ یحسب الحدۃ والدار قبل ماضق، وحق لہم اہلا فہم  
شاء مہم الی الحدۃ فہلا مہ، ومن شاء مہم الی الدار عدلا مہ،  
وکل یعمل لما قد فرغ لہ، واصلوا الی ماضق لہ۔

ترجمہ جنت اور دوزخ اللہ کی مخلوق ہیں جو بھی نافرمانی نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جنت  
اور دوزخ کو دوسری مخلوق کو پیکر کرنے سے پہلے بنایا اور ان دونوں کے لئے اہل بھی پیدا  
کیا۔ ان میں سے جسے چاہے گا اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل کرے گا اور جسے  
چاہے گا اپنے عدل و انصاف کے ساتھ جہنم میں دے گا۔ برائیاں وہی کام سر ہو م دنا  
ہے جس کیلئے وہ فارغ ہو گیا اور ہر شخص اسی طرف دنا ہے جس کے لئے اسے یہ  
کیا گیا۔

**تقریب:** جنت اور جہنم کو اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہی فرمایا وہ جو  
نفس کے لئے ہیں۔ لیکن کائنات کے کثرت میں موجود ہیں۔ دونوں خود بخود ہو گئی نہ ہی اللہ تعالیٰ  
ان کو بنا دیا کہیں گے۔ بلکہ اللہ پاک ذاتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کیلئے اہل پیدا  
فرمائے جس کو اللہ تعالیٰ جنت والے اعمال کی بدولت دے یا اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اور  
جس کو اللہ تعالیٰ جہنم کے راست پر چھوڑ دے جنت کی طرف رہنمائی نہ فرمائے یا اس کا عدل ہے۔  
خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنت و جہنم موجود ہیں اور کبھی نہ

نہیں ہوں گی۔

کما می قولہ تعالیٰ ﴿وَعَذَابُ الْعَذَابِ لَمُؤَلِّمًا لِّذُنَّ﴾

(الحجید ۲۱)

ترجمہ: وہ تیار کی گئی ہے وہ ان لوگوں کیلئے جو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے۔

وقال رسول اللہ ﷺ ان احدکم اذا صلت عرصہ علیہ معذہ

بالمعداة والعشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان کان

من اهل النار فمن اهل النار هذا مقعدکم حتی یصلک اللہ

یوم القیامۃ۔ (متفق علیہ من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی انتقال کر جائے تو صبح و شام

اس کو اٹھا لکھا نہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت میں سے ہو تو جنت میں اس کا مکان اس کو

دکھایا جاتا ہے اگر وہ اہل جہنم میں سے ہے تو جہنم میں اس کو اس کا مکان دکھایا جاتا ہے اور کہا

جاتا ہے یہ تمہارا مکان ہے یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

وقوله ﷺ وایم الہی عسوی بیدہ، لورائیم ماراب لصحکم

قلیلا ویکثیرا، قلوا ومارالت بار رسول اللہ ﷺ ماراب الجنة

والنار۔ (رواہ مسند من حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو سطر میں نے دیکھا اگر تم بھی

دیکھتے تو تم کہہ جیتے اور زیادہ دہرتے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول

اللہ ﷺ آپ نے کیا دیکھا؟ اور فرمایا۔ جنت اور جہنم کو دیکھا۔ (مسلم)

ہولہ لا تقیضان ایدا ولا تیبدان۔ الخ۔

یہ جمہور اہل ملت کا قول ہے کہ جنت و جہنم بھی نہ تھیں گی، جبکہ ہم بن مفعول نام

معلقہ کا قول ہے کہ وہوں پر لکھا جائے گا کہ کوئی نہیں سلفہ، فلک صحابہ، یانہیں اور انہیں میں سے کوئی بھی اس کے قول کی تائید کرنے والا نہیں ہے قرآن و حدیث کے مذکورہ بالا دلائل کی وجہ سے اس کا قول باطل ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِیْمٌ الْجَنَّةُ الَّتِیْ لَا تَمُوتُ﴾

وَالْاَرْضُ الَّتِیْ لَا تَنفَدُ اَمَّا شَاءَ رَبِّکَ عِزٌّ مُّجْتَدِبٌ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ: اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں (اولیٰ کے چمپ میں) کے اور جس تک

آسمان اور زمین ہیں، ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتن کھسار اور رگڑا چمپ ہے ہے شک تیار

پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔

**خیر و شر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وجود میں آتا ہے**

عقیدہ ۸۲: والخیر والشر مقدران علی العباد

ترجمہ: خیر و شر بندوں کے لئے فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

**تشریح:** بندہ کو دین اور دنیا کے سلسلہ میں جو بھی امور پیش آتے ہیں سب پہلے سے

تقدیر میں لکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ "دوران" کے اوقات اور پیش آنے کے

طریقے تمام متعین ہے۔ اسی میں خطا اور غلطی واقع نہیں ہو سکتی اور جن امور سے اللہ

تعالیٰ نے بندوں کو بچانا ہے وہ پیش نہیں آسکتے۔ ان باتوں پر ہم ایمان لایا کرتے ہیں۔

کما می حدیث جبریل "وَنُومُ بِالْقَدَرِ خَیْرٌ وَشَرٌّ"

یہ وہو تعالیٰ ﷻ یصلا الاما تکب لہ نہ کہ (ابن ماجہ ۵۱)

ترجمہ: کہہ دو کہ ہم کو کوئی نصیحت نہیں پہنچائی مگر اس کے جو خدا نے ہمارے لئے لکھا

دی ہے۔

"وَالْقَدَرُ خَیْرٌ وَشَرٌّ وَحُلُوْلُهُ وَمَرَمٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی"

اس کی چوٹی نصیحتیں اس عقیدہ کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔

## قدرت مکندہ اور تکلیف ہے

عقیدہ ۸۵: لا استطاعة لشيء بحسب ما يفعل، من نحو ان يخلق  
شيء لا يصور ان يوصف المخلوق به فهي مع الفعل وانما  
لاستطاعة من جهة الصفة والادعاء، وان يمكن ولا بد  
فهي فعل الفعل، وبها يعبر انحصار، وهو كما قاله هاشم  
لا يكف الله عما لا وسع، (اسفرد ۲۸۶)

ترجمہ وہ استطاعت جس سے عمل واجب ہو جاتا ہے جیسے قہر ہے جس سے کوئی  
مخلوق شرف نہیں ہو سکتی، وہ عمل کے ساتھ ساتھ ہے اور وہ استطاعت جو محنت و وسعت  
قدرت اور موافق اسباب کی صورت میں مہیا ہوتی ہے اس کا جو عمل سے پہلے ہوتا ہے۔  
فقط ہر اسی استطاعت سے حقائق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس  
کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔" (بقرہ ۲۸۶)

**تقریر:** استطاعت طاقت، قدرت، وسعت یہ سب قریب بمعنی الفاظ ہیں ہر ایک  
اور دوسرے کی جگہ استعمال سے سب الفاظ قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں۔

کتوبہ حدیث: وعلی اللہ ان یصلیہ وہ دینہ طعام مسکین (۱)

(اسفرد ۱۸۵)

ترجمہ اور جو لوگوں اور دوسروں کی ذات رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) اور روزے کے  
دے لے لگان کو کما نہ کھائیں۔

وہوہ معانی لا یکف الله عما لا وسع (اسفرد ۲۸۶)

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

## استطاعت کی دو قسمیں

(۱) فعل کو انہی مہینے سے پہلے فعل انجام دینے کی استطاعت اور کا مطلب ہے،

مساہی صحت، وعت، اعصاب، جوانی کی سرایتی، قیہ و شہوت۔ انسان کو وہ امور ہوتے  
اور مشیات سے بچنے کا جو تکلف بتایا گیا ہے انہی قدرتی ہے جس سے اس قدرت نے  
قدرت میں دے تغییر کرتے ہیں۔

کتبہ حدیث: وعلی اللہ ان یصلیہ وہ دینہ طعام مسکین

چہ معانی لا یکف الله عما لا وسع (۲۸۶)

ترجمہ اور جو لوگوں پر خدا کا حق ہے۔ انہوں نے کما نہ کھائے کا تقدیر رکھے وہ ان کا  
حق کرے۔

یہاں جو سب کچھ اس قدرت کے ساتھ مطلق کیا ہے وہ ان کے پہلے کی قدرت ہی ہے۔  
وہوہ حدیث: وعلی اللہ ان یصلیہ وہ دینہ طعام مسکین  
وہوہ حدیث: وعلی اللہ ان یصلیہ وہ دینہ طعام مسکین  
وہوہ حدیث: وعلی اللہ ان یصلیہ وہ دینہ طعام مسکین (۲۸۶)

اس حدیث میں استطاعت سے مراد، قدرت کی صلاحیت اور اسباب کا مہیا ہونا ہے۔  
وقوله تعالیٰ: وعلی اللہ ان یصلیہ وہ دینہ طعام مسکین

المؤمنات من ما ملکتم ایماکم (اسفرد ۲۵)

ترجمہ اور جو شخص تم میں سے کوئی آزاد اور قوی سے لگان کرے گی استطاعت نہ رکھے تو  
مؤمنان کو انہی میں سے جو تمہارے جیسے ہیں مسکتی ہیں (لگان کرے)

## قدرت مکندہ

(۲) قدرت کی ایک اور قسم ہے، جس کو اصول فقہ میں قدرت مکندہ سے تعبیر کرتے  
ہیں، یہ فعل سے ساتھ ہوتی ہے کہ بندہ ایک فعل کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے اسباب اختیار  
کرتا ہے اس کے بعد امر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل ہوتی ہے اور وہ کام وجود میں آتا ہے ورنہ  
نہیں تو یہ توفیق اللہ کا وصف ہے، مخلوق کا نہیں۔ یہ قدرت فعل کے ساتھ ہوتی ہے پہلے نہیں،

تو گویا کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک قدرت کی درائیس ہوتی ہیں۔ بندہ کے مکلف ہونے کا وارادہ ربیبی قسم پر ہے۔ یعنی کلمہ سے سو کر نماز پڑھنے کا حکم ہی کو ہوگا جو کلمہ ہونے پر قادر ہو۔ ورنہ بیوقوف پڑے گا۔ مفسر میں ہاتھ دھوئے کا حکم ہی کو ہوگا جس کا ہاتھ موجود ہو اگر کسی کا ہاتھ نہ ہو تو اس کی طرف یہ خطاب یہ حجت نہ ہوگا۔

کما فی قولہ نقادی "فہرید اللہ حکم ایسر۔ لا یجری حکم ایسر"

(العرفۃ ۱۸۵۰)

خدا تبارک و تعالیٰ میں آسانی چاہتا ہے مگر نہیں چاہتا۔

وقولہ تعالیٰ "فہرید اللہ حکم ایسر۔ لا یجری حکم ایسر" میں صریح ہے کہ

(الصحیح ۷۸)

ترجمہ اور تفسیر (کی کسی بات) میں غلطی نہیں کی۔

معجزہ اور قدرت یہ اس تفسیر کو نہیں دیتے، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ قدرت تو فعل سے پہلے ہی ہوتی ہے، قرآن و سنت کے مذکورہ بالا دلائل سے ان کے قول کا بطلان ظاہر ہے، ان کے رد کے لئے اگلے سے دلائل دینے کی ضرورت نہیں۔

علامہ محمد امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول کا حاصل جمہور کے قول کی تائید اور ترمیمی ہے۔

### بندوں کے افعال مخلوق ہیں

عقیدہ ۸۶: و افعال العباد مخلوق اللہ و کسب من العباد۔

ترجمہ: بندگان خدا کے افعال اللہ کی مخلوق اور بندوں کا کسب ہیں۔

تقریب: جمہور اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ بندوں سے صرف دو ہونے والے افعال مخلوق

ہیں یعنی بندوں کے کسب کیا تو اللہ تعالیٰ نے خلق فرمایا۔

### جبریت کا عقیدہ:

جبریت کا عقیدہ وہ ہے کہ بندوں کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے وجود میں آتے ہیں،

بندہ مجبور محض ہے، مستمر ہے، بندہ کے اختیار کا کوئی دخل نہیں جیسے محض کی حرکات، و درخوش کی حرکات، افعال کی نسبت بندوں کی طرف مجاز ہے۔ جیسے کسی فعل کی نسبت اس کے مکمل کی طرف کرنا نہ کہ اس کام کے کرنے والے قائل کی طرف۔

### معجزہ کا عقیدہ:

معجزہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندوں کے تمام افعال اختیار پر بندوں کے اختیار میں ہیں، بندے خود مختار ہیں اس افعال کا اللہ تعالیٰ کے خلق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

### اہل السنۃ والجماعہ کا عقیدہ:

جمہور اہل سنت کا عقیدہ جو مسطورہ محمد امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہاں بیان فرمایا اس کا حاصل یہی ہے کہ بندوں کے تمام افعال بندوں کے ارادے اور اللہ تعالیٰ کے خلق سے وجود میں آتے ہیں، بندہ کے اسی قصد اور ارادے ہی کی وجہ سے وہ وہی فعل حاصل کیا کرتا ہے، طاعت اور عصیان بندہ کے کسب اور ارادہ کی وجہ سے، جبکہ بندہ کو اختیار ہے کہ گویا کہ جبریت سے اللہ تعالیٰ کی قدرت ثابت کرنے میں خلوی جہد معجزہ اور قدرت پر ہے، افعال بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کرنے میں خلوی کیا حتیٰ کہ بندہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالق فہرید اللہ حکم ایسر، اللہ تعالیٰ نے وہیوں کے درمیان معقول راستہ اختیار کیا کہ نہ تو بندہ اپنے افعال کا خالق ہے نہ مجبور محض ہے، بلکہ بندہ اپنے فعل کا سبب، اپنے کسب، قصد اور ارادے میں آزاد ہے، وہ جب ارادہ کرتا ہے خبر یا خبر کہ تو اللہ تعالیٰ اس کا فعل فرماتے ہیں، اور بندہ سے نفس بد و نیکو ہے تو ہی ارادہ اور قصد و فعل کی وجہ سے وہ فرمانبردار یا گنہگار شمار ہوتا ہے۔ جبر و ثواب و عقاب و سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔

### جبریت کے دلائل:

جبریت اپنے نظریہ کی تائید میں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ "وہوہ معہی جہوہ ما رعبہ" بد رحمت و نیک اللہ و معہی (۱۷) (۱۷) (۱۷) جس وقت تم



میں، افضل ہو گئے، اعمال کے سبب سے نہ کہ اعمال سے خوش میں۔ اللہ تعالیٰ سہا۔ اور  
مسبب و ذوق سے خالق ہیں۔ کما حقہ بیہ دل۔

جمہور کے دلائل:

(۱) قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ﴾ (سورة التوبة: ۱۱۳)

۷. غلہ تم کو در جو تم جانتے ہو اس واسطے پیدا کیا ہے۔

(۲) ہوا، بجلی اور مٹی جیسے چیزیں (موجودہ ۱۶)

ترمہ اللہ ہی ہر چیز کا پیر و رب ہے۔

(۳) قوله تعالى ﴿وَمَا تَشَاءُونَ﴾ لا ان يصدق الله به.

جب حقوق کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے تو دیگر انصاف طریق اولی اللہ تعالیٰ کی مشیت اور عقل پر موقوف ہونے لگے۔

طاقت سے زیادہ کا اللہ مکلف نہیں بناتے

عَفِيَهُ ٨٧: وَمَا يَكْفِيهِمْ اَللّٰهُ تَعَالٰى اَلَا مَا يَتَّبِعُوْنَ وَلَا يَجْعَلُوْنَ ٩٠

تیمم سے پہلے ہاتھ نہ دھوئے تو پھر بھی نماز میں ہاتھ دھو کر رکعت پڑھ لو۔ اگر نماز میں ہاتھ دھو کر رکعت پڑھ لو تو پھر بھی تیمم نہ کرنا جائز ہے۔ اگر نماز میں ہاتھ دھو کر رکعت پڑھ لو تو پھر بھی تیمم نہ کرنا جائز ہے۔

[illegible]

١٧٧٢

— یہ بھی ہے کہ غلامانہ ہے جو درخت کا ٹٹ ہے، نہ ہو۔

ماترید یہی کی طرف سے جوابات

[illegible]

(۳) اس بات میں تصور کیفیہ، حقائق سے پیدا ہونے والی ہے۔

ہر کام مشیتِ الہی سے ہوتا ہے

هيندستان دارا، د نړۍ شپې، د جدي د ستاړې د مياشتې د پنځمې د ورځې، د هندو د ټولنې

4.  $\frac{1}{2} \log_2 2 = \frac{1}{2}$  bit/symbol

کتابخانه و اسناد و اطلاعیه های علمی و فرهنگی

۱- چوبه ها بر روی کف گچ + سیمان + آستر (پشت عمارت) = ۲۰

$$(Y^{\otimes n} \otimes \text{can} \otimes \mathbb{Z}) \otimes \mathbb{Z} \cong \text{Hom}(\mathbb{Z}, \mathbb{Z})$$

ترجمہ کا غایت کی برجستہ حد تکوں میں مثلاً اس سے علم، ارتقاء، تقدیرت سے جاری

$$q_{\text{eff}} = \frac{q_0}{1 + \beta} \quad q_0 = \frac{\pi}{2}$$

ماری ہے۔ اس کی حیثیت تمام مشغول پر ماب سے اور اس کا فیصلہ تمام مصلحتوں پر ماب سے ہے۔ جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ اس کی پر غور نہیں کرتی اور یہ غور نہ کرنا اس کی پرستش پاک اور پرستش کے عیب اور نا ورنہ اس پرستش کے عیب سے اس کی پرستش نہیں ہوگی۔ (جو یہ کہہ کر تے ہیں) اس کی پرستش ہوگی۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کے متعلق اول میں جو فیصلہ فرمایا ہے وہی کلام

تقدیر ہے۔ اب دنیا میں ہر چیز اس دلی فیصلے کے مطابق وجود میں آئی ہے، ہر کچھ موقی ہے۔ انسان تو زمین پر پیدا ہو سہو، ہر کام کا ثبوت ہے، ہر چیز اور ہر فرد کو جس نے اسے جو اوقات اور جگہ میں پیدا کرنا چاہا، وہی مشیت ہی کا فرمان موقی ہے۔

تقدیر کی دو قسمیں

اول نقد میسر:

یہ وہ مختصر ہے جو اہل ہوتی ہے، اس میں نہ تو بھی تکرار و تکرار نہیں ہوتا۔ ان کو محفوظ میں ایک ہی بات کہیں ہوتی ہے جو سب دیکھتی ہے۔

ووم تقدیرے مطلق:

[illegible]

تقدیر پر ہم ہر شخص بندوں کے اعتبار سے ہے، اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: تقدیر پر ہم ہی ہے، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کام کے انجام اور نفع کے تحقق اور اس سے نفی، اقبال اور برائی جرت کا وعدہ کیا ہے۔



ہو۔ ماحی غفری۔ حمد لله (عن عبد الله بن عمرو) رضى عنه  
عبدہ۔ قال رسولہ ﷺ انہ منہذیر خلائق عظیم  
من مصادیرہ عظیمہ۔ لا یأمنی خلافہ یا سبہ نہ فی علمہ قدیمہ  
الجمہر عہ نام الکتاب أو معنی ک۔ تکب فی النوح المصحح  
والا ان یعیش عشرون سہة أو سبع وخمسة عشر نہ۔ صحیح و حد  
ہو۔ ہی یقل صحو و لاساب المد کوری فی قوہ لا مدہ فی ما  
اہرم بہ۔ کذا ذکرہ ابن حجر وفی کلامہ صفاء إذا المعلق و عدم  
کن منہا مشی فی النوح عبر قال للمحو نحو المعلق فی الحقیقۃ  
بسرہ بالنسبۃ بنی عبدہ تعالیٰ فتعبیرہ بالمحو ایما ہو من التوفید  
و نوع فی۔ ح۔ ای تحسین لأمر المہرم المہم مدی ہم معلوم فی  
أم الکتاب أو محو أحد الشقیں اندی جس فی علمہ تعالیٰ فنامن  
فہ دلیق و باحسین حقیق۔ (نسخہ ۱/ ۱۵۵، ۱۵۶) مزید تفصیل  
کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ حاشیہ اللہ صفحہ ۱۵۵

### تقدیر کے پانچ درجات اور مراتب ہیں:

۱۔ وہ درجات جس سے محقق خدا تک و توفیق کے ازل میں فیض فرمایا تھا ان امور سے متعلقہ تقدیر و تقدیر برائی کہتے ہیں۔  
۲۔ وہ امور جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرش کو پیدا کرنے سے بعد اور زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے طے فرمایا۔  
۳۔ وہ امور جو حسبِ "ہم یہیہ اسلام سے ذریعہ آدمیہ سلام کو لانے کے وقت" ہم عبد الست" میں طے کیے گئے۔  
۴۔ وہ امور جو پہلے کے سے اس وقت طے کیے جاتے ہیں جب وہاں کے پیش میں

نہا ہے۔

۵۔ وہ امور جو دیگر بعض امور پر موقوف کیے گئے ہیں۔

تقدیر کے ان پانچ درجات میں سے پہلے سے چار درجات تقدیر ہرم کے درجات میں جو کہ ازل ہیں۔ ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ آخری درجہ تقدیر مطلق کا ہے۔ اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔

حقیرہ تقدیر کی حد سے کسی کو یہ سوچ کر ایمان و اہل ترک نہیں کرنے چاہئیں کہ میرے بارے میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے ہو کر رہے گا، میرے ایمان و ایمان سے کیا ہوگا، کیونکہ اول کسی کو علم نہیں کہ اس کے بارے میں کیا لکھا ہے، جب علم نہیں تو ایسے کام ہی کرنے چاہئیں تاکہ انہی بھی ایسا ہو۔ چنانچہ تقدیر میں جہاں نہائی لکھے ہیں وہاں اسباب و درائع بھی لکھے ہیں۔ مثلاً اگر تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ فلا بھتی ہے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ایمان ادا رکھنا صالحی وعدے سے بھتی ہے۔ مثلاً انہی کے بارے میں کوئی یہ سوچ کر کہ جو کچھ مقدر ہے وہی نہ لگے گا۔ اسباب حصول رزق ترک نہیں کرتا آخرت کے بارے میں بھی ایسا نہیں کرتا چاہئے۔

عن علی رضى الله عنه قال سمنا نحن مع رسولہ ﷺ و هو  
بکب فی الأرض إذ رفع راسہ إلی السماء ثم قال ما مکرم من  
أحد إلا قد علم قال و کعب إلا قد کتب مقعدہ من النار و مقعدہ  
من الجنة قالوا أفعلا تنکل یا رسول اللہ قال اعصوا فکل میسر لہم  
خلق نہ۔ (جامع ترمذی: ۲۸۰۱۷)

نوٹ: تقدیر کے حلقہ بقیہ تفصیلات عقیدہ ۳۵ کے تحت دیکھیں۔

### تقضاء اور تقدیر کی اقسام

قوله "فصل فی قدر و مالح" ای احوال و قدر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہاں تقضاء سے مراد تق

کوئی ہے نہ کہ شرعی ہے نہ کہ شرعی نہیں ہے۔ شرعی بھی، من مخرج ارادہ، امر، مانع، کتاب، علم، تجربہ، بکثرت، وغیرہ ہر ایک کی ۱۰۰ قسمیں ہیں کوئی اور شرعی۔

(۱) قصہ کوئی واقعی جس قصہ اور سر کا تعلق کسی چیز کے وجود میں آنے سے متعلق ہو، اس کو کوئی کہہ جاتا ہے۔

(۲) قصہ اور راوی شرعی کا معنی جو ہر حال پر کسی حکم کو شروع اور لازم کرنے سے متعلق ہو، وہی حکم کے پابند کرنے کے متعلق ہو شرعی اور کوئی میں سے ہر ایک کو ایک ایک شرع سے سمجھیں۔

۱۔ اب انقصاء الکوسی معنی قویہ معانی ﴿فقصاھر سبع سموات فی یوم﴾ (فصلت: ۱۲)

وانقصاء الشریعی فی قویہ معانی ﴿وقسی ریت اذ انعدوا﴾ (ابادہ: ۲۳)

۲۔ وأما الارادۃ السکویۃ معنی قولہ تعالیٰ ﴿ایما امرہ اذا اراد شیء ان یقول له کن فیکون﴾ (نہ: ۸۲)

والارادۃ الشرعیۃ فی قولہ تعالیٰ ﴿یرید اللہ یکم السر ولا یرید یکم العسر﴾ (البقرہ: ۱۸۵)

۳۔ وأما الأمر السکوسی معنی قویہ معانی ﴿ثم یأمرنا ان یموت قریہ امیر مرفہ فمستقوا فیہ حتی علیہا غول فمر ماہا سمیر﴾ معنی قویہ معانی ﴿ایما امرہ اذا اردت ان یقول له کن فیکون﴾ (نہ: ۸۲)

والأمر الشرعی فی قولہ معانی ﴿ان یأمرنا بالعدل والاحسان ویتعدی الشری﴾ (التحل: ۹۰) معنی قولہ تعالیٰ ﴿ان یأمرنا بالمرکم ان نودوا الامان ابی اهلها﴾ (نساء: ۵۸)

۴۔ وأما الارادۃ السکویۃ معنی قویہ معانی ﴿ایما امرہ اذا اراد ان یقول له کن فیکون﴾ (نہ: ۸۲)

والارادۃ الشرعیۃ معنی قویہ معانی ﴿یرید اللہ یکم السر ولا یرید یکم العسر﴾ (البقرہ: ۱۸۵)

۵۔ وأما الکتاب السکوسی معنی قویہ معانی ﴿وما یعمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب ان ذلک علی اللہ بسیر﴾ وقولہ تعالیٰ ﴿وعد کتابہ فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرتھا عباد الضاللون﴾

والکتاب الشرعی ﴿وکتب علیہم فیہا ان النہی بالنعی﴾ ۶۔ وأما الحکم السکوسی معنی قویہ معانی ﴿حکایت عن ابن یعقوب علیہ السلام﴾ ﴿فمن نزع الارض حتی یأذی فیہ﴾ والحکم اللہ فی وہو حشر حکمیں ﴿وقویہ معانی﴾ ﴿فان رب الحکم بالحق وربا الرحمن المستعان علی ما نصحون﴾

والحکم الشرعی فی قولہ معانی ﴿احبکم حبہ لأمرہ لا ما یسئ عینکم غیر محلی قصیدہ وأنتم حرم رب نہ حکمہ ما یرید﴾ وقویہ معانی ﴿ذکر حکم نہ حکمہ حبکم﴾

۷۔ وأما الشدہ السکوسی معنی قویہ معانی ﴿فی جانب محرمۃ علیہا رخص سہ بیہہ فی الارض﴾ وقویہ معانی ﴿والحریم﴾ علی قریہ انہما کف حبہ لا برحمہ ﴿

والحریم الشرعی فی قولہ معانی ﴿خرمت علیکم نعیتہ وانتم واحکم تحریر﴾ (احادیث: ۳)

۸۔ اَمَّا الْكَلِمَاتُ الْكُوبَةُ فَهِيَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَنُفِثَ كَلِمَتُ رَبِّكَ مُخْسِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مِمَّا صُرِّدُ﴾ (اعراف: ۱۳۷)  
وہی قولہ ﷻ: "اعوذ بکلمات اللہ الثامات الی لا یحاورہن بر ولا فاجر۔"

والکلمات الشریعۃ فی قولہ تعالیٰ ﴿وَابْنَتْنِیْ بِرَحْمَةٍ رَبِّیْ﴾  
بکسب قائمیں ﴿(نفرۃ: ۱۲۴)﴾ (المہذب لابی نعر دمشقی)

### ایصال ثواب

عقیدہ ۸۹، وہی دعاء الاحیاء وصدقائہم مسعۃ للاموات۔

ترجمہ زندوں کا مرحومین کے حق میں دعا اور ان کیلئے صدقہ و خیرات ترغیروں کیلئے  
لئے کلن ہے۔

**تقریر:** جہور اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ مردے زندوں کے اعمال سے  
دور سے متعلق ہوتے ہیں۔

**پہلی صورت:** مرحوم خود زندوں کے اس فعل کا اپنی زندگی میں سبب بنے ہو۔

کما ثبت عن ابی ہریرۃ قال: إذا مات امرؤ، انقطع عمله  
إلا من ثلاث، صدقة جدرته أو ولد صالح يدعوہ، أو علم یستفع بہ  
من بعدہ۔ (آخر جہ مسلم: ۱۶۳۱)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان کا انتقال ہوتا ہے تو اس کا عمل منقطع  
ہوتا ہے (یعنی اعمال صالحہ پر اجر و ثواب کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے) مگر تین قسم کے اعمال پر  
ثواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۱) صدقہ جاریہ (مثلاً زکوٰۃ، مساجد مدارس)

(۲) نیک اولاد و چھوڑ گیا جس باپ کے حق میں دعا کرتی ہو۔

(۳) عظیمین کی خدمت کی جس سے بعد میں لوگ فائدہ اٹھاتے رہے۔

دوسری صورت: زندہ مسلمانوں کا مرحوم کے حق میں دعا و استغاثہ و خیرات کرنا یا  
ج کرنا۔

باقی دینی عبادات، نماز، روزہ، حج و تہجد اور ذکر و غیرہ کا ثواب مردہ کو پہنچایا جائے تو  
مردہ تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جہور کا قول یہ ہے کہ ہر جسم کی عبادات کا ثواب مردوں کو پہنچتا  
ہے اس میں کوئی تخصیص نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ، لک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطبوعہ قول کے مطابق وہ دینی عبادات کے  
ایصال ثواب کے کائل نہیں۔

### جہور کے دلائل:

(۱) قولہ تعالیٰ ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا

وَالْحَيَاتِ الْآلِئِينَ سَيَقُولُ مَا لَا يُعَالُ﴾ (الحشر: ۱۰)

ترجمہ جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور  
ہمارے بھائیوں کے جو جسم سے پہلے ایمان لائے تھے کما و معاف فرما۔

(۲) عن عثمان بن عفان قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یذکر عرس

دفن الصبیث ووقف علیہ، فقال استمعوا لأصحابکم، وامنوا بہ

التشیت فوالہ لا یأمن۔ (آخر جہ ابو داؤد: ۳۶۲۱)

ترجمہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ دفن سے روٹتے  
تو (مکہ ویرانہ) قبر پر رک جاتے اور فرماتے کہ اپنے مرحوم بھائی کے حق میں ثابت قدمی کی دعا

کر، کیونکہ یہ ان سے سوال و جواب کا وقت ہے۔

اسی طرح زیارت قبور کے وقت مرحومین کے حق میں دعا کرنا،

کر مہر جو میں کیلئے بخش دے اور ان کیسے دیا مظلوت کرے، ہائی ایصالِ ثواب کے نام پر ہی زمانہ جو خلافِ شرع، رسم و رواج عام ہو گئے ہیں ان سے احتساب کیا جائے، کیونکہ ایصالِ ثواب کیلئے اجتماع کا بہت مہم اور اس میں خود و رسوم نیز اہل میت کی طرف کی دعوت کرنا۔ قرآنِ خوانی کرنے والوں کو اجرت پر نہ تا یہ سب امور ناجائز اور بدعت ہیں ثواب کے بجائے عذاب کی موجب ہیں۔

وبكره اتحاد الصيافة من تصاعم من اهل الميت لأنه شرع في السرور لاهي السرور، وهي بدعة مستفحشة، وفي البراريه وبكره اتحاد الطعام في اليوم الأول والثنى وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم والاتحاد المدعوة قراءة القرآن وجمع الصلوات والقراءة للميت، أو بقراءة سورة الأعمام والإحلاص، لح والحاصل أن اتحاد الطعام عند قراءة القرآن لأهل الأكل بذكره وإع

(رد المحتار ۲/۲۷۰ مطلب فی کراهة الصیافۃ من اهل الميت)

### ایصالِ ثواب پر افعال و محاب

بعض لوگ ایصالِ ثواب کے منکر ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہر ایک آدمی کو صرف اپنے اعمال کا ثواب ملتا ہے، دوسروں کے اعمال کا نہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ ہے  
 ﴿وَأَنْ لِّسَ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ (الحجم: ۳۹)  
 اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ انسان اپنی کوشش حسن و شر، حسن و عیاق، جو و بدعات کے ذریعہ اپنے لیے دوست و احباب بناتا ہے مرنے کے بعد بھی دوست و احباب اس کے حق میں ثواب کرتے ہیں۔ لہذا دوستوں کا ایصالِ ثواب گوید کہ اپنے حق میں اعمال خیر کا نتیجہ ہے اسی کی کمائی ہے۔

كتب في صحيح مسلم عن عائشة رضي الله عنها أنها سألت النبي ﷺ كيف دعوا إذا استعمرت لأهل القبور؟ قال قولي الإسلام على أهل الديار من المؤمنين والمسلمين ورحم الله المستقدمين منكم والممتخرين وإن شاء الله بكمل لأحقون .

(۳) عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما أن سعد بن عبادَةَ توفيت أمه وهو غائب عنها فأتى سبي ﷺ فقال يا رسول الله إن أمي توفيت وأنا غائب عنها فهل بمعهم أن تصدق عنها؟ قال نعم قال فإني أشهدك أن حاطلي المخارف صدقة عنها.

(أخرجه البخاري: ۲۸۵۶)

”عزائم“ کے معنی پھرد۔

ترجمہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا والد کا انتقال ہوا اس وقت خود موجود نہیں تھے، بعد میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، میں اس وقت ان کے پاس موجود تھا، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو کافرا کا معاملہ ہو سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں میرا پھرد یاغ میری والدہ کی طرف سے صدقہ ہے۔ (بخاری)

### ایصالِ ثواب کا طریقہ

ادب کی آیات و احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اپنے طور پر صدقات و خیرات دینا تسبیح و تہلیل وغیرہ کا ثواب نہیں دے سکتے، ثواب کرنے سے اللہ اپنے فضل و کرم سے مردوں تک پہنچ دیتا ہے اور اس کا صحیح طریقہ یہی ہے اپنے طور پر جتنا ہو سکے اعمال صالحہ انجام دے

## دوسرا جواب:

یہ دیکھو کہ اس آیت میں اس کی نفی نہیں ہے کہ ایک کو دوسرے کے اعمال سے فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ اس بات کی نفی ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کی نیکیوں کا لنگ نہ ہوگا، اپنی وہ شخص خود اپنی نیکیوں کا بعض حصہ خود کو بخش دے گا اس کی اس آیت میں نفی نہیں ہے۔  
بلکہ یہ بات دوسری آیت و اما بعد سے ثابت ہے جسے تفصیل و دل کو پیسے نہ رکھے ہیں۔

(۲) قوله تعالى ﴿فَمَا كَسَبَتْ وَعَيْنَهَا مَا كَسَبَتْ﴾

(الفقرة ۲۸۶)

## جواب:

اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے کہ ہر انسان اپنی کمائی اپنے اعمال کے ثواب کا مالک ہوگا دوسرے کی کمائی اور دوسرے کے اعمال کے ثواب کا مالک نہ ہوگا۔ اسی طرح ہر شخص کو اس کے گناہ کی سزا دی جائے گی دوسرے کے گناہ کی سزا سے اس کا مواخذہ نہ ہوگا۔

## اللہ تعالیٰ محبوب الدعوات ہے

عقیدہ ۹۰۔ واللہ تعالیٰ یسحب الدعوات ویفرض الحاجات .

ترجمہ اللہ تبارک و تعالیٰ دعاؤں کو قبول اور حاجت کو پورا کرتے ہیں۔

**تحریر:** اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت اور ضروریات مانگنے آفات و بدولتوں کا مصائب اور بیماریوں وغیرہ سے پناہ مانگنے کا نام دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان دعا فرمائی دعا کو قبول کرتا یہ رویت الٰہی کا تقاضا ہے دعا مانگو کہ رویت کا اقرار ہے، یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "الدعاء مع الجہاد" دعا محاربت کا مغز ہے اور شیخ ابن ماجہ کی روایت میں ہے

قال رسول الله ﷺ: "من لم يسأل الله فله عصب عليه"

جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگے اللہ تعالیٰ اس پر عارض ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

## دعا شروع ہونے کی حالتیں

(۱) اس میں اللہ تعالیٰ کے جود کا اقرار ہے۔ کیونکہ جس کا وہ نہ ہو تو اس کو نہ پکارا جاتا ہے اس سے کوئی سوال کیا جاتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے نفی اور اللہ تعالیٰ کے خزانہ کے پُر ہونے کا اقرار ہے، کیونکہ فقیر سے کوئی سوال نہیں کرتا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے سچ (سندہ وفاق) ہونے کا اقرار ہے کیونکہ سرے سے کوئی نہیں پکارتا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے کریم ہونے کا اقرار ہے کیونکہ جس سے کوئی سوال نہیں کرتا۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اقرار ہے کیونکہ بہ رحم خلت دل سے کوئی سوال نہیں کرتا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کا اقرار ہے کیونکہ عاجز سے کوئی سوال نہیں کرتا۔

بدعا کا معنی ان تمام صفات کا منکر اور ان تمام صفات والی ذات سے غافل ہے۔

## دعا کی قبولیت پر دلالت

(۱) قوله تعالى ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا زَكَرِيَّا إِذْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ الرُّجُومِ﴾

(عامہ ۶۰)

ترجمہ تمہارا یہ پروردگار نے کیا تمہارے دعا کرنا میں تمہاری دعا قبول کرے گا۔

(۲) قوله تعالى ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا زَكَرِيَّا إِذْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ الرُّجُومِ﴾

دعوة خارج زاد دعاء ہے (الفقرة ۱۸۶)

ترجمہ اور (اے تجھ پر) جب تم سے میرے بندے میرے درمیان میں دریافت کریں تو (۱۲۰) میں تمہارے پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

(۳) وقوله تعالى ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا زَكَرِيَّا إِذْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ الرُّجُومِ﴾

جہنہ دحریر ہے (عامہ ۶۰)

ترجمہ جو ٹوک میری عبادت سے ازاد نگہ کرتے ہیں مغرب جنہم میں: بیل بوکر داخل ہو گئے۔

## دعا قبول ہونے کا مطلب اور اس کی مختلف صورتیں

بہت سے لوگ نادانیت سے قیامت دعا کا مطلب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے وہ اس کو مل جائے اور قیامت دعا ملنے کو دیکھتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی، بہت بڑی غلط فہمی ہے۔

انسان کا علم ناقص ہے۔ عقل کمزور ہے اپنے طبع انحصار کو کاٹ نہیں سمجھ پاتا۔ کسی چیز کو وہ اپنے لئے فائدہ مند سمجھتا ہے لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کے حق میں نقصان وہ ہے۔ ایک چیز سے وہ بچنا چاہتا ہے اپنے لئے نقصان وہ سمجھتا ہے لیکن علم الہی میں اس کیلئے نفع بخش ہے۔ فرشتہ بندہ میں جاتا ہے کہ یہ چیز میرے لئے بہتر ہے اور یہی چیز زبردست ہے۔ اس لئے وہ اپنا وقت اس کی چیز اللہ تعالیٰ سے دیکھتا ہے جو اس کے حق میں بہتر نہیں ہوتی بلکہ نقصان دہ ہوتی ہے اس کا عطا کرنا حکمت الہی کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جو حکیم و دروہا ہے یہ بات اس کے علم و حکمت کے خلاف ہے کہ بندہ جو مانگتا ضرور اس کو ہی چیز عطا کرے اگرچہ اس کے حق میں مصلحت ہو۔ دوسری طرف یہ بھی اس کی شان کریم کا نقص ہے کہ جب اس کا بندہ متانت و خشوع کی حالت میں دعا کرے اور اس کے حضور دعا کرے تو اس کو خالی ہاتھ نہ دینا بلکہ ضرور اس کو کچھ دے دے چنانچہ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

”تمہارا پروردگار بہت حیامند ہے۔ وہ بغیر مانگے دینے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے حیاء کرتا ہے کہ اسے خالی ہاتھ نہ دے۔ جبکہ اس کا بندہ (وہ کہنے والا) اس کو ہاتھ اس کی طرف اٹھاتا ہے۔“ (ترمذی، ابوداؤد)

اس لئے اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ دعا کرتے دے بندہ کو ضرور نہیں دینا تا جبکہ کچھ دے

کر ہی اس کو کھانا دے۔ البتہ حدیث روا ہے کہ میں حضور میں ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی سوگس بندہ دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو نہ قطع بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین چیزیں اس میں سے کوئی ایک چیز اس کو ضرور عطا ہوتی ہے یا اس نے جو مانگا وہی چیز اس کو ہاتھ کے ہاتھ عطا فرما دیا جاتا ہے یا اس کی دعا کو اس کے لئے ذخیرہ آخرت بنا دیا جاتا ہے یا دعا کے نتیجے میں اس کو انے والی بات و نصیحت کر دیا جاتا ہے۔“

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے (یا رسول اللہ! عرض کیا) جب بات ایسی ہے (کہ ہر دعا ضرور ہی قبول ہوتی ہے اور اس کے حساب میں کچھ ضرور ملتا ہے) تو ہم بہت زیادہ دعا میں کریں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔“

(احمد)

مطلب یہ ہے کہ اللہ کا خزانہ ہر وقت نہ ہے، غیر فانی ہے۔ اگر ہر انسان ہر وقت مانگے اور یہ ایک کو اس کی مانگی ہوئی چیز دینے کا فیصلہ فرمائے تب بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں آئے گی اس لئے مانگنے سے نہ تنگھے۔ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ سے، تنگھے۔

## کاش ادنیائیں کوئی دعا قبول نہ ہوتی

”مستدرک حاتم“ میں حضرت چارہ رومی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اس بندے کو جس نے ادنیائیں بہت سی مانگی ہیں اس میں کمی ہوگی جو بظاہر ادنیائیں قبول نہیں ہوگی (یعنی ان کی قیامت کے اثرات ظاہر نہیں ہوں گے) ان دعاؤں کے عوض میں آخرت میں جو ثواب ملے گا اور بندہ اسی میں جمع ہوگا اس کو دیکھ کر بندے کی زبان سے نکلے گا

”یا لیتہ لہ یجعل لہ شیء من دعالہ“ (تفسیر التعلیل: ۵۷/۲)



ترجمہ (اے پیغمبر) آپ کو سنیں تم سے درخت کے نیچے بیٹ کر رہتے تھے تو خدا  
 ان سے خوش ہوا اور جو (صدق اور خلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تو ان  
 پر کسی نازل فرمایا اور انہیں جہنم میں لے گیا۔

عقیدہ ۹۳۔ چھ مائے اللہ و عصب عیہ علیہ السلام (۶۰)  
 ترجمہ وہ لوگ جن پر خدا نے جنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا۔

### مصلحہ کرام سے محبت و عقیدت

عقیدہ ۹۳۔ وحب أصحاب رسول اللہ ﷺ ولاسرط فی حب  
 أحد منهم، ولاتبرأ من أحد منهم، وتبغض من يبغضهم وبغیر  
 السخیر بد کسرهم، ولا بد کسرهم إلا بحسب، وحبهم دین و ایمان  
 ورحسان، وبغضهم کفر و عداوت و طغیان

ترجمہ ہم اصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی  
 کی محبت میں غلو نہیں کرتے، نہ ان میں سے کسی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم  
 ان سے بغض رکھتے ہیں جو صحابی پر کلام رضوان اللہ علیہم سے بغض رکھتا ہے اور خیر کے علاوہ کسی  
 دہاندہ سے ان کا تذکرہ کرتا ہے۔ ہم صحابی پر کلام کا تذکرہ خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں۔  
 صحابہ کی محبت دین، ایمان اور احسان کی علامت ہے اور ان سے بغض کفر، عداوت اور  
 سرکشی ہے۔

**تقریر:** صحابہ پر کرام کے فداکاری و مناقب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں  
 اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں ایذا ایمان اور محبت رسول ﷺ کا تقاضا ہی ہے کہ صحابیہ  
 کرام سے محبت رکھی جائے۔ لہذا ہم صحابی پر کرام سے محبت کرتے ہیں۔ نبی محبت میں اعتدال کی  
 راہ اختیار کرتے ہیں ان کی محبت میں حد سے تجاوز نہیں کرتے۔ مثلاً ان کے مصوم ہونے کا  
 عقیدہ رکھیں بلکہ ہم صحابی کو گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں مصوم نہیں کہتے وہ دنیا و مافیہا علیہم السلام کا

خاص ہے اور کسی صحابی سے براہت کا اظہار نہیں کرتے جیسے شیرواکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہت  
 کا اظہار کرتے ہیں۔ (نور اللہ باللہ) یا خوارج کی طرح جو بغض صحابیہ راہل بیت سے براہت کا  
 اظہار کرتے ہیں بلکہ ہم صحابی کو صحابی رسول سمجھ کر ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو لوگ صحابیہ  
 سے بغض و عداوت کا اظہار کر یا خیر کے سوا ان کا تذکرہ کر ہم ایسے لوگوں سے بغض  
 رکھتے ہیں۔ ہم صحابی کا تذکرہ درود و اب احرام کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان کی محبت دین، ایمان  
 اور احسان ہے۔ جو ان سے بغض رکھے ان کا دین ایمان محفوظ نہیں۔ کیونکہ صحابیہ سے بغض  
 رکھنا، ظفر بنی اقل اور سرکشی ہے علامہ ملا علی قاری نے اس عقیدہ کے ذریعہ راہل بیت اور  
 خوارج پر فرمایا ہے جس کی راہ پر کفر و سرکشی سے واضح ہو چکا ہے۔

### مصلحہ کرام کے فداکاری کا بیان

(۱) و ما من عاصی لکم من محمد رسول اللہ و الذین منکم فاعلموا انکم  
 الخلفاء رحمۃ اللہ علیہم و انکم من الخلفاء رحمۃ اللہ علیہم  
 و رسول اللہ سماعتہ فی و احدہم من الخلفاء رحمۃ اللہ علیہم (صحیح ۲۹)  
 ترجمہ محمد اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں جنت  
 ہیں اور آپس میں ہم ان (اے) کھینچنے والے) تو ان کو جیتا ہے کہ (اللہ کے آئے) دیکھتے  
 ہوئے سر پہچانیں وہی خدا کا فضل اور ان کی خوشحالی طلب کر رہے ہیں (کثرت) اللہ کے ثمر  
 سے اس کی پیشکشوں پر پیش پڑے ہوئے ہیں۔

(۲) و ما من عاصی لکم من محمد رسول اللہ و الذین منکم فاعلموا انکم  
 الخلفاء رحمۃ اللہ علیہم و انکم من الخلفاء رحمۃ اللہ علیہم  
 و رسول اللہ سماعتہ فی و احدہم من الخلفاء رحمۃ اللہ علیہم (صحیح ۲۹)  
 ترجمہ ہم ان کو جیتا ہے کہ (اللہ کے آئے) دیکھتے ہوئے سر پہچانیں وہی خدا کا فضل اور ان کی خوشحالی طلب کر رہے ہیں (کثرت) اللہ کے ثمر  
 سے اس کی پیشکشوں پر پیش پڑے ہوئے ہیں۔

ترجمہ جن کو انہوں نے بہت سی (یعنی سب سے) پکے (ایسے) (اے) بہترین میں



سے بھی ۔ ہمیں یہ یاد رکھنی ہے کہ جو اس کی بیعت کی حدوں سے پیش آئے اور وہ  
 اللہ سے خوش ہیں ۔

(۳) ہونہ تعصی ، جو کہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہما رضی اللہ عنہما  
 تحت سلطنة (الفتح : ۱۸)

ترجمہ : (اے ظلم) آپ کو تم سے دہشت کے نیچے بیعت دے رہے تھے کہ تم تو اللہ  
 ان سے خوش ہو ۔

اس قسم کی بیعت میں صحابہ کرام ، حواریین ، مخالفین اور منافقین کے لئے یہ بیعتیں لگائی گئیں  
 کی بدولت یہ تعریف فرمائی ہے ۔

وہاں رسول اللہ ﷺ " لا تسبوا احد من اصحابي ولا احد من  
 عن مثل احد دھما مائے بعد احدہ و لا حسہ "

(معنی علیہ)  
 ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ میں سے کسی کو کالی مت دے ، نیونگا کر تم  
 میں سے کوئی حد پہنچانے کے لئے نہ فرج کرے تو صحابہ سے آپ کی تعریف کرنے کے برابر  
 اگر وہ آپ کی تعریف میں نہ لکھ سکے یہ بڑا (بھاری) مسلم)

وروی میں ہے : اسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 " انہ قال لا تسبوا اصحاب محمد ﷺ فاما بعد احدہ و لا حسہ ،  
 یعنی مع ایسی شخصیت جو میرے عمل احکم فرمیں مسہ "

ترجمہ : حضرت امین امیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ صحابہ کو کالی مت دے کی تحدید صحابی کا  
 رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ اور بیعت تیار رہے ، پچیس سال کے عرصے سے بہتر ہے ۔

### مسئلہ خلافت

عقیدہ ۹۴ : شبیح خلافت بعد رسول اللہ ﷺ نہ آئی نہ کسی نیکر

اصطلاحاً : رضی اللہ عنہ بقصد " و عیدہ عنی جمع لائمہ  
 ہر منہ خطبہ رضی اللہ عنہ نہ خطبہ رضی اللہ عنہ نہ رضی  
 من ایسی صاحب رضی اللہ عنہ وہم حدیث نہ سند نہ لائمہ  
 امہدوہ

ترجمہ : حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم رسول اللہ ﷺ کا پہلا فیصلہ دینے میں اس  
 لئے کہ وہ امت میں سب سے مقدم اور افضل ترین ہستی تھے ، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی  
 اللہ عنہ کو ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرتے  
 ہیں ۔ یہ خلفائے راشدین ہیں اور جانتے یا نئے نام ہیں ۔

### خلافت کا مفہوم

تحریر : خلافت کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی ایک عمومی ریاست جو اقامت دین کی کوشش  
 کرے ، علوم دینیہ کا احیا کرے ، اور کان اسلام کو قائم کرے ، شعبہ چھ دو قائم کرے کہ فکری  
 تیار کرے ، انکار کے ساتھ قتال کا منصوبہ بنائے ان کے مقابلہ کیلئے فکری تیار کرے ۔  
 مجاہدین میں مال قیمت تقسیم کرے ۔ دھوکا نہ خائف رہے کہ ان کے لئے نظام عدس قائم  
 کرے حدود اللہ کو (حد نہ تجاوز کرے) چوری کی سزا قطع ہے ، غیرہ کا لفظ کرے مطامع کا خاتمہ  
 کرے سامع المعروف اور حرمی عن انکار کو نبی کریم ﷺ سے نیا نہ خائف رہے (یعنی اس کا ایک  
 مستقل شعبہ ہو)

(کما فی ایلانہ الحماۃ ۱۰۲) مفہوم خلافت خلافت ہی ترتیب امامت ہی  
 شخصیت لایمہ اندیس باحیاء العوم ندیسہ و اقامہ اراکان الاسلامہ  
 و اقیام بالجہاد و ما یصلح من ترتیب الحیوش و الفرص لمعاقلہ  
 و اعطائہم العیہ و النقیام بالنقص و اقامہ الحدود و دفع المطالمہ  
 و الامر بالمعروف و النهی عن المنکر مباحہ عن النبی ﷺ

## خلافت قائم کرنے کا طریقہ

اسلام میں خلافت قائم کرنے کے چار طریقے رائے رہے ہیں

- (۱) قورسے کا، انبیاء، اس، جنگی کڈ نو غیر جن کو قوم سے جوڑ دی ہے وہ کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہوئی۔
- (۲) پیدا تلید اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کر دے اور لوگوں کو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وصیت کر جائے۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی طرح قائم ہوئی۔
- (۳) انتخاب طریقیہ کیسے شریعی مقرر ہو وہ کسی کو خلیفہ مقرر کرے، جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی طرح شریعی کے ذریعہ قائم ہوئی۔
- (۴) خلافت کی شرائط کا حال کوئی شخص لوگوں پر غائب آجائے اور ان پر تسلط حاصل کر لے، جیسے خلیفہ راشدین کے بعد کے خلفاء۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ۲۰-۷۳۸ مطبوعہ دار الکتب المدینہ بالقاهرہ)

## حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت

قوله: ثبت الخلافة بعد رسول الله ﷺ لا لای بکر رضى الله

تعالى عليه الخ .

ترجمہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت بلا فصل کے دی سستی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بہت سی احادیث میں ان کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا چنانچہ آپ علیہ السلام کے بعد امت نے بال اتفاق اس خلافت کے لئے منتخب فرمایا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) عس حیدرۃ بن یحییٰ رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ

انحدو بالبدین من بعدی، انا بکر وعمر۔ (زوائد صحابہ النس)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرو۔

(سیرۃ)

(۲) عس عبائشۃ رضى الله عنه فانت دحل علی رضى الله عنه

علی رسول الله ﷺ فی الیوم الذی بدی فیہ (مرص فیہ) دعی

نسی ابا بکر و احدث حتی اکتب لای بکر کتب ثم قل یا ابی الله

والمسلون إلا ابا بکر۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کو عرض و ناث شروع ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو "ابا بکر" نے مجھ سے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی کو بلا کر لاؤ گا کہ ایک عبد نامہ لکھ دوں، ابھر رشاد فرماد کہ اللہ تعالیٰ اور علامہ اہل سنت خلافت کیلئے ابو بکر رضی اللہ عنہ تو ان کے بعد وہ کسی اور کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) ایک مشہور حدیث کا کلام ہے ابی بکر علیہ السلام نے رشاد فرماد

"مروا ابا بکر فیصل بالاس" (متفق علیہ)

ترجمہ تیار کیے کیلئے میں فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لو گنہ پر جانے کا حکم کرو۔

(۴) وفی الصحیح انه علیه السلام قال عسی مسرہ لو کنت متخدا

من اهل الارض حلیلا لا نحدث ابا بکر حلیلا لایقین فی

المتخدا خو حوۃ الاسدات الا خو حوۃ ابی بکر۔ (متفق علیہ)

ترجمہ صحیح حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہر پر ارشاد فرماد کہ اگر میں اہل زمین میں سے کسی کو اپنی غلیں (گہرا انگری دوست) بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہی عنہ کو بناتا۔ مسجد نبوی ﷺ میں کھولے والے ترم در سے بکھڑے چائیں سوائے ابو بکر



سے اللہ تعالیٰ و رسل اسلام راضی ہوئے یہ ضرور دیکھنا ہے کہ ذات کے لحاظ سے سب سے افضل کون ہے؟ دونوں بزرگ خاموش ہو گئے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کیا آپ دونوں کا ذکر میرے حوالہ کریں گے؟ تو اللہ تعالیٰ و اس بات پر وہماتا ہوں کہ دونوں میں سے افضل سے حوالہ کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ دونوں ہی بزرگوں نے کہا ہاں مگر آپ کے پیر دیے۔ تو انہوں نے ایک کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ

"لنک قرآنہ من رسول اللہ ﷺ و المقدم فی الاسلام ما قد علمت  
فانہ علیک لسن اُسر ثلث لثقلین . ولکن اُسر عثمان لثقلین  
و لثقلین اُسر عثمان لثقلین . فاما عبد اللہ لثقلین  
قال ارفع یدک یا عثمان لثقلین"۔

کہ آپ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرابت کا حق ہے اور آپ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں جیسا کہ آپ کو اس کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس پر گواہ دیتا ہوں کہ آپ کو خلافت کی ذمہ داری دینا ہے تو ضرور انصاف قائم کریں گے اگر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھائے تو آپ سب کو اوقات سے کام لیں گے۔

پھر یہ بات عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہی اس طرح جب دونوں سے عہد لے لیا۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ ہاتھ بڑھا لیں سب سے پہلے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی اس کے بعد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی اور بیعت ہوئے گئے۔ ان میں مہاجرین و انصار

مکافہ ہو گئی کہ عثمان اور دیگر مسلمان تھے۔ (ملخص از بخاری ۳۷۰)

### حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

عس عائشۃ رضی اللہ عنہ قالت : کان رسول اللہ ﷺ مصططعا  
فی بیتہ کما شفا عن عہدیہ لو سابقہ فاستاذن ابو بکر و فاذن لہ،

وہو علی ثلث الحائلیۃ فتحدث ثم سدد عمر ھذا۔ و وہو  
علی ثلث الحائلیۃ فتحدث ثم سدد عبداللہ ھذا۔ و وہو  
علی ثلث الحائلیۃ فتحدث ثم سدد عثمان ھذا۔ فاما عمر فابت  
ابو بکر فلم تہش لہ ولم ینالہ ثم دخل عمر فلم تہش لہ ولم ینالہ  
ثم دخل عثمان فجلست و سوت ثباتہ ؟ فقلت . الا استحق من  
رجل یستحق مہ الصلا لکۃ . (مسلم ۲۶/۲)

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تشریف فرما تھے۔ آپ کی ٹانگوں سے پڑے ہوئے تھے جس میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اندر آئے کی اجازت مانگی اجازت دیدی گئی آپ علیہ السلام اسی حالت میں رہے پھر بات چیت ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آئے کی اجازت چاہی اجازت مل گئی آپ علیہ السلام اسی حالت میں رہے پھر بات چیت کی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر آئے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا اب اسیدھا کر لو پھر بات چیت کے بعد تشریف لے گئے تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سواں کیا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے آپ نے کوئی پروا نہیں کی اپنی حالت پر رہے پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے آپ نے کوئی پروا نہیں کی اپنی حالت پر قائم رہے جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ ایک دم بچھو گئے اور پڑے برابر کرنے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"الا استحق من رجل یستحق مہ الصلا لکۃ"

(عمر رحمہ مسلم ۲۶/۲)

(۲) دوسری روایت میں ہے۔ بیعت رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ جانے کے بعد کوئی اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے پناہ دیں ہاتھ میں لیا پھر رکھ کر

فرمایا یہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ ہے۔

فقد رسول اللہ ﷺ بيده اليمن هذه يد عثمان فصر بهما علي

بيده اليسرى فقال هذه لعثمان . (بخاری ج ۱ ص ۱۸۸ رقم الحديث ۳۷۰۶)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخاری: ۳۶۹۸ رقم الحديث ۳۷۰۶

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بڑی فضیلت وہاں رسول ہوئے ہیں کہ آپ علیہ السلام کی دوسرا جزا دیاں رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وراہ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں ہیں۔

### حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

قوله: ثم لعلي بن ابي طالب رضي الله عنه .

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وہ غلیظہ رقیہ ہوئے اور ان کی اطلاع لازم ہوگئی اور ان کی خلافت حقیقت میں خلافت نبوت تھی۔ جیسے حضرت خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے

قال رسول الله ﷺ حلاله النبوة ثلاثون سنة، ثم يوشى له منكم

من يشاء . (ابوداؤد: ۴۶۴۶، صحاحی: ۳۱۳)

کہ خلافت نبوت تیس سال ہوگی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جیسے چاہے اس کے سلطنت عطا فرمائے گی۔

بیم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو برحق سمجھتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کیونکہ ایمہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۱۰ سالہ قمر میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

### حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

(۱) عن سعد بن ابی وقاص رضي الله تعالى عنه أنه قال

رسول الله ﷺ لعلي: أنت مني بصرته هارون من موسى إلا أنه مني لا مني بعدى .

(بخاری ج ۱ ص ۱۸۸ رقم الحديث ۳۷۰۶، مسلم: ۲۴۰۴، ترمذی: ۳۷۶۴)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ سے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جس طرح ہارون علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام کے لئے برحق ہوئے اسی طرح میں سے تیرے لئے ہوں مگر میں سے نہیں ہوں۔ یہاں علیہ السلام نبی تھے میرے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔

(۲) قوله عليه السلام يوم حدير: لأعطين الراية غدا رجلا يحب

الله ورسوله فاعطاه النبي ﷺ الراية ففتح الله عنه . (مسند علیہ)

ترجمہ حیدر کی جنگ کے موقع پر: آپ علیہ السلام نے رات کو اعلان فرمایا کہ کل صبح جہنم اپنے گھس کو دلاگا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ محبت فرماتے ہیں چنانچہ صبح کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہنم دلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر شیر کی راہ عطا فرمائی۔ (بخاری: ۳۱۳)

### خلفاء وارث علی کی مدت خلافت

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت ۱۱ سال تین ماہ۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت ۱۰ سال ۷ ماہ۔

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت ۴ سال۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت ۵ سال ۱۰ ماہ۔

(۵) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴ ماہ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصال کے بعد اہل عرق نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی لیکن اس خلافت کے چھ ماہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پروردگار اس طرح حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ مختلف طور پر غیظ میں آئے اور مسلمانوں کے اختلافات ختم ہو گئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی سچی ثابت ہوئی کہ

”اے نبی! خدا کا عید و میلاد مبارک اللہ ہے جس نے اس عظیم ترین  
المسلمین،“ (متفق علیہ)

و صلحہ فی حجة، و تبریر فی احجہ و عیدہ لرحمن من عوف فی  
حجة، و سعید من اسی و قدس فی احجہ، و سعید من رید فی احجہ،  
و ہو عیدہ من انحر ج فی حجة "

(ادوۃ القرمطی و رواہ ابن ماجہ عن سعید بن رید)

بل سنت والجماعت کا اس وقت پرا تفاق ہے کہ

یہ دل سے کہتا ہے۔ سنت میں سب سے افضل ہیں ان کا مقام و مرتبہ اونچا ہے یہ وہ صحابہ وہ  
جس کو ایک ہی مجلس میں جنت کی بشارت دی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض صحابہ کو آپ  
علیہ السلام نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی جنتی ہیں لیکن ان حضرات کا مقام اعلیٰ  
و ارفع ہیں۔

### صحابہ کرام کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرنا

عقیدہ ۹۶: ومن احسن القول فی اصحاب رسول اللہ ﷺ  
وارواجہ الطہارۃ من کل دس، و درہانہ المقدسین من کل  
رجس، عقد بری من العاقب۔

ترجمہ: جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ کی  
پاکیزہ اولاد کے متعلق اچھا تذکرہ کیا اس نے سچے سچے آپ کا خلق سے بری کر دیا۔

تشریح: علامہ محمد امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفاق سے براءت پانے تین شرطیں ذکر کیں۔  
(۱) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرے، ان سے محبت کرے اور  
ان پر تعجب نہ لگائے، طعن و تشنیع نہ کرے۔

(۲) ازواج مطہرات کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرے، ان کی عیب جوئی اور برا بھلا  
تراشی کرے، اپنی زبان گدھی نہ کرے ایمان خراب نہ کرے

(۳) اولاد رسول ﷺ پر حق طعن نہ کرے، وغیرہ کہ ان تین قسمی محذور ہستیوں سے

محبت رکھنا ان کا احترام کرنا ان کا تذکرہ خیر کے ساتھ کرنا یہ ایمان کا تقاضا ہے ایسا شخص اطلاق  
سے بڑی ہجو اور جو شخص صحابہ کرام ازواج مطہرات اور اہل بیت رسول ﷺ سے نفرت  
و عداوت رکھے، ان کے متعلق دریدہ دلی کرے اور حقیقت من فوق ہے، اگرچہ ظاہری  
طور پر ایمان کا اظہار کرے۔

"وہی صحیح مسلم عن رید بن ارفع قال: قال رسول اللہ ﷺ،  
خطیبنا یساءہ یلعی: یحشاء بین مکۃ والمدینۃ فقال: أما بعد ألا  
أیہا الناس! فاعلموا ما یشر، و یؤثقل أن یأتی دسوں رسی فاحیب و أما  
سرت فیکم السعیس ولہا کتاب اللہ فیہ الہدی و سورہ فجلدہ  
بکتاب اللہ و سمسکو بہ، فحبت علی کتاب اللہ و رعب فیہ،

نورہ۔ و اهل بیتی، اذ کرکم اللہ فی اہل بیتی ثلاث

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان  
"لنا" نامی چشمہ پڑا ہے، اسلام نے خطیب دیا اور دشمنان دے دو گواہیں بھی ایک انسان  
ہوں ہو سکتا ہے مگر یہ میرے دس کا فرستادہ (یعنی ملک الموت) میرے پاس آئے اور  
میں لپک کر اڑا چلا چڑوں میں تہہ رہے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر دیں: ہاتھوں۔ من  
کا خوب خیال رکھو (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن کریم) اس میں ہدایت اور نور ہے۔ اس  
و مصطفیٰ سے حقارے رکھو، اس کی خوب ترغیب دی۔ اس کے بعد پھر تین مرتبہ ارشاد فرمایا  
میرے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کا خوف (دعا ہو) (یعنی) نہ کہ خوف حقارت اور  
اتحراب کا خیال رکھو۔ (مسلم)

نو۔ عقد بری من العاقب

علامہ امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد روافض پر در کرنا سے دور روافض کی بنیاد ایک من فوق  
رہنقی عبداللہ بن سہیل ہونے والی ہے جسے ۷۸ نے ترک کیا ہے کہ اس نے اسلام کا کھنڈ









مسئلہ: تھوڑے گندے وغیرہ جو حال کرتے ہیں ان میں بھی اگر جنات اور شیائیں سے مدد طلب کی گئی ہو تو حکم عریں اور حرام ہیں اور اگر ان کا مشیت ہوں معنی معلوم نہ ہوں اور شیائیں اور بتوں سے مدد طلب کرنے کا احتمال ہو تو یہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ: قرآن و سنت کی اصطلاحی تحریکات کے علاوہ ذاتی قسمیں محرک ہیں یا نہیں اگر محرک و شرک کا ارتکاب کیا جائے تو وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ: زور، رخائی یا زور و سراج امور سے کام لیا جاتا ہو تو اس شرط کے ساتھ کہ نئے کر اس کو کسی ناجائز مقصد کیلئے استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ: اگر قرآن و حدیث کے کلمات حق سے کام لیا جائے مگر ناجائز مقصد کیلئے استعمال کریں تو وہ بھی ناجائز ہیں مثلاً کسی کو ناجائز ضرر پہنچانے کیلئے کوئی تھوڑے کیا جائے یا وظیفہ پڑھا جائے اگرچہ وظیفہ اسماء الہیہ یا آیت قرآنی یا حدیثی کا ہو وہ بھی حرام ہے۔

(حاشیہ: فاصیحا، و شامیہ)

(نوٹ: یہ مسائل معارف القرآن (۲۷/۱) سے لئے گئے ہیں۔)

## فرقہ داریت کی مذمت

عقیدہ ۱۰۲: ونرى الجماعة حقاً وصواباً والفرقة رعباً وعداباً ترجمہ: ہم جماعت کو حق اور درست سمجھتے ہیں اور فرقہ بندی کو کج روی اور عذاب گردانتے ہیں، نیز ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جماعت صحابہ اور تابعین اور ائمہ حق کی جماعت کی اتباع کی جائے یہی جماعت حق ہے اور انہیں کی اتباع حق کی اتباع ہے اور ہم جماعت حق سے جدا ہونے اور الگ ہونے کو کجی اور عذاب سمجھتے ہیں مگر یہ کہ اختلاف فروعات میں برضا و اجتہاد ہو کیونکہ یہ اختلاف مذہم نہیں بلکہ محمود ہے اور اختلاف العلماء و رحمۃ کا مصداق یہی اختلاف ہے۔

قولہ نصائی: ﴿وَلَا تُخَوِّتُوْهُمۡ كَاٰلِیۡنَ تَعٰوٰنًا وَّ حٰنِقُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا

منزل اختیار رکھے جاتے ہیں جن میں نظر، شرک کے کلمات ہوں اور شیائیں کی تحریف کی گئی ہو۔ یا کذاب و نجوم کی عبادت القیام کی گئی ہو جس سے شیائیں خوش ہوتے ہیں بہر حال، کابین، نجومی، چاند و قمر فیہ بنی حرام ہے۔ جس کے ہر اس عقیدہ کے موافق علم فیہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت کا مدعا ہے، اس سے ان بتوں سے اس قسم کی خبریں معلوم کرنا اور ان کی خبروں پر یقین کرنا کفر ہے ان کے پاس جاننے سے احتیاط لازم ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ: من اتى عمراً حسناً عن شیء - یصلیٰ

صلاة اربعین لیلۃ۔ (رواہ مسلم و احمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو نجومی کے پاس جائے اور اس سے امور غیب کے متعلق کوئی سوال کرے اس کی چار سو دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔

”وعن اسی حمیرہ دہی: عن عبد اللہ بن مسعود عن اسی عروہ

او کاہا فصدقہ بما یقول، فقد کفر بما ارسل علی محمد۔“

(رواہ احمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کابین (نجومی) کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے، اس سے اس دین کا ناکارہ کرے رسول اللہ ﷺ پر اتارا گیا ہے۔

وقال نعمی: ﴿وَلَا تُكَلِّمُ السَّاعِثَ کَثَرُوْا یَعْتَبُوْا سُلَاسِیْہِمْ﴾

(سورۃ الفرقہ ۱۰۲)

ترجمہ: شیائیں نے کفر اختیار کیا۔ لوگوں کو چاہو دکھانے لگے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کن لوگوں پر شیطان ترستے ہیں بہت باندھنے والے جتناہ گار پڑتے ہیں۔

مسئلہ: جب یہ معلوم ہو یا کہ یہ بحر کفر و اعتقاد یا علی سے خالی نہیں تو اس کا ٹکنا اور سکنا بھی حرام ہوا اس پر عمل کرنا بھی حرام ہو البتہ اگر مسلمانوں سے دفع ضرر کیلئے بقدر ضرورت سمجھا جائے تو بعض فقہاء نے اجازت دی ہے۔ (شامی، عاتقیر)

خَاءَهُمْ أَلْسِنَاتٌ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾

(ن عمران: ۱۰۵)

ترجمہ ان لوگوں کی طرح تیرے جوعشق ہو گئے، واضح احکامات نے کے بعد ایک دوسرے کے خلاف اختلاف کرنے لگے یہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) برا عذاب ہوگا۔

### دین اسلام ہی عند اللہ مقبول ہے

عقیدہ ۱۰۳: وہی اللہ عز وجل فی السماء والأرض واحد وهو

دین الاسلام قال لہ تعالیٰ ﴿وہی اللہ ہی عند اللہ اسلام﴾

(ال عمران: ۱۸۲)

ترجمہ اور زمین و آسمان میں اللہ عزوجل کا دین ایک ہے اور وہ دین اسلام ہے اللہ نے فرمودہ ﴿وہی اللہ ہی عند اللہ اسلام﴾ دین تو اللہ کے نزدیک فقط اسلام ہے نیز اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے ﴿وہی صلیت لکم الاسلام دینا﴾ اور اللہ ہی آسمان کا خالق ہے اور وہی زمین کا خالق ہے اور وہی ان دونوں کا مالک اور ان دونوں کے خدائے معبود ہے لہذا معلوم ہوا کہ زمین و آسمان میں اس کا دین اسلامی ہے۔

**تحریر:** ہر نبی کے زمانہ میں ان کا دین ہوا دین ہی دین اسلام اور عند اللہ مقبول تھا جو بعد میں کے بعد دیکھ کر منسوخ ہونا چاہا، آخر میں خاتم الانبیاء کا دین و دین اسلام کہلایا جو قیامت تک رہے گا ای کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اسان فرمایا کہ اسلام کو تہرے لئے دین بنا کر رکھی، روایتی وہ شریعت جو محمد رسول اللہ ﷺ نے تشریف لائے اب صرف وہی شریعت قابل قبول ہے اس کے علاوہ دین کو اگرچہ اپنے زمانہ میں اسلام کہی جا تا تھا، لیکن دین محمدی کے آنے کے بعد اب وہ تمام دین سابقہ منسوخ ہو گئے، اب نہایت کا واحد راستہ دین محمدی کو قبول کرنا اور شریعت محمدیہ پر عمل ہی ہوتا ہے۔ اگر کسی کے علاوہ کسی اور دین پر عمل کرتا رہا تو عند اللہ مقبول ہے اور اس کی نجات ہوگی۔

جیسا کہ ارشاد ربی تعالیٰ ہے

﴿وہی صلیت علیہ اسلام دنیا میں جس نے﴾ (ن عمران: ۸۵)

ترجمہ یعنی جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین اختیار کرے گا اس سے دو ٹوک ہے۔ کیا جائے گا۔

### دین اسلام معتدل دین ہے

عقیدہ ۱۰۴: وہو بیس العلو والتقصیر وبین التشبہ والتعطیل

وبین التحیر والقدر وبین الامس والایامس

ترجمہ یہ دین افراط و تفریط، تشبہ و تقصیر، جبر و قدر و غنی اور انا میری کے مابین ہے۔

**تحریر:** دین محمدی میں جس کو اسلام کہتے ہیں بالکل معتدل ہے۔ اس میں دین موسوی جیسا افراط ہے اور دین عیسوی جیسی تفریط ہے اور اگر دیکھا جائے کہ فرقہ فتنہ میں سے اصل دین پر کون ہے تو آپ دیکھیں گے کہ اصل دین وہ ہے جس میں اعتدال ہے جس میں تلوی سے کام لیا گیا اور نہ تقصیر سے نہ راہبانہ طرز اختیار کیا گیا ہو کہ کھانا کو حرام کر میں اور نہ بالکل یہ کہ چوپایوں کی طرح بن جائیں کہ حلال حرام میں کچھ امتیاز نہ رہے اور تلوی ہے اور انی تقصیر ہے اور بعض لوگوں نے اللہ کو، دوسرے کی صفات کو مخلوق کی ذات و صفات کے ساتھ تشبیہ و تمثیل شروع کر دی جن کو شبہ کہا جاتا ہے ہم اس مذہب کو بھی باطل سمجھتے ہیں اور دوسرے بعض فرقہ نے صفات ہادی کا انکار کر دیا جس سے اس فرقہ کو معتدل کہتے ہیں بہر حال راہ اہل حق میں تشبیہ ہے اور نہ صفات کا انکار ہے پھر جبر سے انسان کو مجبور محض مانا ہے اور قدر سے نہ مطلق مانا ہے مگر دونوں قول باطل ہیں بلکہ قول حق یہ ہے کہ نہ بندہ مجبور محض ہے اور نہ قادر مطلق ہے بعض امور پر اس کو قدرت ہے اور بعض پر نہیں ہے کا اعتدال ہر نیز ہمارا مسلک یہ ہے کہ نہ تو انسان اللہ کے عذاب سے بالکل بے خوف ہوا اور نہ اللہ کی رحمت سے امید ہو بلکہ ہر حال اور خوف کے مابین توازن ہو۔

قوله تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هٰؤُلَاءِ هُمْ يَدْعُونَ لَا تَقُولُوا عَمِيَ

الْبَهْلَاءُ لَأَنْحَقُ ﴿ (النساء، ۱۷)

ترجمہ: اسے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں مدد سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سونے کو۔

وقوله تعالى: ﴿لَا يَكْفِيكَ الدِّينُ اَمْثَلُ لَا تُحَرِّقُوا حَبِطَاتِ مَا اُنْشِئَ اللَّهُ سَكْمًا وَلَا تَعْتَدُوا بِأَنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُتَعَدِّينَ﴾ وَكُنُوا مِمَّا رَفَقَكُمْ اللَّهُ خَلَالًا وَصَبْرًا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿

(المائدة: ۸۸، ۸۷)

ترجمہ: مؤمنو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو، اور حد سے نہ بڑھو، اللہ سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھنا، جو حلال پاکیزہ روزی اللہ نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ اور اللہ سے جس پر ایمان رکھتے ہو اُترے رہو۔

"وَمِنْ عَائِلَةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا آلُ دَاوُدَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَابِقُ أَرْوَاحٍ لَسِي ﷺ عَنْ عَمِّهِ هِيَ تَسْرِقُ بَعْضُهُمْ لَأَنَّهُمْ مَسْحُوقٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَأَنَّهُمْ مَعِي مَرَأَتُ فَبُلِعَ دَمْتُ أَسَى ﷺ فَهَلْ مَا بَانَ أَقْوَامٌ يَقُولُ احْدَهُ كَذَا وَكَلَّا لَكُنَّ أَصْحَابُ صَوْمٍ وَوَعْلٍ وَنَاءٍ وَأَقْوَامٌ وَأَكَلِ اللَّحْمِ، وَتَرَوُحَ السَّاءِ هُمْ رَغِبَ عَنْ شَيْءٍ فَلَيْسَ مِنْهُ."

(مسلم: ۱۴۰۶، أحمد: ۳/۴۵۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چند منہ پانے والے مطہرات کے پاس آکر آپ کے مہموکات نزدیکی کے بارے میں سوالات کئے اس کے بعد ایک صحابی نے قسم کھائی کہ میں شادی نہیں کروں گا دوسرے نے کہا کہ میں ہسٹہ نہیں سواں گا تیسرے نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے ارشاد

فرمایا کہ لوگوں کو کیا جو تمہارا اس طرح اس طرح کی قسم کھانے لگے ہیں۔ حالانکہ میں روزہ بھی رکھتا ہوں، اور افطار بھی کرتا ہوں۔ رات کو سوتا بھی ہوں اور شب بیدار بھی کرتا ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں، محرمات سے شادی بھی کرتا ہوں (خبردار) جو کوئی میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا حلق مجھ سے نہیں۔ (مسلم)

اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے اعتدال کی تعلیم دی ہے علامہ محمادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی اعتدال کا تذکرہ اس عقیدہ میں فرمایا ہے یہ ہمارا دین راہ اعتدال ہے۔

عقيدة ۱۰۵: بهذا دينا واعتقادنا طاهرا وباطنا ونحن براء الى الله من كل من حالف الدين ذكرناه بياض. وسأل الله تعالى أن ينشأ على الإيمان، ويحتم لنا به، وبعضنا من لأهواء المختلفة، ولأراء المتعصفة، والسماهب الردية، من الحشية، وحقيرة، والجهمية، والحيرة، والقدسية، وغيرهم من الدين مخالفو لسنة والحجامة، وحالهم أصحالة، ونحن منهم براء، وهم عبدنا ضلال وأرداه، وبالله العصمة والتوفيق

ترجمہ: یہ ہمارا دین ہے اور ظاہر و باطن میں سبکی ہمارا عقیدہ ہے ہم براء اس انسان سے ہیں جس نے ان باتوں کی مخالفت کی جن کا ہم نے اس کتاب میں تذکرہ کیا۔

ہم نہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان پر قائم رکھے ورنہ یہی ہمارا خاتمہ فرماے اور ہمیں مختلف خواہشات نفسانی، متعرق آراء، مشبہ، مختل، تجسمیہ، قدریہ وغیرہ باطل مذاہب سے پی کے جسوں سے سنت و سماعت کی مخالفت کی اور گمراہی سے دوڑی کی، ہم ان سے بیزار ہیں وہ ہمارے نزدیک گمراہ اور ہلاکت میں چڑنے والے ہیں۔

وبالله العصمة والتوفيق

**تفہیم:** یعنی ہر گمراہ فرقہ سے ہم براء ہیں اور ہمارا اعتقاد یہ ہے جو ہم نے ذکر کر دیا اور

یہ حق کا مسلک ہے جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط ہے۔ جدر و اعتدال ہے آگے کتاب کے اختتام پر علامہ مٹھاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارا خدائے ایمان پر فرما، درہم کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرما، ہمیں نفسانی خواہشات، مختلف خیالات، بے کار اور غلط اسباب و طالع سے ہماری حفاظت فرما، جیسے عیب و اور معتزہ اور جہیہ اور جبر، قدریہ وغیرہ ہیں جو خلاف سنت عمل کرتے ہیں اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں یہ سب گمراہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ امت محمدیہ میں تجھ فرماتے ہو گئے وہ دشمن گوئی حق ثابت ہوئی، تجھ فرماتے ہو گئے۔ مگر ان میں سے حق پر صرف اہل سنت و اہل بیت ہیں چنگے عقائد اس کتاب میں مذکور ہیں، جو ان عقائد کو قبول کرے وہی راہ حق پر ہوگا، جو ان کے عقائد کو قبول نہ کرے وہ گمراہ ہے، ہم گمراہ فرقوں سے بڑی ہیں، اور اس کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کی درخواست ہے کیونکہ اس کی توفیق کے بغیر ہر کچھ بے ہوش ہے۔

وہی الہ اللہ عسی میدنا محمد وعلیٰ رضوانہما علیہما

وما توحیٰ إلا باللہ

بندہ احسان اللہ شاکر عطا اللہ عنہ

خادم الدار مدرس جامعہ الرشید

اسن بادکراچی

۷ / محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

نوٹ: ہم نے گناہ کبیرہ کی بحث میں وعدہ کیا تھا کہ کتاب کے آخر میں گناہ کبیرہ و صغیرہ کی فہرست دی جائے گی۔ حسب وعدہ گناہوں کی فہرست آخر میں لگائی گئی ہے لیکن صغیرہ اور کبیرہ میں فرق کی گئی ہے کیا ہے ظاہری و باطنی گناہوں کو الگ الگ کر کے لکھ دیا گیا کیونکہ صغیرہ گناہ بھی اصرار سے کبیرہ بن جاتا ہے ہر گناہ سے اجتناب کرنا لازم ہے تاہم اس میں ہو جائے تو فوراً توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اعظم

## اللہ تعالیٰ کا فرمان

﴿وَذُرُوا صَاحِبِ الْأَيْمَنِ وَالْأَمْنَةِ﴾ (لأعداد ۱۲۰)

ترجمہ "ظاہری گناہ بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ بھی"

﴿ظاہری گناہ﴾

۱ اپنی تعریف کرنا

۲ کسی مسلمان کا حراق اڑانا

۳ دیکھ نہ کہ ہر جہت لگانا

۴ نصیحت کرنا

۵ چٹل خوری کرنا

۶ گالی گولج کرنا

۷ بے جا فخر کرنا

۸ اسلاف کو سب و محرم کرنا

۹ دھوکہ کرنا

۱۰ گناہ پر خوشی کا اظہار کرنا

- ۱۱) ادا کی ایک مجلس سے کم کرنا کھانا یا منہ دانا
- ۱۲) شرعی پردہ نہ کرنا
- ۱۳) مردوں کا نچنے ڈھنگنا
- ۱۴) کسی کا عیب ظاہر کرنا
- ۱۵) مردوں پر چٹا چٹا کر دینا
- ۱۶) کسی کے گھر یا اجازت داخل ہونا
- ۱۷) با ضرورت کسی جائیداد کی تصویب بھیجنا، رکھنا، دیکھنا
- ۱۸) مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کی وضع اختیار کرنا
- ۱۹) ناحق قتل کرنا
- ۲۰) ماں باپ کو ستانا
- ۲۱) قیدیوں کا مال کھانا
- ۲۲) لڑکیوں کو میراث کا حصہ نہ دینا
- ۲۳) یہ قسم اٹھانا کہ میرے وقت تک غرضیب نہ ہو
- ۲۴) مولیٰ چکا کر بھڑ زبردستی کھانا
- ۲۵) غمخیزوں کے پاس چنانچہ ان کی بات کی تصدیق کرنا
- ۲۶) پیشاب سے احتیاط نہ کرنا
- ۲۷) حاکمہ عورت سے کجاعت کرنا
- ۲۸) بغیر رکاوٹ والی چھت پر سونا
- ۲۹) ایک عورت کے دوسری عورت کے پاؤں سے ٹکنا
- ۳۰) دانتوں کو حقیر اور ہار یک کرنا یا کھانا
- ۳۱) نمازی کے سامنے سے گزرنے
- ۳۲) نماز میں امام سے آگے یا صفا
- ۳۳) بغیر عذر نماز جمعہ چھوڑنا
- ۳۴) مرد کا سوچا استعمال کرنا
- ۳۵) عورتوں کا زیارت قبور کے لئے قبرستان جانا
- ۳۶) استطاعت کے باوجود صدقہ نہ دینا
- ۳۷) مسجد میں جماع کرنا اگرچہ غیر محکم ہی ہو
- ۳۸) عورت کو اس کے شوہر کے خلاف برا بھلا کہنا
- ۳۹) بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا
- ۴۰) قرآن کی کمال غفلت کرنا، اور اس کی رقم خود استعمال کرنا
- ۴۱) کسی جائیداد کو آگ میں زندہ چلانا
- ۴۲) بغیر ارادہ عریضاری کسی چیز کا زرخ زیادہ لگانا
- ۴۳) استطاعت کے باوجود قرض ادا نہ کرنا
- ۴۴) پڑوسی کو تکلیف دینا
- ۴۵) ضرور سے کام کروا کر اس کی ضروری نہ دینا یا دوسرے دینا
- ۴۶) لوطیت کر کے کسی وارث کا حق مارنا
- ۴۷) کسی کو برے القاب سے پکارنا
- ۴۸) بیوی کے ساتھ دیر میں دلچسپی کرنا
- ۴۹) زیادہ بیویوں کی صورت میں کسی ایک بیوی کو ترجیح دینا
- ۵۰) شوہر کا حق دانہ نہ کرنا
- ۵۱) اپنے نسب یا والد سے برأت کرنا
- ۵۲) عورت چوری کرنے سے پہلے بغیر شرعی عذر کے گھر سے باہر نکلنا

٤٧	قصر رچی کرنا	٤٧	سوئے چاندی کے رتن استھیں کرنا
٤٨	خود کشی کرنا	٤٨	شراب پینا، اس کی خرید و فروخت کرنا
٤٩	جادو کرنا، جادو کروانا، سیکھنا	٤٩	بہ نظری کرنا
٥٠	مظہوم کی مدد نہ کرنا	٥٠	زنا کرنا
٥١	کسی کے گھر اس کی اجازت کے بغیر دیکھنا یا چھانکنا	٥١	لوٹہ سے ہارنی کرنا
٥٢	سلام کا جواب نہ دینا	٥٢	رشت لینا
٥٣	گوشتی چھپنا	٥٣	جوا کھینچنا
٥٤	کبیرہ لگانا دے تو بہ نہ کرنا	٥٤	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کن کر دوانہ کرنا
٥٥	قبر پر بدعات کرنا، مثلاً قبر پر پلٹے پلٹاتے پر چادریں اور پھول ڈالنا، ان پر چراغان کرنا، ان کو کھد کرنا	٥٥	تپ تول میں کی کرنا
٥٦	عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر لٹس، جاکھ، کھانسی، عذنا، گرچہ، گھر سے نکلتی نہ ہو	٥٦	خوشی، غمی سے وقت رسم و رواج میں خرچ کرنا
٥٧	کسی مسلمان کو کفر یا بے ایمان یا خدا کی داری یا خدا کی پھٹکار یا خدا کا دشمن کہنا	٥٧	بدعت یعنی امر یا معروف و نہی میں ٹھکر نہ کرنا
٥٨	گرام کھانا جیسے سواریاں میں قمار کرنا یا اس کے استعمال میں حیر کرنا	٥٨	ظلم کرنا
٥٩	کسی میت پر انوس کے اعتبار میں گریون چھڑنا، چال نوچنا، داؤد لگانا	٥٩	وہودہ بنی کرنا
٦٠	ملٹی بن کر دوسرے کے کھانے میں بغیر اس کی خوشی و اجازت کے شریک ہونا	٦٠	دانت میں خیرات کرنا
٦١	گاتا اچانکنا	٦١	جھوٹی قسم کھانا
٦٢	فرائض میں کوتاہی کرنا مثلاً نہ زکوٰۃ	٦٢	اندھن کے سوائے اور کی قسم کھانا
٦٣	قرآن مجید میں تاویل و تخریج کرنا	٦٣	اندھن کے سوائے اور کو کھد کرنا
٦٤	جھوٹ بولنا	٦٤	اشیر و غور و زوش کی کرائی سے خوش ہونا
٦٥	پوری کرنا	٦٥	غیر محرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا
٦٦	نیوی دیکھنا	٦٦	بازر و سوت سڑکوں کر (کسی کے سامنے) لٹکا ہونا
		٦٧	نہ زکوٰۃ سے پہلے یا نقد و کر کے پان





## باطنی نگاہ

- ۱ گناہگاروں سے محبت اور نیک لوگوں سے بغض و عداوت رکھنا، ان کو تکلیف دینا
- ۲ ایک بات کرنا جس سے فساد اور نقصان پہنچتا ہو
- ۳ کسی کے بڑا گناہ کرنے پر راضی ہونا اور کسی بھی گناہ میں تعاون کرنا
- ۴ بدگمانی کرنا
- ۵ عجب میں مبتلا ہونا
- ۶ دنیا سے مراد اے کے لئے علم دین حاصل کرنا
- ۷ حسب مال اور حسب جاہ کا سر بیض ہونا
- ۸ نفاق اختیار کرنا
- ۹ غیر اللہ سے طعنے رکھنا
- ۱۰ قرآن پاک کے باطل بھلا دینا
- ۱۱ تکبر کرنا
- ۱۲ تکبر اور کوس سے دور رہنا اور ان کو حقیر سمجھنا
- ۱۳ غربت کا درمکنا
- ۱۴ فضول اور بلا یعنی کاموں میں گھٹنا
- ۱۵ غریبوں کے ساتھ ان کی غربت کی وجہ سے مذاق کرنا
- ۱۶ ذاتی نفع کے لئے کسی کا گناہ میں دلچسپی کرنا موشی رہنا
- ۱۷ احسان فراموشی کرنا
- ۱۸ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بے وقعت سمجھنا
- ۱۹ گناہ پر خوش ہونا
- ۲۰ آخرت کو بھولنا
- ۲۱ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا

- ۱ شرک و کفر کرنا
- ۲ ریا کاری کرنا
- ۳ حسد کرنا
- ۴ کسی سے بغض رکھنا
- ۵ اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہونا
- ۶ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مدد مانگنا
- ۷ کچھ گویا چھپانا
- ۸ عبادت و تقویٰ پر نا ز کرنا
- ۹ بڑبڑاتی بات کرنا
- ۱۰ خلاف شریعت کام پسند کرنا
- ۱۱ مقدر پر ناراضی ہونا
- ۱۲ امر اور نہی کے ادا و ان کی تعظیم مال کی وجہ سے کرنا
- ۱۳ علم چھپانا
- ۱۴ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی نہ ہونا
- ۱۵ دین کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر مصیبت و آفات اختیار کرنا
- ۱۶ خواہشات کی پیروی کرنا اور حق کو ٹھکرانا
- ۱۷ نیکی کر کے کسی پر تعریف چاہنا
- ۱۸ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کر کے گناہوں میں مشغول رہنا
- ۱۹ علم پر عمل نہ کرنا
- ۲۰ دین میں برا طریقہ (رسم و بدعات) اپننا و کرنا

AF-1056

(25)

سیرت النبیؐ والصلیٰ علیہ وسلم

- ☆ عمار کی توجہ نہ کرنا
- ☆ سنت کو بالکل چھوڑ دینا
- ☆ اپنے میوہ کی مصراع کی بجائے دوسروں کی میوہ جوتی میں مشغول ہونا
- ☆ کفار و منافق کی عادات و رسوم پسنہ کرنا
- ☆ لڑائی جھگڑاؤں، اہل بدعت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا اور اس پر فخر کرنا
- ☆ دل میں کینہ رکھنا

☆☆☆

وہ کے دنیا میں بشر کو قسمی زبیا فطنت  
موت کا وہیاں بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

جو بشر بھی دنیا میں آتا ہے یں کہتی ہے قتلاء  
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا وہیاں رہے

☆☆☆

AF-1056

# شرح العقيدة الخاطويع

تأليف

امین اکبری السمرقانی رحمہ اللہ

پہلیک تحقیقی نظر

---

سجاد بن الحارثی

خادم الحدیث الشریف بمدرستہ مردان

---



حکموں میں عقائد کا موازنہ کے نام سے معروف ہے یہ دراصل صحاح کے حوالے سے تو لکھتا ہے لیکن فوائد کے اعتبار سے ایک نگران ہے کوچا، امام علیؑ کی کا پندرہ سال تک مدت کثیر، ضخیم اور "کامدادی" ہے، محدثی مصر حضرت ۱۲۰ھ میں صنف بخاری، محدثی عباسی سے بہت پہلے لکھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے اس کا پہلا نسخہ، حضرت کے تعلق پر لکھتے ہیں (۲)۔

"ہذا من شیخ محدث، امام منصور بن خالد، عیسیٰ بن مسائد" عقائد کا موازنہ "کونین کی تمام عقائد پر ترجیح دیتے ہیں تاکہ کہ" العقائد الاسرار "پر بھی فوقیت دیتے ہیں، لیکن وہ ہے کہ مراد کے حوالے سے اس سے کہ حکموں کے نظر کے در مشرق جہات سے اس کی خدمت کی، بعد تحقیق علماء سے اسکی شروعات تھیں اس میں سے آئین کے حوالوں شرح میں فی اسرار علیؑ اور حدیث کی قائل ذکر ہے، ہر کتابی بلکہ یہ ہے عرب کے بیشتر مطابع نے اسے چھاپا ہے، تاہم اس طور میں صرح العقيدة المصنوعة اور اس کے حوالے کے تعلق کے بعض تراجم۔

اس کا باعث یہ بنا کہ ہر مجلس میں اس شرح کے حقائق جو شاہ کے کلمات ماننے آئیں عقائد کا عمل ملت کا ترجیح ظہرانے کا اور یہ بات تو امر تک پہنچ گئی کہ اس شرح میں جو عقائد درج ہیں وہ تمام مسئلوں کے مسئلہ عقائد ہیں۔

شہابی قسم سے یہ دو تین جلدیں تو بہت بھی معلوم ہوتی ہیں لیکن، قیاس سے کوئی جواز نہیں، لیکن اس جہ سے کہ اس شرح میں بہت سے ایسے عقائد ہیں جو میرزا علیؑ (الاشاعرة والعقائد) کے مسند و بدی عقائد کے مخالف ہیں۔

دوسری طرف اس کے ساتھ اس علیؑ اور محدث کی خدمات اپنی جگہ لیکن اس کے اپنے عقائد اور فردی تفردات ہیں جو مجاہد سے کچھ مختلف ہیں، یہاں تک کہ اس کے معاصرین علماء نے اس پر کفری تنقید کی ہے۔

(۲) علامہ علیؑ اور ابوالفضلؑ کی "العقائد العنقادیة المصنوعة" اختصار جو حضرت عروہؓ کے قلم سے ہے جو عقائد میں اور تحقیق ابوالفضلؑ کی اس کے کتب سے اس کی عبارت آ رہی ہے۔



عہدہ مرید اعظمی سہمی اس کی اعتراف کی ضرورت کا جواب دینے کے بعد فرماتے ہیں

”عینی ان بطور اہل اس امر کسی فقر فی مختلفہ المذہب من الاصول المعطو معتمد علیہ العرف  
لازمہ فلا یستطیع انی لولہ ہذا“ (۶)

ترجمہ اس کے بعد وہ بھی اس کی اعتراف کا جواب دینے کے خلاف تہذیب اور روایتی صورتوں میں سے ہیں جو وہ اس  
ادب کے علاوہ پر لگی نہیں ہند اس کی اعتراف کے اس قانون کی طرف تھوڑا سا توجہ نہیں کیا جائیگا۔  
فانہیں اس ضرورت کو صاف سے چھوڑ دینا چاہیے کہ یہ ان کی حق کو سمجھنے سے بے اعتناء ہے۔  
صاحب (کا لہجہ اور چٹوانا درست ہے۔

آگے عہدہ مرید اعظمی سہمی فرماتے ہیں ”وہم العجب انہ قد یشککون انہ انی العرف فی حاشیہ عینی  
الہدایۃ فی بعض الموضع بقول المصواب لو الحق القی یجب انہ ہوا علی مساحت بہ،  
دون عہدہ عہدہ عہدہ“ (۷)

ترجمہ اور کافی توجہ اس پر ہے کہ حاشیہ میں اس کے بعض مواضع میں اس کی اعتراف کے کلمہ ہے کہ ”حق صرف وہی  
ہے جس کو میں نے فرمایا اور میرے بغیر کسی نے نہیں فرمایا“ اور حق میں ہے  
دیکھتے ہیں اس کی اعتراف کے بعد اس کے پاس اس سفر میں اور دوسری طرف اس کے بعد کی حاشیہ کو اس کا سے نہیں  
دیکھتے۔

## اعتراف کی ضروریات

حافظ انیس فقر مستقلاً دہرہ اللہ ان کے احکام میں نہیں سمجھتے ہیں کہ جب اس کی اعتراف سے عصمت لا جبراً کا مسئلہ چھیڑا تو  
دہرہ صبر کے علاوہ غامض کر صبر ہوا سے اس پر روکی (۸)

(۶) دیکھیں باب دیات الفقر ص 432/1

(۷) دیکھیں باب دیات الفقر ص 432/1

(۸) عہدہ العرف فی ہوا، فقرہ المستطیع اس ص 98/2 طبع دار الکتب المعینہ ۱۳۶۰ھ



عالم کی خبر ہے۔ ایک مصلح کے لکھنے ہے کہ حنا بل میں علامہ ابن اللہ بن ائین و صاحب اور علامہ مفتی مودودی کی اصلاح اور  
ن کے ہوتی نے برائی اور پر تحقیق کی ہے (۹)

ہام ملا علی قادری رحمہ اللہ کا ابن ابی العزیز رحمہ اللہ پر تنقید متین

عالمی قادری رحمہ اللہ نے قرآن شریف لا کیر میں متعدد جگہوں پر ابن ابی العزیز پر تنقید کی ہے چنانچہ عالمی قادری  
یکے جگہ پر لکھتے ہیں "الحاصل ان الشواہد (اس کی اصرار) بطور اعلیٰ امکان مع بھی التشبه (شعب  
لہ مخالف من اهل البیت) (۱۰)

ترجمہ خلاصہ یہ ہے کہ ابن ابی العزیز شراح معتبرۃ والمعاویہ اللہ تعالیٰ کے نفی تنقید کرتا تھا جو ممکن کا قائل ہے (جو  
بجس کا عقیدہ ہے) اور ابن ابی العزیز نے اس قول میں اہل بدعت کے ایک گروہ کا تاج کیا ہے

عالمی قادری رحمہ اللہ کی بدعت کو بدعتیں کہہ سکتے تھے کہ اللہ کا میں ابن ابی العزیز پر راہروا ہے یہاں تک تصریح فرمادی کہ  
انہوں نے اس عقیدے کے اہل بدعت سے یہ تصدیق فرمادی کہ اہل بدعت سے یہاں مشوین اور مشرک ہے۔

یکہ دوسری جگہ عالمی قادری ابن ابی العزیز صحیح پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ومن الغریب انہ یستدل علی  
صحة الباطل مرفوع الابیہ فی اللہ انہ علی السماء" (۱۱)

ترجمہ "اور بدعت عجیبات ہے کہ ابن ابی العزیز نے اپنے باطل عقیدے کے اثبات میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ ہم  
"سماں کی طرف وقت دے، تمہارا خدا ہے"

عالمی قادری کی یہ بدعت کلیدی حیثیت رکھتی ہے انہوں نے صاحب صاف فرمایا ہے کہ ابن ابی العزیز کا یہ  
عقیدہ بالکل باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ دو پرۃ سماں میں ہیں (صورۃ اللہ) اہل بدعت و ائمہ کا سسر عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
کے لئے کو قیام معنوی اور جسمانی ثابت ہے اور اسی پر اجماع ہے ائمہ معصومہ اور متکلمین سراسر کہ ان میں سے  
فرمایا ہی ہیں جبکہ شراح عقیدہ علامہ ابن اللہ تعالیٰ نے اقلیت میں کے ثابت کر سکتے ہوئے ہیں یہ بات اگلی وار ہے  
کہ اس عقیدے کے اثبات میں کوئی دلیل نہیں بلکہ جو کئی کا عقیدہ و فرقی مشوین کا عقیدہ ہے۔

(۹) ایہا المصنف فی اللہ العصر المحقق فی صحر ۵۱/۲

۱۰ دیکھیں تبیح الخواص ۱۲، مروج الذهب لا کیر لعل فی الخواص ص ۱۱۱، املانی ج ۱ ص ۱۱۱، مروج الذهب ج ۱ ص ۱۱۱

۱۱ العصر ۳ ص ۱۱۱، (۹) مروج الذهب ج ۱ ص ۱۱۱

۱۵۱۱ء میں جب وہ اس سے شیعہ اہل ربی میں حرمی کا زور و طاقت کو ثابت کرتے ہوئے نکلا ہے اُن وصفہ بہت







الحیة..... بعلب علی علی اند هو الذی وضع کتاب الحیة، فمنی لاستیعد وقوعها حیداً (۲۵)

### ایک اہم امر:

ایک اہم امر جسکی طرف توجہ ضروری ہے۔ اس شرع اور شرع کو عرب و علم کے غیر مقلدین معترف نے ہی شریعت بخانی۔ پہلی مرتبہ غلطی سے ایک غیر مقلد عالم شیخ انوشا کر۔ دسٹ۔ نے شائع کیا۔ اس امر کی تین دلیل یہ ہے۔ کہ جب علامہ کاڑی دسٹ کے دور میں یہ پہلی مرتبہ لکھی تو انہوں نے شرع و عقیدہ و امام کے ضمن میں ان کی لغوی شرح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"و طبع شرح المجهول بنسب ابی السلف الحنفی، ذوراً بصادی صبح بدہ بانہ جعل بیلہ الفین و آتہ حنفی، و محلیل العیار (۲۶)

ترجمہ اور ایک لکھول آدمی کی شرح لکھی ہے جسکی نسبت مذہب غلطی کی طرف بھوتی ہے اور اس کے بالحد کی کاوش بذات خود یہ اعلان کر دی ہے کہ کتب اس فن سے جا مل نہ ملے اور مٹوی سے بھی کوئی نکالی ہوئی ہے۔

یہ تھا ان کی لغوی دسٹ پر امام کاڑی کا ترجمہ۔ واضح رہے کہ ان کی کا لکھول سے تفسیر کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ امام مارہال کی کتابوں میں ان کا ذکر نہ کرے جس بلکہ مطلب یہ ہے کہ عقائد میں وہ مسلم و معروف کا دور میں سے نہیں۔

اور اس کے بعد دسٹ ابن البانی دسٹ نے ان کی اصلاح کی کی تخریج کی، غیر مقلد و تفسیر شاد بخانی اور دسٹ کو اس نے ان کی تفسیر کی اور اپنے کتب کے مطابق الاسلامی تفسیرات سے اسے چھاپا۔

ابن البانی نے 82 صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھا جس میں کیا حال کھاتے ہیں اس کا اندازہ آپ آسانی سے کر سکتے ہیں چنانچہ یہ مقدمہ دسٹ خلیفہ پروردہ سے عالم عرب کے مسلم بھرت شیخ عبدالقادر اویخا اور ان کے استاد شیخ ابو سعید صاحب شیخ الاسلام خلافت عثمانیہ و ملازمت ابن عربی من انکوری پر گائیوں اور ان میں ان کی یہ چھڑا سے وہ مقدمہ چھاپا ہے یہاں تک کہ امام محمد بن من البانی کو ضعیف اور سستی الفاظ قرار دیا ہے (۲۷)

مغرض انکی سے ان کی لغوی اور ان کی شرح کو چار چاند لگ گئے بلکہ جب غیر امر یہ ہے کہ غیر مقلدین حنفیوں کی اس کتاب کو (ان کے ذہن میں انہوں کی خود اس چھاپ کر ملت تقسیم کرتے ہیں۔

(۲۵) علامہ مغرب الشہید للہ حافظ ابن حجر بن عسقلانی الشیخ محمد حماد علی 359 "طبع دار الفکر بیروت"۔

(۲۶) علامہ مغرب الشہید للہ حافظ ابن حجر بن عسقلانی الشیخ محمد حماد علی 374 "طبع دار الفکر بیروت"۔

(۲۷) علامہ مغرب الشہید للہ حافظ ابن حجر بن عسقلانی الشیخ محمد حماد علی 374 "طبع دار الفکر بیروت"۔

(۲۸) علامہ مغرب الشہید للہ حافظ ابن حجر بن عسقلانی الشیخ محمد حماد علی 374 "طبع دار الفکر بیروت"۔

(۲۹) علامہ مغرب الشہید للہ حافظ ابن حجر بن عسقلانی الشیخ محمد حماد علی 374 "طبع دار الفکر بیروت"۔

حضرات فخر مقدس ہیں اور اہلانی کو ہماری دعا کی کتابوں میں صرف یہی کتاب نظر آئی جسکی حدود کر کے اسکو  
شعبہ کرانی ۱۰ جلد کا عقیدہ علویہ کی وجہ سے حدود علویہ نے ممکن شروع کئے ہیں۔ (میں کام نظر کر چکی کرینگے)  
میں تمام مجموعہ میں سے کسی شرح کی بھی کتابا عقیدہ مت نہیں کی اور نہ ہی شریعت دی ہے آفر کیا ہے؟  
میں ظاہر ہے کہ ان اہل اہلانو نے اپنے شرح میں غیر مقدسین ہی کے عقائد کو بیان کیا ہے اور حدود موضوع میں مسجد اہل  
السنہ کی طاقت کی۔

فاریہ کریم آپ ان سرودشات کی نظر خاندان اور نظر انصاف چاہے اور پھر اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا یہ فیصلہ درست  
ہے کہ یہ شرح چاہی چھائی جانے بلکہ عقیدہ علویہ کی تمام شرح اور عقائد غیبی کی تمام کتب پر اسکو نفی دیا جانے لگا  
ایک خاندان غیبی شرح جہاں اہل السنہ والجمہات کا عقیدہ بیان ہو سکتی ہے؟  
اگر ایسا نہیں ہے اس شرح کی حمایت کو نہ کرنا کہ دیا جائے اور جس شخص اس کے حلق جی کی سے ہو جس۔

**خلاصہ:** یہ چند گزارشات جو اب چھری کی شرح المستوفیہ والمطہور کی دست دہا رات کے حلق قومی جہاں ان  
والجمہات کے خلاف جائزہ دے رہی ہے اگر کوئی علم کلام کا شیوہ اس شرح کو بار یک بنی سے چھوٹے اس کے اور میں علم  
جلد میں چھوڑ سکے ہیں امید ہے اہل علم حضرات کیلئے یہ کمال مفادات کافی ہو گئے مثال کے اختتام سے نقل عقیدہ علویہ  
کی چند عقیدہ شروحات کے ذکر کا احراز کر رہے ہیں۔

### شرح العقیدۃ الطحاویہ

یہ نام اہل السنہ میں باری کی شرح ہے جسکی ۱۰ جلد ۷۱۲ جلد اور ۱۰ جلد ۷۸۵ جلد میں دی گئی اور اہل اہلانو کے  
معاشر میں اہل السنہ میں باری کی یہ شرح اہل اہلانو کی شرح سے بڑھ کر ہے سب سے بڑی ہے جو ہے کہ ۱۰ جلد باری  
محدث اور عقیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر علم بھی ہے۔ جسکی شہادت داکٹر (۱۰) جلد تصانیف دے رہی ہے جن کو صرف  
علم کلام اور عقائد میں گزر رہا ہے ہیں دوسری طرف اہل اہلانو کی شرح میں صرف اہل اہلانو کے عقائد سے بڑھ کر  
آر ہے ہیں چھ شرح ۱۹۸۹ میں دہرا دہا ۱۰ جلد کویت سے چھائی جس پر مخالف شخص نے تحقیق کی ہے۔

تمام باری کی اس شرح سے پھر پورہ عقائد کرنا چاہتے ہیں تحقیق اور رسالت کرنے والے نے اہل عقیدہ  
ملا چکی ہے جس پر کڑی نظر بھی ضروری ہے۔

### شرح العقیدۃ الطحاویہ

قاضی ابوبکر بن ہریم البغہانی کی شرح شرح ہے جسکی ۱۰ جلد ۵۲۹ جلد کویت۔ اہل اہلانو سے تقریباً ایک قرن پہلے  
گزارے ہیں ان کی شرح عقیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ عقائد پر مشتمل ہے۔ دارالکتب اعلیہ سے ۲۰۰۵ میں لکھی ہے۔

### شرح العقیدۃ الطحاویہ

دارالخبر حلق مہلانی جسکی امید لی کی تصنیف ہے اس شرح میں بھی کئی غلط نکات ہیں شارح نے علما وال السنہ والجمہات  
کے ساتھ عقائد بیان فرمائے ہیں علامہ مہلانی و حلق کے ذمے تلخ اور تحقیق گزارے ہیں اور علما وال سنہ مہلانی بنی ثانی کے شیوہ

یہ کہ وہیں میں من کا شمار ہے جس کی نظر اللہ ہی کی شرح "الذیاب فی شرح کتاب" اہل علم سے دور حاصل کر چکی ہے۔  
 اس کی شرح عقیدہ مذکور ہے کہ مطبعہ المکتبہ دینیہ دارالافتاء نے تصحیح کی ہے۔ جو زہدہم بشر کرانی سے چھپی ہے۔

#### نور النہین فی اصول الجن فی شرح عقائد الطحاوی

تالیف حسنہ مکتبہ الاصلی البوسوی (المجلد 951: المتوفی 1024ھ)  
 شیخ حسن کافی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> اور <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> محمدی کے تعلق عالم آراء ہیں شارح نے نام عقائد کو اہل سنت کے طریقے پر جان فرمایا  
 ہے البتہ اس شرح پر "زیدی مادہ نسخی" نامی تعلق نے کام کیا ہے لیکن یہ شرح کو بجا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کی وجہ  
 یہ ہے کہ وہ اپنے نام اقبال ابن ابی العزیز صوفی کی شرح سے لیا ہے۔

یہ شرح مکتبہ نصیر کان سرگودھا سے 1887ء میں چھپی ہے۔

#### النور النامع والبرهان الساطع

تالیف محمد امجد علی مکتبہ برہنہ شاہ محمد امجد علی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> (المتوفی 652ھ) یہ شرح نامی تک مخطوط ہے۔

#### القائد فی شرح العقائد

تالیف محمود بن عمر القزوی (المتوفی 771ھ) یہ شرح نامی تک مخطوط ہے۔

یہ چند مطبوعہ شریعت نام نے ذکر کیے اس کے علاوہ مطبعہ نے ہوا نامی بہت ساری شریعت تصنیف کی ہے جن میں اکثر مخطوط  
 ہیں مگر مطبعہ کی اسکی صفیہ شریعت نامی بہت سی ہیں پختہ آباد اور ابن ابی العزیز کی شرح کو شریعت دینا اور ان کی تفسیر ہے  
 اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور احقر کی اس چند سطور کو اپنی رضا کیلئے قبول فرمائے۔

و کتبہ:

سجاد بن الحارثی

خادم الحديث الشريف بمطبعة مردانہ

6 ذی القعدة 1428ھ ، طویل صلاح العشاء



اسلام کے شعبوں میں **عقائد** کو بنیادی اہمیت حاصل ہے انہی پر مدار  
 لیا جاتا ہے۔ اعمال و اخلاق میں اگرچہ وسعت کی راہیں بھی کھلی ہیں لیکن  
 عقائد کے باب میں درست اور صحیح بات ایک ہی ہوتی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں  
 طرف کے حقاری عقائد کو درست و حلیم کر لیا جائے۔ عقائد کا اختلاف اسلامی  
 اختلاف ہے۔ اور صحابہؓ کے بعد یہود و نصاریٰ، عیسائین اور دیگر اقوام نے  
 باطل خیالات و فاسد افہام کا لہرہ اوزار کر اسلامی عقائد میں رخنہ ڈالنے کی  
 مختلف کوشش کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت اسلام کا بندہ درست علماء حق حلقہ میں سے کیا  
 جنہوں نے قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں باطل خیالات و افہام کا سدھ  
 کی ترویج کی اور اسلامی عقائد کو مستحکم کر کے امت کے سامنے پیش کیا۔ انہی جلیل  
 القدر علماء میں علامہ ربیع بنی جریب آپ نے ”**العقیدۃ العظمیٰ**“ یہ ”بیمسئل صحت  
 والجماعہ صحت کے عقائد کو متبع فرمایا آج پوری دنیا کی درس گاہوں میں یہ کتاب  
 داخل نصاب ہے۔

زیر نظر کتاب **العقیدۃ العظمیٰ** آپ کی اور زبان میں جامع فہم و مختصر شرح ہے جس  
 میں سلیس ترین، اصل لغات اور مہارت کی وضاحت کے ساتھ قرآن و حدیث و  
 فقہی مہارت کے ذریعہ ہر عقیدہ کو مدلل کیا گیا ہے۔ طلباء اساتذہ و علماء کے  
 لیے بہترین رہنما۔

اللہ تعالیٰ عقائد کی درستگی میں کتاب پر احوال و ناسے لے صحت و مدعا  
 دے۔ آمین

www.looban-elibrary.blogspot.com

[looban-elibrary.blogspot.com](http://looban-elibrary.blogspot.com)



091-02813